بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد اول)

تصنیفِ لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و
نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان
کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل
کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور
والپیپر حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

تعارف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

از علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ

جس بحر العلوم وکنز الفنون کے متعلق فقیر کچھ لکھنا چاہتا ہے پہلے ان کی زندگی مبارک کا اجمالی خاکہ سامنے رکھئے کہ اس شخصیت کے لمحات زندگی کتنا ہے اور ان قدوسی لمحات کو اس قدسی صفات نے سرورِ کائنات آقائے مخلوقات ﷺ کے دین ومتین کی خدمات میں کس طرح صرف فرمائے۔

حیاتِ رضا کا اجمالی خاکہ

	سن ہجری	سن عیسوی
ولادت باسعادت	۱۲۷۲ھ	۱۸۵۶ء
ختم کلام پاک	۱۲۷۶ھ	۱۸۶۰ء
پہلا وعظ	۱۲۷۸ھ	۱۸۶۲ء
پہلی تصنیف	۱۲۸۰ھ	۱۸۶۳ء
وصال جدامجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ولادت ۱۲۲۴ھ	۱۲۸۲ھ	۱۸۶۵ء
تحصیل علم سے فراغت	۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء
مسند افتاء پر جلوہ افروزی	۱۲۸۶ھ	۱۸۶۹ء
شادی مبارک	۱۲۹۱ھ	۱۸۷۴ء
ولادت خلف اکبر مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۲۹۲ھ	۱۸۷۴ء
بیعت مبارکہ	۱۲۹۴ھ	۱۸۷۶ء
پہلا حج وحاضری مدینہ طیبہ	۱۲۹۵ھ	۱۸۷۷ء
مکہ ومدینہ میں علم وفضل کی دھوم	۱۲۹۶ھ	۱۸۷۸ء
وصال والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۲۴۶ھ)	۱۲۹۷ھ	۱۸۷۹ء
شیعیت اور تفضیلیت کی بیخ کنی از ۱۲۹۷ھ		

مقامِ مجددیت پرجلوہ افروزی آفتابِ مجددیت کا طلوع	۱۳۰۱ھ	۱۸۸۳ء
ندویوں کا تاریخی رد، مکہ مدینہ کے علماء کی تصدیق	۱۳۱۶ھ	۱۸۸۸ء
منکرِ ختمِ نبوت کی تکفیر پر تصنیفی کارنامہ	۱۳۱۷ھ	۱۸۸۹ء
نجدیوں کے خلاف متحدہ محاذ	۱۳۱۸ھ	۱۹۰۱ء
توہینِ رسالت پر امورِ وہابیہ کی تکفیر	۱۳۲۰ھ	۱۹۰۲ء
دوسرا حج و حاضری مدینہ طیبہ	۱۳۲۳ھ	۱۹۰۵ء
علمائے عرب و عجم کا آپ کی مجددیت پر اتفاق	۱۳۲۶ھ	۱۹۰۸ء
ہندو مسلم اتحاد کے نام پر غیر اسلامی طریقہ کار کی شدید مخالفت	۱۳۲۸ھ	۱۹۱۰ء
ہندوستان اور افریقہ میں آپ اور آپ کے خلفاء کا دوقومی نظریہ کا پہلا نعرہ	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
اشرف علی کا آخری دعوتِ مناظرہ سے فرار	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
خلافت کمیٹی کی ہندو نواز پالیسی کے خلاف انتباہ	۱۳۲۹ھ	۱۹۱۱ء
ہندوستانی ائمہ وہابیہ کی تکفیر پر علمائے عرب و عجم کا اتفاق	۱۳۲۴ھ	۱۹۲۰ء
وصال برادر اوسط مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۳۲۶ھ	۱۹۰۸ء
وصال شریف آفتابِ مجددیت کا غروب (انا للہ و انا الیہ راجعون)	۱۳۴۰ھ	۱۹۲۱ء

ان لمحاتِ مبارکہ سے بچپن اور تحصیل علوم اور سفر و حضر کے لوازمات و حوائج ضروریہ روزمرہ اور تدریس و دیگر ضروری اوقات کو منہا کر کے بقایا اوقات کو آپ کی تصنیفات کے اوراق کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو منصف مزاج انسان کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس انسانی شکل میں نورِ حقانی جلوہ گر تھی۔ فقیر آپ کی ہزاروں تصانیف جو اکثر و بیشتر ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں ان کا نقشہ تو نہیں پیش کر سکتا البتہ مشتے نمونہ ضرور چند حواشی کی نشاندہی کرتا ہے اس سے باقی تصانیف مبارکہ کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔

نقشہ حواشی بزبانِ عربی

فن تفسیر

(۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف (۲) حاشیہ عنایت القاضی (۳) حاشیہ معالم التنزیل

(۴) تفسیر خازن (۵) حاشیہ اتقان فی علوم القرآن (۶) حاشیہ الملخ الفکریہ

(۷) حاشیہ درالمنثور۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شجر فی التفسیر کی تفصیل فقیر نے اجمالاً لکھی تھی جو ترجمانِ اہل سنت کراچی میں شائع ہوئی۔ آپ نے اگر چہ مستقل کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن آپ کی تصانیف مبارکہ سے مواد جمع کیا جائے تو ایک ضخیم تفسیر تیار ہوسکتی ہے۔ فقیر نے چند تصانیف سے چند آیات کو مرتب کر کے تفسیر احمد رضا کے نام سے موسوم کیا ہے اگر کسی صاحبِ ثروت نے اشاعت کا ذمہ اُٹھایا تو اہل علم بہرہ ور ہو کر یقیناً بے ساختہ کہہ اُٹھیں گے کہ آج اگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہوتے تو رضوی قلم کو چوم لیتے۔

فن حدیث	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ
کتاب الحج	کتاب الآثار	حاشیہ صحیح بخاری شریف	حاشیہ صحیح مسلم شریف	حاشیہ ترمذی شریف	حاشیہ نسائی شریف
خصائص الکبریٰ	معانی الآثار	حاشیہ ابن ماجہ شریف	حاشیہ شرح جامع صغیر	حاشیہ تقریب	مسند امام اعظم
نیل الاوطار	المقاصد الحسنہ	شرح الصدور	حاشیہ طحاوی شریف شرح	مسند امام احمد بن حنبل	سنن دارمی شریف
کشف الاحوال فی	نقد رجال	کنز الاعمال	ترغیب وترہیب	کتاب الاسماء عنہ الصفاء	القول البدیع
ارشاد الساری	دوم سوم چہارم	الالی المصنوعہ	ذیل الالی	موضوعات کبیر	التعقبات علی الموضات
مرقاۃ المفاتیح	اشعۃ اللمعات	اصابہ فی عرفۃ الصحابہ	تذکرۃ صاف جلد اول	عمدۃ القاری شرح بخاری	فتح الباری شرح البخاری
تہذیب التہذیب	خلاصہ تہذیب الاکمال	نصب الرایہ	جمع الرسال فی شرح شمائل	فیض القدیر شرح جامع صغیر	

العلل المتناہیہ	میزان الاعتدال	حاشیہ فتح المغیث	مجمع بحار الانوار		

کاش اس بحرذ خائر کی مذکورہ بالاحواشی آج مطبوعہ ہوتے تو مخالفین اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حدیث دانی کے متعلق لب کشائی نہ کرتے۔ ان بے چاروں کو رضوی کشکول سے بےخبری نے غلط بیان پر مجبور کیا اگر مذکورہ بالا حواشی کتاب کا حاشیہ دیکھ لیتے تو جیسے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مطالعہ سے متاثر ہوکر آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہنے پر مجبور ہو گئے تو آپ کے تبحر فی الحدیث کو دیکھ کر ثانی امام بخاری کہنا پڑتا۔

فقیر نے ''امام احمد رضا اور علم الحدیث'' ایک مقالہ لکھا جس کے مرکزی بزم رضا لاہور نے کئی ایڈیشن مفت شائع کئے ہیں۔ ہاں وہ صرف مقالہ تھا اگر فقیر کو حالات اجازت دیتے تو مستقل تصنیف پیش کرتا جس سے معلوم ہوتا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کس بلند پایہ کے حدیث دان تھے۔

فقہ أصول فقہ

نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ
۱	حاشیہ فواتح الرحموت	۲	حاشیہ حموی شرح اشباہ	۳	حاشیہ لا ستعاف فی احکام الاوقاف	۴	اتحاف الابصار
۵	کشف الغمہ	۶	شفاء السقام	۷	کتاب الخرج	۸	معین الحنام
۹	میزانِ الشریعۃ الکبریٰ	۱۰	ہدایہ اخیرین	۱۱	ہدایہ فتح القدیر عنایہ چلپی	۱۲	بدائع الصنائع
۱۳	جوہرہ نیرہ	۱۴	جواہر اخلاطی	۱۵	مراقی الفلاح	۱۶	اصلاح شرح النقیل

۱۷	مجمع الانہر	۱۸	جامع الفصولین	۱۹	مسلک شرح متقسط	۲۰	جامع الرموز
۲۱	تبین الحقائق	۲۲	رسائل الارکان	۲۳	حلیۃ المحلی	۲۴	بحرالرائق
۲۵	غنیۃ المستملی	۲۶	فوائد کتب عدیدہ	۲۷	کتاب الانوار	۲۸	رسائل شامی
۲۹	فتح المبین	۳۰	الاعلام بقواطع الاسلام	۳۱	طحطاوی علی مدرایہ	۳۲	ردالمختار اول، دوم، سوم

جلد چہارم مع تکملہ

چونکہ آپ کی فقاہت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے اسی لئے اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں شائقین فقیر کی کتاب ''الدرۃ البیضار فی فقہ احمد رضا'' کا مطالعہ کریں۔

فقیر نے نمونہ کی چند تصنیفیں اور وہ بھی حواشی عربی اور صرف تفسیر وحدیث وفقہ کی لکھی ہیں پھر کمال یہ ہے کہ آپ کے حاشیہ میں بجائے خود کئی مستقل تصانیف کا علمی مواد ہے اور یہ بھی وہ جنہیں مستقل طور پر حاشیہ کا نام دیا گیا ہے ورنہ آپ کے کتب خانے میں ایسی کتاب ہو جو فاضل بریلوی کے مطالعہ میں رہی ہو اور آپ نے اس پر تھوڑا بہت حاشیہ تحریر نہ فرمایا نعم ،قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

واقعی حق ہے۔آپ کے علم وفضل کے سامنے کوئی کتاب مشکل ہے نہ کوئی فن دشوار ہے اور نہ عربی کتابت میں رکاوٹ ہے۔ سچ ہے

جس نے روشن کردیئے ہیں علم ودانش کے چراغ
پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکار ہے

وہ کون سا کمال تھا جس میں نہ تھا کمال

بیٹھا ہوا قلوب پہ سکہ رضا کا ہے

بہر حال سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نازش علم وفن قدس سرہ العزیز نے علم لدنی، اعانت نبوی وفیضان غوثیت کی بدولت کثیر التعداد مستقل کتب ورسائل ہزاروں کی تصانیف فرمائے ہیں اور آپ کے مختلف علوم وفنون کی بکثرت بلند پایہ تصانیف دوورقی چارورقی نہیں بلکہ ہزاروں سینکڑوں اور درجنوں صفحات پر مشتمل ہیں اور نام کے مصنفین کی طرح نہ تو آدھا رکھاتہ سے کام چلایا اور نہ ہی سرقہ سے اور نہ یہ کہ اپنی تصانیف مختلف سے کچھ ادھر اور کچھ ادھر سے لے کر ایک اور نام لگا کر دیگر علیحدہ تصانیف کا انبار لگا دیا بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ جب یہ رہبر رواں دواں ہوتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملکوتی مخلوق ہاتھوں پر اُٹھائے لے جارہے ہوں۔ اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی مانا کہ امام احمد رضا قلم کا بادشاہ ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

ناظرین کی طبع نازک کو باور کرانے کے لئے آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف کا صرف ایک خطبہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

الحمد لله هو الفقه الاكبر، والجامع الكبير لذيادات فيضه، المبسوط :الدرر، الغرر ، به الهدايه:ومه ابدايه:واليه النهايه:بحمده والوقايه ونقاية الدراية، ودين العناية، وحسن الكفايه:والصلوٰة والسلام علىٰ الامام العظم للبرسل اكرام مالكى ، واشافعى ، احمد الكرام يقوم الحسن بلاتوقف محمد بن الحسن، ابو يوسف، فانه الاصل المحيط لكل فضل بسيط ووجير ووسيط، البحر الزخار،والدرالمختار ، البحر الزخار ، وخرائن الاسرار، وتنوير الابصار، وردالمختار ، على مسخ الغفار، وفتح القدير ، وزاد الفقير ، وملتقى الابحر، ومجمع الانهر، وكنزالاقائق ، وتينين الحقائق والبحر الرائق ، منه يستمد كل نهر فائق ، فيه المنيه، وبه العنيه، مراقى الفلاح، ومداد الفتاح، الايضاح الصلاح، ونور الاليضاح ، وكشف المضمرات ، وحل المشكلات ، ولدرالمتقى ، وينابيع المبتغى، وتنوير البصائر ،وزد اهر الجواهر ، البديع ، النوادر التنر ، وجبوباعن الاشباه، والنظائر ، مغنى السائلين ، نصاب المساكين، الحاوى القدسى ، لكل كمال قدسى وانسى الكانى

والوافی الشافی ، المصطفیٰ المصطفیٰ ، المستضعی ، المجتبیٰ ، المنتقیٰ ، الحسانی ، النوازل ، وانفع الوسائل، لاسعاف السائل ، بعیون المسائل، عمدة الاواخر وخلاصه الاوائل وعلیٰ آله وصحبه واهله وحزبه مصابیح الدجی و مفاتیح الهدی لاسیما الشیخین الصاحبین الاخذین من الشریعة والحقیقة بکلا الطرفین والختین الکرعین کل منها نور العین و مجمع البحرین وعلی مجتهدی ملة ائمة امة خصوصاً الارکان الاربعة والاقار الامعة وابنه الاکرم الغوث الاعظم ،ذخیرة الاولیاء وتحفة الفقهاء وجامع الفصولین ، فصوص الحقائق والشرع لمهذب بکل زین علینا معهم وبهم ولهم .

یا ارحم الراحمین ، آمین آمین ، والحمد لله رب العالمین.

یہ خطبہ مبارکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ مبارک کے جلد اول سے لیا گیا ہے جس کا نامِ مبارک (العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ) کے جلد اول سے لیا گیا ہے۔ یہ دینی تحقیقی مسائل کا خزینہ ۲۸ رسائل وایک موجودہ فتاویٰ مجموعہ ہے۔

ترجمہ خطبہ مبارک

بسم الله الرحمن الرحیم

ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے کرم والے رسول پر درود بھیجتے ہیں سب خوبیاں خدا کو ہیں یہی سب سے بڑی دانش مندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی فیض کشادہ کی افزائش کہ نہایت روشن موتی ہیں۔ ان کے لئے بڑی جامع ہے اللہ تعالیٰ ہی سے آغاز ہے اور اس کی طرف انتہا۔ اسی کی حمد سے ہے اور عقل کی پاکیزگی اور عنایت کی نگاہ اور کفایت کی خوبی اور درود وسلام ان پر جو تمام معزز رسولوں کے امام اعظم ہیں میرے مالک اور میرے شافع احمد کمال کرم والے حسن بے توقف کہنا ہے محمد ﷺ یوسف علیہ السلام کے والد ہیں کیونکہ اصل ہیں جو ہر فضیلت کبیر وصغیر نہ متوسط کو محیط ہیں نہایت چھلکتے دریا ہیں اور چنے ہوئے موتی اور رازوں کے خزانے اور آنکھیں روشن کرنے والے اور حیران کو اللہ غفار کی عطاؤں کی طرف پلٹانے والے قادر مطلق کی کشائش ہیں اور محتاج کے تحفے تمام کے کمالات کے سمندر انہی میں جا کر ملتے ہیں اور سب خوبیوں کی نہریں انہی میں جمع ہیں باریکیوں کے خزانے ہیں اور تمام حقائق کے روشن بیان اور خوشنما صاف شفاف سمندر کے ہر فوقیت والی ہزار انہی سے مدد لیتی رہے اور انہی میں آرزو ہے اور انہی کے سبب سے باقی سب سے بے نیازی اور مراد پانے کے زینے اور تمام ابواب خیر کھولنے والے مدد اور آراستگی اور ان کی روشنی اور اس روشنی کے لئے نور اور غیبوں کا کھلنا اور مشکلوں کا حل ہونا اور چنانچہ موتی اور مراد کے چشمے اور دلوں کی روشنیاں اور نہایت چمکتے جواہر عجیب و نادرہ بے مثل ونظیر سے ایسے پاک ہیں

کہ ان کا مثل ممکن نہیں۔ سائلوں کو غنی فرمانے والے ہیں اور مسکینوں کی تونگری ہر کمال ملکوتی داستان کے پاک جامع ہیں تمام مہمات میں کافی ہیں۔ بھرپور بخشنے والے سب بیماریوں سے شفاء دینے والے مصطفٰی کے برگزیدہ چنے ہوئے ستھرے صاف سب سختیوں کے وقت کے لئے ساز و سامان ہیں۔ سائل کو نہایت ہی منہ مانگی مرادیں ملنے کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش وسیلے ہیں پچھلوں کے تکیہ گاہ اور اگلوں کے خلاصے کے خصوصاً اسلام کے دونوں طریقہ شریعت و حقیقت دونوں کناروں کے ماویٰ ہیں اور دونوں کرم والے شادیوں کے سبب فرزندی اقدس سے مشرف کہ ان میں ہر ایک آنکھ کی روشنی اور دونوں سمندروں کا مجمع ہے اور ان کے دین متین کے مجتہدوں اور امت کے اماموں پر سب ازواج و گروہ پر درود و سلام جو ظلمتوں کے چراغ اور ہدایت کی کنجیاں ہیں خصوصاً شریعت کے چار رکن چمکتے نور اور ان کے نہایت کریم بیٹے غوث اعظم پر کہ اولیاء کے لئے ذخیرہ ہیں اور فقہاء کے لئے تحفہ اور حقیقت۔ وہ شریعت کے ہر ریت سے آراستہ ہیں دونوں کی فصول کے جامع اور ہم سب پر ان کے ساتھ صدقے میں ان کے طفیل اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہم سے قبول کر۔

نمونہ تصانیف

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہ کی ہر تصنیف الہامی اور علم لاثانی کی شاہد عدل ہے لیکن یہ ایسے محسوس ہوتا ہے جو آپ کے تصانیف کے مطالعہ سے سرشار ہو اور جو سرے سے آپ کا اسم گرامی سن کر غیظ و غضب سے جل جائے تو اس کا کیا علاج لیکن انصاف پسندوں کے سامنے آپ کی چند تصانیف کے چند اسماء یہاں لکھے جاتے ہیں۔

متعلق بہ نبوت

(۱) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (۲) اقامة القیامه علی طاعن القیام نبی تهامه (۳) سلطنت المصطفیٰ فی کل الوریٰ (۴) نفی الفی وعمن انار بنوره کل شئے (۵) هدی الحبران فی نفی الفی رعن شمس الاکوان (۶) لجلال حدیث لولاک (۷) القیام المسعود بتنقیح المقام المحمود (۸) اجلال جبریل لجعله خادماً للمحبوب الجمیل (۹) اماع الدربعین فی شفاعة المحوبین (۱۰) البحث الفاحص۔

تفصیل شیخین سے متعلق

(۱۱) منتهی التفصیل لمبحث التفضیل (۱۲) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین (۱۳) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی (۱۴) الکلام البهی تشبه المصدیق یاالنبی (۱۵) وجلال المشرق بجلوة اسماء

الصدیق و الفاروق۔

اھل بیت اور صحابہ سے متعلق

(۱۶)احیاء القلب المیت بنشر مناقب اھل بیت (۱۷)اظلال السحابة فی اجلال الصحابه(۱۸)رفع العروش الخاویة عن ادب الامین معاویه(۱۹)الاحادیث الراویه لمناقب الصحابی معاویة۔

اولیائے کرام سے متعلق

(۲۰)الھلال بغیض الاولیاء بعد الوصال (۲۱)انھار الانوار من یسم صلوٰة السرار (۲۲)ازھار الانوار من ضیاء صلوٰة الاسرار(۲۳)طوائع النور فی حکم السراج علی قببور (۲۴)مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم

اختلافی مسائل سے متعلق

(۲۵)حیات الموات فی سماع الاموات (۲۶)منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین (۲۷)نسیم الصبافی ان الاذان تجول الوباء (۲۸)البارقة الشارقة علی مارقة اعشارقة (۲۹)النجوم الثواب فی تخریج احادیث الکواکب (۳۰)نور عینی فی الانتصار سلاما م عینی (۳۱)الروض المبح فی آداب التخریج۔

اس کتاب کے متعلق تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ اس فن میں اگر کوئی اور کتاب پہلے کی لکھی ہوئی دریافت نہ ہو سکے تو پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس شعبہ کے موجد قرار پائیں گے۔

فقہ سے متعلق

(۳۲)عبقری حان فی اجابة الاذان(۳۳)حسن البراعة فی تنفید حکم الجماعة (۳۴)اذکی الھلال فی البصال ما احدث الناس فی امر الھلال (۳۵)الاحلی م السکرلطبة سیکرروسر۔اوسرانگریزوں کی ایک تجارتی کمپنی کا نام ہے جنہوں نے شاہجہانپور میں شکر اور چینی کا کارخانہ جاری کیا ہے وہ جانوروں کی ہڈیاں جلا کر شکر وغیرہ بناتے ہیں۔

(۳۶)احودالعری لمن یطلب الصحة فی اجارة القریٰ (۳۷)الیزة الوضیئة فی شرح الجوھرة المصیئة(۳۸)جمل مجلیه فی ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیه (۳۹)الامرباحترام المقابر (۴۰)البارقة اللمعا علی طالح نطق بکفر طوعاً (۴۱)المقالة السفرة لمن احکام البدعة الکفرة

(۴۲)احکام الاحکام فی التناول من یدمن ماله حرام (۴۳)فصل القضاء فی رسم الانتاله (۴۴)العطایالنبویه فی الفتاویٰ الرضویه۔

متفرق ابواب سے متعلق

(۴۵)مقامع الحدید علی خداء المنطق الجدید (۴۶)اعتبار الطالب بمبحث ابی طالب (۴۷)السعی المشکور فی ابدالحق المحجور (۴۸)فودالامال فی الاوفاق الاعمال (۴۹)ماتل وکفی من ادعیة لمصطفیٰ۔

یہ چند تصانیف ہم نے تذکرہ علمائے ہند سے لی ہیں جس کے مؤلف مولانا رحمٰن علی مرحوم ہیں۔مؤلف تذکرہ نے مختلف مکاتب فکر کے اہل علم افراد کا ذکر کیا ہے۔اس لحاظ سے یہ تذکرہ ایک غیر جانبدارانہ تالیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ تذکرہ نگار نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حالات صفحہ ۱۸ تک درج کئے ہیں جو تفصیلات اور علمی کام اس وقت تک تذکرہ نگار کو معلوم ہوسکا تھا وہ اس نے توجہ اور فخر کے ساتھ سپردِ قلم کیا ہے ورنہ سینکڑوں تصانیف بعد کی مرتب ہوئیں جن کا مختصر تذکرہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ میں فرمایا ہے۔

دعوتِ فکر

ناظرین غور فرمائیں کہ کیسے پیارے انداز اور محققانہ طور پر براعت استہلال کا حق ادا کیا ہے چونکہ فتاویٰ رضویہ شریف کا فقہ شریف سے تعلق ہے اور اس میں مسائل فقہ کا بیان وتحقیق ہے اس لئے آپ نے اس مناسبت سے کتاب کے شروع میں جو عربی خطبہ تحریر فرمایا ہے وہ علم وادب کا ایک نرالا شاہکار ونادر نمونہ ہے اس خطبہ میں فقہ شریف کی مشہور کتب، حضراتِ ائمہ اربعہ و دیگر امامانِ فقہ کے اسماءِ مبارکہ اور فقہ کی اصطلاحات کو سلسلہ حمد ونعت ومناقب میں جس عمدگی کے ساتھ پرودیا ہے جس خوبی کے ساتھ نبھایا اور رفٹ کیا ہے اور فصاحت و بلاغت، معانی ومطالب کا دریا جس طرح کوزے میں بند فرمایا ہے اس پر بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے آپ کی دیگر تصانیف ومکمل فتاویٰ رضویہ سے قطع نظر آپ کے اس خطبہ کو ہی بغور پڑھا جائے تو تنہا یہ خطبہ ہی آپ کے امام وعلامہ اور علم کے بادشاہ ہونے کا نہایت واضح ثبوت ہے۔اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز اس باب میں منفرد ہیں اور آپ کا یہ نہایت عظیم الشان کمال ہے کہ کم وبیش ایک ہزار تصانیف کے باوجود ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا نرالا اور دلکش رکھا ہے جسے پڑھ کر اہل علم واہل ذوق عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ہر ایک کتاب کا نام حسین وجمیل جملوں اور فقروں کی صورت میں علم وادب میں ڈوبا ہوا، فصاحت و بلاغت میں ڈھلا ہوا اور معانی وبیان کی میزان پر وزن کیا ہوا ہے اور جس کتاب میں جس موضوع پر کلام ہے اس کے نام میں مختصر طور پر قاری کے

سامنے آجاتا ہے۔

عوام تو عوام کسی چھوٹے موٹے عالم کے لئے بھی صحیح طور پر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا نام پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لینا کچھ آسان نہیں ہے اور لطف بالائے لطف یہ ہے کہ جملہ تصانیف میں سے ہر ایک تصنیف کا تاریخی نام ہے جس سے کتاب کی تصنیف کا زمانہ اور علیحدہ علیحدہ عربی خطبہ ہے اور اعلیٰ حضرت کا یہ وہ عظیم الشان شاہکار و بے مثال کارنامہ ہے کہ دنیائے تصنیف میں اس کا کوئی جواب نہیں اور اس باب میں مصنفین کی جماعت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔

ذلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشاء

تاریخی اسماء

ذیل میں فقیر چند کتب نمونہ کے طور پر درج کرتا ہے جن سے اندازہ لگانا آسان ہو کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ موضوع کے مطابق ادبی محاورات کو سامنے رکھ کر تاریخ میں کس طرح متعین فرماتے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو

الاستمداد عی اجیال الاتداد والامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء . الدولة المکیه باالمادة الغیبه جزاء الله عدوة مابائه ختم النبوة. الزبدة الزکیة فی تحریم . مسجود النحیه . حیاة السموات فی بیان سماع الامرات . منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین میر. سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح وحسام الحرمین علی منحر الکفر والمبین . تجلی الیقین جان نبینا سیدالمرسلین . مقال العرفاء باعزاذ شرح وعلماء.

وصال

اور یہ تاریخی اسماء نہ صرف تصانیف مبارکہ میں چلتے تھے بلکہ آپ اہم امور کو تاریخی اسماء سے مزین فرماتے یہاں تک کہ قبل از وفات اپنی تاریخ آیت قرآنی سے یوں کہی

ویطاف علیهم بانیة من فضة واکواب

۱۳۴۰ھ

اوران پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔ (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۷۶)

یہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہے کہ وصال سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اسے آیت قرآنی سے تاریخی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں فقیر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

محصور جہان دانی و عالی میں ہے　　کیا شبہ رضؔا کی بیمثالی میں ہے

ہر شخص کو ایک وصف میں ہوتا ہے کمال　　بند ے کو کمال بے کمالی میں ہے

(بشکریہ سالنامہ معارف رضا کراچی)

ایک اہم معروض

فقیر اُویسی غفرلہ نے ڈرتے ڈرتے جلد اول شائع کرنے کے لئے کارکنانِ مکتبہ اُویسیہ کو سپرد کی اگرچہ اس میں اغلاط لفظی معنوی ہر دونوں ہوں گے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض و برکت سے بجائے اغلاط کی نشاندہی کے عوام و خواصِ اہل سنت نے شرح حدائق کو نہ صرف آنکھوں میں جگہ دی بلکہ دل سے ایسا مقام بخشا کہ ہر سو دعاؤں وثناؤں کے پھول برسائے گئے اور تھوڑے سے عرصہ میں نہ صرف شرح حدائق بخشش کا پہلا حصہ بلکہ دوسرا اور تیسرا حصہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس سے فقیر کو بہت زیادہ نہ صرف تقویت بلکہ راحت وفرحت نصیب ہوئی کہ دلجمعی سے آگے کے مجلدات شائع کراؤں۔

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض اور روحانی تصرف سے اس سے کام آگے بڑھتا جارہا ہے چنانچہ جلد اول کی طباعت ثانی تک متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔

مندرجہ ذیل ترتیب سے شرحِ حدائق بخشش کو ڈھال رہا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	جلد / نام	کیفیت
۱	نعتیں ہی نعتیں	۸جلد	مطبوعہ۴جلد باقی جاری
۲	روئداد حج امام احمد رضا	۱جلد	غیر مطبوعہ زیر کتابت
۳	شرح قصیدہ نور	۱جلد	غیر مطبوعہ
۴	شرح قصیدہ معراجیہ	۱جلد	کتابت ہو چکی ہے
۵	شرح کلام فارسی احمد رضا	۱جلد	غیر مطبوعہ
۶	شرح رباعیات نعتیہ فارسی اردو	۱جلد	غیر مطبوعہ

۷	شرح مثنوی امام احمد رضا بریلوی	۲ جلد	کتابت ہو چکی ہے
۸	شرح درود وسلام رضا	۲ جلد	غیر مطبوعہ
۹	قصائد مختلفہ معہ مناقب صحابہ اجلہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۰	مناقب غوث الوریٰ بقلم امام احمد رضا	۱جلد	نصف کتابت ہو چکی ہے
۱۱	شرح قادریہ سلسلہ برکاتیہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۲	شرح قصیدہ اکسیر اعظم	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۳	شرح قصیدہ نظم معطر	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۴	شرح اشعار مختلفہ	۱جلد	غیر مطبوعہ
۱۵	شرح قصیدہ غوثیہ شریف	۱جلد	غیر مطبوعہ

اتنی ضخیم مجلدات کی اشاعت فقیر کے بس سے باہر ہے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور ماہنامہ فیض عالم بہاولپور پاکستان نے ان کی شاعت کی اپیل شائع کی۔ محبانِ رضا میں کوئی مردِ میدان میدان میں آئے لیکن تا حال

وہی رفتار خوش رنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

یعنی ہمارے ہاں باتوں کے سمندر تو بہہ رہے ہیں عملی حالت کالعدم نہیں تو بحر شیر لانے کے مترادف ضرور ہے لیکن الحمد للہ فقیر کو اپنے بزرگوں بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض باطنی سے امید ہے کہ جس طرح فیوض الرحمٰن ضخیم تفسیر جس کے تخمیناً پندرہ ہزار صفحات ضعیف نحیف جیسے انسان سے شائع کرالی ہے ان ۲۵ مجلدات شرح حدائق کی اشاعت بھی ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء رسول اللہ ﷺ۔

راسخین علمائے اہل سنت اور عارفین مشائخ اہل سنت سے اپیل ہے کہ اس بہت بڑے اہم اور مشکل کام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دعاؤں سے نہ بھولیں اور جتنی جلدیں شائع ہو چکی ہیں انہیں نگاہ تلطف سے نوازیں۔ علمی، عملی خامیوں سے آگاہی بخشیں، اپنے حلقہ احباب میں شرح کے مطالعہ کی طرف متوجہ فرمائیں۔

عوام اہل سنت سے اپیل ہے کہ شرح حدائق بخشش کی جتنی جلدیں شائع ہوتی جارہی ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ اہل اسلام تک پہنچائیں اگر اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت بہتر بنائی ہے تو اس کے نسخے بطور ہدایا و تحائف علماء و مشائخ کی خدمت

میں پیش کریں۔

فقیر کے دو عزیز الحاج قاری غلام عباس نقشبندی گوجرنوالہ اور الحاج صوفی مقصود حسین کراچی باوجود مالی حالت کی کمزوری کے یک صد مختلف مجلدات احباب و مشائخ وعلماء کی خدمت میں ہدایا وتحائف پیش کر چکے ہیں اور آگے بھی ان عزیزوں کا سلسلہ جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ سے ان عزیزوں کی مساعی جمیلہ کی قبولیت کی دعا ہے۔

آخری گزارش

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے پچاس علوم وفنون بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسی حدائق بخشش میں دریا در کوزہ کا کام کردکھایا ہے اگر اسے مبالغہ نہ سمجھیں تو تجربہ کرلیں۔فقیر اس کے ساحل پر کھڑے کھڑے ایک چلولیا اس کی شرح بھی سمندر۔

حمد وصلوٰۃ

امام احمد رضا خان قدس سرہ

الحمد للہ رب الکون والبشر

حمداً یدوم دواماً غیر منحصر

وافضل الصلوٰت الزاکیات علیٰ

خیر البریۃ منجی الناس من سقر

بک العیاذ الٰھی ان اشا حکماً

سواک یا ربنا یامنزل النذر

☆☆☆☆☆☆

الحمد للہ المتوحد　　بجلالہ المتفرد

وصلاتہ دواماً علیٰ　　خیر الانام محمد ﷺ

والال والاصحاب هم ماوی عند شدائدیٰ

فالی العظیم توسلے بکتابه وباحمد ﷺ

امابعد! فقیر اُویسی غفرلہ نے جب ہوش سنبھالا تو امام احمد رضا قدس سرہ کا تعارف دیوانِ حدائق بخشش کے نام سے ہوا جوں جوں زندگی کی منزلیں طے ہوتی رہیں امام احمد رضا قدس سرہ سے عقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ خوش قسمتی سے بوسیلہ ۔ غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں دورۂ حدیث پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ یہی میری خوش نصیبی کی معراج ثابت ہوئی کہ جامعہ رضویہ میں ہی تصنیفی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ دورانِ تصانیف ایک دن خیال آیا کہ ''حدائق بخشش'' کی شرح بھی لکھ ڈالوں اس میں عشق رسول ﷺ کا سمندر موجزن ہے ممکن ہے فقیر کو اسی سے ایک بوند نصیب ہو جائے۔ اس کا آغاز تو کر دیا لیکن ''قلمے دارم و لے درم'' کا بند نہ ٹوٹ سکا لیکن ہمت نہ ہاری اس پر لکھتا ہی ہار بالآخر پانچ ضخیم مجلدات معرضِ تحریر میں آئے اور شرح میں صرف ایک پہلو سامنے رکھا یعنی امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام قرآن وحدیث اور اسلاف کے عقائد کا ترجمان ہے اگر اس کے ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی ضخیم مجلدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلک حق اہل سنت کا تحفظ مدنظر ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ کے اشعار کی شرح قرآن وحدیث اور عباراتِ اسلاف سے عرض کروں گا۔ چونکہ عجم مجسم ہوں علماء کرام سے اپیل ہے کہ خطاؤں سے درگزر فرما کر اصلاح فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام سید العلمین وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

نعت ۱

(۱) واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا

آغازِ بخیر

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان مبارک کا آغاز حبیب کبریا ﷺ کے جود وکرم کے وصف سے شروع

ے فقیر کو آپ نے ہی دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لائلپور/ فیصل آباد ارشاد فرمایا ورنہ فقیر اس سے قبل حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جانتا تک نہ تھا۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''پاکستان کے شیخین'' میں ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ

ہورہا ہے غور سے دیکھا جائے تو یہی وصف جامع جمیع الاوصاف ہے اس لئے عرض کی واہ کیا جود وکرم الخ۔

حل لغات

(واہ) کلمہ تحسین، کیابات ہے، کیا کہنا۔ یہاں ان تینوں میں کوئی ایک مراد ہے۔ یہ تعجب اور تحقیر وطنز کا کلمہ ہے اور یہاں تعجب (برائے اظہارِ شان) مطلوب ہے۔

(شہ ''فارسی'') یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بادشاہ، فرمانروا یہ مضاف ہے اور بطحا کا لفظ مضاف الیہ ہے لفظ شاہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ''فیض یزداں شرح گلستاں'' میں دیکھئے۔ بطحا، بالفتح وحاء مہملہ وادئ مکہ معظّمہ از بطحا مکہ معظّمہ مراد باشد۔ یہاں یہی مراد ہے اس لئے کہ آپ ہی دیارِ عرب کے مرکز کے حقیقی بادشاہ ہیں اور اصل لغت کشادہ زمین کہ گذرگاہ آب سیل باشد۔ سنگریزہ ہا بسیار باشد۔ (غیاث)

شرح

اہل ادب و محققین شعراء کہتے ہیں کہ زبان بیان کی نداءت، فصاحت و بلاغت و روزمرہ کی صفائی اور اثر آفرینی کے اعتبار سے یہ نعت بلند پایہ ہے۔

فائدہ

محققین شعراء کرام کو معلوم ہو کہ اس نعت شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کثرت سے محاورات و استعارات استعمال فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا دفتر تیار ہوسکتا ہے ماہرین فن کو دعوتِ فکر ہے۔

خلاصہ شعر

حضور نبی پاک ﷺ کے اس وصف مبارک کا ذکر ہے کہ آپ جود وسخا کا یہ عالم ہے کہ بن مانگے بھکاریوں کو خود بخود مل رہا ہے انہیں سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں یعنی اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے جود وعطا کا کیا کہنا آپ اپنے سائل کو اتنا عطا فرماتے ہیں کہ خود اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا اور کتنا ملا ہے اور اسے محسوس تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ملا اور کس طرح ملا۔ ان عطاؤں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام کو غیر محسوس و غیر مبصر و غیر مشاہدات نصیب ہوئے اور وہ عطیات بھی کسی خاص نعمت سے نہیں ہر طرح کی نعمتیں و عطائیں بخششیں۔

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

شرح

پہلا لفظ نہیں لا کا ترجمہ ہے دوسرا فعل مضارع کی نفی کا ہے اور لفظ ہی اردو میں حصر کا فائدہ دے رہا ہے اس سے

حضورﷺ کے جود وسخا کے کمال کا وہ بیان ہے کہ اس کی مثال مخلوق میں محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو وصف جُود آپ میں محصور ہوگیا وہ دوسروں میں کہاں۔ جیسا کہ اس کی چند مثالیں آگے چل کر عرض کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جود وکرم میں فرق

علماء کرام فرماتے ہیں

الجود ما کان بغیر سوال والکرم بسوال

جود وہ ہے جو بغیر مانگے عطاء ہو اور کرم وہ ہے جو مانگنے پر ملے۔

حضور نبی پاکﷺ میں ہر دونوں صفتیں بدرجۂ اتم واکمل تھیں جیسا کہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قرآن وحدیث

یہ شعر آیت قرآنی

واما السائل فلا تنهر

اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰)

اور بخاری شریف میں ہے سیدنا بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

ان النبی ﷺ کان اجود الناس وکان اجود من الریح المرسلة ومار وسائلاً قطاً وماسئل عن شئی فقال لا.

نبی پاکﷺ تمام لوگوں سے زیادہ جود وسخا والے تھے آپ کی بخشش تیز آندھی سے زیادہ رواں دواں تھی آپ نے کبھی کسی سائل کو نہیں نہیں فرمایا جب بھی آپ سے کوئی سوال ہوا تو آپ نے ''نہیں'' فرمایا

غرضیکہ ہر منگتا منہ مانگی مراد پاتا کوئی بھی آپ کے درِ اقدس سے محروم نہ جاتا۔

خلاصہ

جودِ حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض وعوض کے ہو اور یہ صفت حق سبحانہ کی ہے کہ جس نے بغیر کسی غرض وعوض کے تمام ظاہری وباطنی نعمتیں اور تمام حسی کمالات خلائق پر افاضہ کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے بعد اجود الا جودین اس کے حبیب پاکﷺ ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اسی لئے آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا اس کے مقابل آپ نے ''لا (نہیں) ہو فرمایا'' یعنی آپ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔ اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا وعدہ عطا فرماتے۔

جود و کرم واقعات کی روشنی میں

ایک دفعہ ایک سائل آپ کی خدمت شریف میں آیا آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرلے جب ہمارے پاس آجائے گا ہم اسے ادا کردیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہی۔ حضرت عمر فاروق کی یہ بات حضور ﷺ کو پسند نہ آئی۔ انصار میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ! عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کے روئے مبارک پر تازگی پائی گئی فرمایا اسی کا امر کیا گیا ہے۔ (شمائل ترمذی، ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے آپ کے چچا حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرایا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو حضرت عباس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا پھر اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کسی سے فرمادیں کہ اُٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی سے اُٹھانے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس بولے آپ خود اُٹھا کر مجھ پر رکھیں اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اسے اپنے کندھے پر اُٹھالیا اور روانہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگئے اور حضور ﷺ تعجب فرماتے تھے۔ غرضیکہ حضور ﷺ وہاں سے اُٹھے تو کچھ بھی باقی نہ تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب اقطع النبی ﷺ من البحرین)

ابن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلال بطریق ارسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔

غنائم حنین کی تفصیل

اس میں آپ کی سخاوت حد قیاس سے خارج تھی آپ نے اعراب میں بہت سوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے مگر اس دن آپ کی سخاوت زیادہ تر مؤلفۃ القلوب کے لئے تھی۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پُر تھا آپ نے وہ سب اس کو دے دیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم تم اسلام لاؤ اللہ کی قسم محمد (ﷺ) ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔

(مشکوٰۃ، باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعید بن مسیّب روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے پس آپ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔ (جامع ترمذی، باب ماجاء فی اعطا المولفۃ قلوبہم)

بادیہ نشین

حضرت جبیر بن معطم بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین سے (بعد تقسیم غنائم) واپس آرہے تھے تو بادشیناں عرب حضورِ انور سے لپٹ گئے۔ وہ حنین کی غنیمت سے مانگتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ آپ کو بحالت اضطرار ایک ببول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ کی چادر مبارک پھنس گئی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختان ببول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ دروغ گو اور بزدل پاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الفکر الرجل الشئی فی الصلوٰۃ)

کوہِ احد

حضرت ابوذر کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ نے کوہِ احد دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو میں پسند نہ کرونگا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الشجاعۃ فی الحرب والجبین)

گھر کا سونا

ایک روز نمازِ عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ ﷺ دولت خانے میں تشریف لے گئے اور جلدی نکل آئے۔ صحابہ کرام کو تعجب ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آ گیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے

ے اس سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مال کے حرص کا طعنہ غلط ہے اس کی ایک وجہ تھی۔ تفصیل فقیر کی کتاب "ذکر صحابہ" میں ملاحظہ ہو۔ اُویسی غفرلہ

اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب ادا الدین)

چادر مبارک

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ ﷺ کو ضرورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی پھر آپ ہماری طرف نکلے اور اسی چادر کو بطورِ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے آپ نے فرمایا ہاں کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اُٹھ گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہ کیا رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الفکر الرجل الشئی فی الصلوٰۃ)

کافر مہمان

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک کافر رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا آپ کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری دوہی گئی وہ اس کا دودھ پی گیا دوسری دوہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا پھر ایک اور دوہی گئی اور اس کا دودھ بھی پی گیا اسی طرح اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ صبح جو اُٹھا اسلام لایا پس رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکری دوہی جائے وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری دوہی گئی مگر وہ اس کا دودھ تمام نہ پی سکا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔ (اس مہمان کا نام غالباً فضلہ بن عمرو غفاری تھا)

(صحیح مسلم باب المومن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعا)

جود و سخا کا کیا کہنا

حضرت بلال مؤذن حضور اکرم ﷺ کے خزانچی تھے۔ ایک روز عبداللہ ہوزنی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ نہ رہتا تھا بعثت سے وفات شریف تک یہ کام میری تحویل میں تھا جب کوئی ننگا بھوکا مسلمان آپ کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا بلال! میرے ہاں گنجائش ہے میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا

کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آرہا ہے اس نے مجھ دیکھا کر کہا او حبشی ! میں نے کہا لبیک پھر اس نے ترش رو ہو کر میری نسبت سخت الفاظ کہے اور بولا کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے وقت وعدہ قریب آ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔ یہ سن کر مجھے فکر دامنگیر ہوئی رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے میں وہیں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے سے کہا ہے آپ کے پاس ادائے قرض کے لئے کچھ موجود نہیں اور نہ میرے پاس ہے وہ مجھ کو فضیحت کرے گا۔ آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں جارہوں جب ادائے قرض کے لئے خدا کچھ سامان کر دے گا تو واپس آ جاؤں گا غرض میں اپنے گھر آ گیا اور تلوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لئے۔ صبح ہوتے ہی میں چلنے لگا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا آرہا ہے اور کہتا ہے بلال ! رسول اللہ ﷺ تجھے یاد فرما رہے ہیں وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا آپ نے فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ادائے قرض کے لئے سامان کر دیا ۔تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں اور یہ غلہ اور کپڑے جو ان پر ہیں سب تمہاری تحویل میں ہیں۔ ان کو بیچ کر قرضہ ادا کرو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی پھر میں مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کیا آپ نے ادائے قرض کا حال پوچھا میں نے عرض کیا قرضہ سب ادا ہو گیا کچھ باقی نہیں رہا ۔آپ نے پوچھا کہ کچھ بچ تو نہیں گیا میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ بچ بھی گیا۔ فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کرو جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہ جاؤں گا۔ آپ نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر اس بقیہ کا حال پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو مسجد میں ہی رہے دوسرے روز نمازِ عشاء کے بعد مجھے پھر بلایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! خدا نے آپ کو سبکدوش کر دیا یہ سن کر آپ نے تکبیر کہی اور خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والبودۃ والشملۃ)

کتنا دیا

بعض وقت ایسا ہوتا کہ آپ کسی شخص سے ایک چیز خریدتے قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطورِ عطیہ عنایت فرمایا اسی طرح

ایک روز حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خرید کر پھر بطورِ عطیہ ان کے صاحبزادہ کو عطا فرمایا۔

(بخاری شریف)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

حل لغات

دھارے، اردو لفظ ہے دھارا کی جمع ہے (۱) آبشار، وہ پانی جو اونچی جگہ سے گرتا ہے (۲) گہرے سمندر و دریا میں تیزی سے خوب پانی بہتا ہو یہاں یہ معنی مراد ہے کہ یہ بندوقوں کے فائر اور تلی کے معنی میں بھی آیا ہے۔
ذرہ، عربی لفظ ہے بمعنی (۱) ایک جو سویاں حصہ وغیرہ کسی سوراخ سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دینے والے چھوٹے چھوٹے نہایت باریک اجزاء میں سے ایک جزء۔

شرح

عطائے الٰہی کے فوارے جو چل رہے ہیں وہ آپ کے فیض و فضل کا ایک قطرہ ہے اور سخاوت کے جو تارے کھلے ہیں وہ تو آپ کے کرم کے بالمقابل ایک ذرہ ہیں اس لئے کہ جو فضل و کرم آپ کو بارگاہِ حق سے عنایت ہوا اس کا کنارہ کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وکان فضل اللہ علیک عظیماً.

اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

مزید توضیح

ظاہر و باطن کے ہژدہ ہژدہ ہزار عالم میں آپ کے عطیات و بخشش کے سمندر جاری ہیں جس میں ہر ایک کی کشتی حیات تیر رہی ہے اے محبوب خدا ﷺ یہ سب کچھ آپ کے اتھاہ اور بے پایاں سمندر کی محض ایک بوند ہے اور اے محبوب خدا ﷺ آپ کی خیرات سے لوگ خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے صدقات سے آسمانوں کے جملہ تارے (شمس و قمر وکواکب) بھی منور ہیں جو شب و روز چمک کر عالم کو بھی روشن و منور کرتے ہیں حالانکہ یہ سب آپ کے خزانۂ بخشش کے ایک ذرہ کی مقدار ہیں جیسا کہ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

فان من جودک الدنیا و ضرتھا

آپ کے جود و کرم سے دنیا و آخرت (ایک حصہ) ہے۔

قرآن مجید

شعر مذکور آیت

انا اعطینک الکوثر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(پارہ ۳۰،سورۃ الکوثر،آیت ۱)

کی تشریح وتفسیر ہے۔

تفسیر الکوثر

الکوثر سے جملہ مفسرین بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خیر کثیر مراد لی ہے۔

هو الخير الكثير كله خير الدنيا والآخرة.

اس آیت کریمہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو رب تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی جملہ نعمتوں پر حق تصرف واختیار دیا ہے اسی لئے الاستمداد صفحہ ۷ میں امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

حل لغات

فیض،عربی لفظ ہے بمعنی پانی کا برتن وغیرہ سے یا نہر اور دریا میں سیلاب سے ابلنا،مجازاً بمعنی بہت زیادہ عطا و فائدہ وغیرہ۔

"یا شہ تسنیم" حضور سرورِ عالم ﷺ کو پکارا گیا۔ جیسے ہم اہل سنت کا شعار ہے کہ

بیٹھے اُٹھتے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

جس پر دورہ حاضرہ میں خوب بحثیں چل رہی ہیں چونکہ حدائق بخشش شریف میں ایسی ندا بکثرت ہیں اور ہمارے مسلک کا خصوصی اور امتیازی مسئلہ بھی ہے اسی لئے یہاں اس پر مختصر اً بحث کرنا موزوں ہوگا۔ شہ بادشاہ کا مخفف مضاف تسنیم مضاف الیہ۔ اس سے حضور سلطانِ کائنات ﷺ مراد ہیں اور تسنیم جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ نرالا، اردو لفظ ہے بمعنی انوکھا اور عجیب وغریب، تجسس، عربی لفظ ہے بمعنی جستجو اور تلاش۔

شرح

اے بہشتی نہر تسنیم کے مالک آپ کی عطاء بخشش بالکل انوکھی ہے کہ آپ کا سمندر بیکراں خود پیاسوں کو تلاش کرتا پھرتا ہے حالانکہ ہونا تو یہ تھا کہ پیاسے تجسس وجستجو میں ہوتے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

تسنیم

تسنیم کے بہمہ وجوہ منجانب اللہ مالک ومتصرف ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انا اعطیناک الکوثر

کوثر سے احادیث وتفاسیر میں جنت کی نہر مراد لی ہے جو قیامت میں صرف اور صرف ہمارے نبی پاک ﷺ کے زیر قبضہ ہوگی اور پیاسوں کو وہاں پر پہنچنے کا پتہ بتایا کہ

فاطلبنی عند الحوض. (مشکوٰۃ)

مجھے حوض (کوثر) کے پاس ڈھونڈنا۔

اور حدیث مبارک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کوثر وتسنیم پر میں خود ہوں گا میرے حوض کی طرف سے جو کوئی آئے گا میں اسے پلاؤں گا۔

فائدہ

جب وہاں سے جسے جام ملے گا تو اس کے پینے سے ساری تلخی اور گھبراہٹ دور ہو جائے گی اور دل کو ایسا سکون نصیب ہوگا کہ پھر کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ حدیث شریف میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس ﷺ سے راوی " الکوثر نهر فی الجنة "

یعنی کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کی درازی ایک ماہ کی راہ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے کوزے اس پر مثل ستاروں کے روشن اور عدد میں ان سے زیادہ ہیں جو شخص اس سے ایک مرتبہ پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے حوض کے چار رکن ہیں اول ہاتھ میں ابوبکر صدیق اور ثانی عمر فاروق کے اور ثالث عثمان ذی النورین کے رابع علی مرتضٰی کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔پس جو کوئی ابوبکر و علی سے محبت اور عمر و عثمان سے بغض وعداوت رکھے گا اسے ابوبکر وعلی آبِ کوثر سے سیراب نہ فرمائیں گے۔کذا نقل فی المواہب مگر مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر قیامت کے دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہوں گے آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ابوبکر کی محبت نہ ہوگی اور جو ان سے بغض وعداوت رکھتا ہوگا میں اسے قیامت کے دن آبِ کوثر سے سیراب نہ کرونگا۔الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آقائے دوعالم ﷺ کو اس شعر میں کوثر و تسنیم کا مالک کہنا احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔

اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حل لغات

اغنیاء،غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار۔باڑا،ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ،چار دیواری،دائرہ،میدان،حویلی،مکان،خانقاہ اور انعام اس طرح تقسیم کرنا کہ محروم نہ رہے یہاں یہی آخری معنی مراد ہے۔

اصفیاء،صفی کی جمع نیک اور عابد وزاہد اور خداترس وخدارسیدہ لوگ،پرہیزگار۔رستہ،اردو لفظ ہے اور راستہ کا مخفف اردو میں ہ کی جگہ الف بولا اور کبھی لکھا جاتا ہے،ڈگر،راہ،طور وطریقہ،رستہ چلنا طریقہ وسیرت پر چلنا۔

شرح

اے حبیب کبریا شہ ہر دوسرا ﷺ آپ کا دربار گھربار ایسی عام بخشش وسخاوت کا گھر اور حویلی ہے جہاں سے غریب تو غریب مالدار اور امیر لوگ بھی پرورش پاتے ہیں اور انہیں جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے وہ سب کچھ آپ ہی کی بارگاہ کا عطیہ ہے اور آپ کا راستہ وہ راستہ ہے جس پر نیک اور عابد وزاہد اور خداترس لوگ ماتھے کے بل چلتے ہیں یعنی انتہائی تعظیم اور عقیدت مندی کے ساتھ آپ کے طریقہ پر گامزن ہوکر سعادت مندی اور تقریب الی اللہ کی منزل پالیتے ہیں۔

فائدہ

اس شعر کا مصرعہ اولیٰ سابقہ بیان کا تتمہ ہے جسے امام اہل سنت فاضل بریلوی کے بھائی مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے یوں بیان فرمایا

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے

جسے میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

دوسرے مصرعہ میں دربارِ رسالت کے متعلق محبوبانِ خدا (صحابہ کرام، اہل بیت، اولیاء) کے ادب اور تعظیم وتکریم کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عادات کی تصریحات بتاتی ہیں کہ وہ حضرات کس طرح اپنے آقائے نامدار ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالاتے اور آپ کا ادب ملحوظ رکھتے تھے۔

(۱) ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں جب حضور حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے وہ واپس جاکر قریش سے یوں کہنے لگا

یا قوم واللہ لقدوفدت علی الملوک ووفدت علیٰ قیصر وکسریٰ والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمداً واللہ ان تخم نخامۃ الاوقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھہ وجلدہ واذا مرھم ابتدروامرہ واذاتوضاء کادوایقتتلون علی وضوئہٖ واذاتکلم خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون علیہ النظر تعظیماً لہ وانہ قد عرض علیکم خطۃ رشد فاقبلوھا. (بخاری، کتاب شروط)

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر وکسریٰ ونجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں اللہ قسم اس (محمد) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آواز دھیمی کردیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے پس تم اسے قبول کرلو۔

صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آداب کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب ''با ادب صحابہ'' اور ''الاصابہ فی عقائد الصحابہ'' میں عرض کردی ہے اور اولیائے کرام کے آداب کا قصہ بھی طویل ہے بالخصوص درِ حبیب ﷺ کی حاضری کی تو پرکیف داستانیں ہیں۔ فقیر نے کتاب زائر مدینہ میں کچھ واقعات درج کئے ہیں یہاں اس دربارِ عالی کی حاضری کے

آداب کا ایک عربی قصیدہ حاضر ہے جس سے ان حضرات کے آداب کا پتہ چل جائیگا۔ شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (المتوفی اصفر ۷۰۲ھ فرماتے ہیں)

یاسائرانحو الحجاز مشھرا اجھد فدتیک فی المسیر و فی السرے واذا سھرت اللیل فی طلب اعلافحذ ارثم حذا من حذع الکرے فالقصد حیث النور یشرق ساطعاً والطرف حیث تری الثریٰ متعطراقف بالمنازل والمناھل من لدن وادی قباء الیٰ حمی ام القویٰ وتوخ اثار النبی فضح بھا متشرقا خدیک فی عفر الثریٰ واذا رایت مھابط الوحی التی نشرت علی الافاق نورا وری فاعلم بانک مارایت شبیھا مذکنت فی ماضی الزمان ولاتریٰ.

اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے! میں تجھ پر فدا! تو رات دن چلنے میں کوشش کرنا اور جب تو بزرگوں کی طلب میں رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے بچنا پھر بچنا تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے اور جہاں خاک خوشبودار نظر آتی ہے تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جانا جو وادی قباء کے قریب سے اُم القریٰ (مکہ معظمہ) کے سبزہ زار تک ہیں اور (نبی ﷺ) کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں اپنے ہر دو رخسار کو روئے خاک پر رکھ دینا اور جب تو وحی کے اترنے کی جگہوں کو دیکھے جنہوں نے تمام دنیا پر نورِا نور پھیلا دیا ہے تو جان لینا کہ تو نے اپنی گذشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

ایک فارسی شعر میں ان حضرات کی حاضری کا خوب فیصلہ کیا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

کہ نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید اینجا

(فوات الوفیات، ترجمہ ابن دقیق العید)

نوٹ

یادرہے کہ ایسے حضرات کے مدینہ پاک کے آداب بھی حیرت انگیز ہیں۔ امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ عزوجل سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہیں اس قسم کے بے شمار واقعات فقیر کی کتاب ''باادب بانصیب'' میں بیان کئے گئے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اڑاتا ہے پھریرا تیرا

حل لغات

فرش بمعنی بچھونا اور زمین یہاں مطلق عالم دنیا کے لوگ مراد ہیں۔شوکت، عربی لفظ مجازاً ہیبت و دبدبہ پر بولا جاتا ہے۔علو، بضمتین وتشدید واوٌ بمعنی بلندی اور بالضم و بالکسر بھی اسی معنی میں آتا ہے اور فارسی (اور اردو) بضمتین و تخفیف واوٌ آتا ہے۔(غیاث اللغات ۱۲) یہاں بالتخفیف پڑھا جائے گا بمعنی بلندی ورفعت۔خسرو میں الف ندائیہ ہےاورخسرو بالضم گذشتہ زمانے میں دو بادشاہوں کے نام ہیں لیکن اب مجازاً ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے۔عرش بمعنی تخت، چھت لیکن یہاں وہ عرش اعظم مراد ہے جو تمام آسمانوں اور بہشت اور کرسی اور سدرۃ المنتہٰی کے اوپر ہے۔پھریرا اردو لفظ ہے بمعنی جھنڈا اور علَم اور جھنڈے کا کپڑا اور کم سوکھا ہوا اور رکھلا ہوا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالٰی کے پیارے محبوب ﷺ آپ کی شان وعظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جھنڈے عرشِ اعظم پر لہرا رہے ہیں زمین والے آپ کی شان وشوکت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔کاش وہ آپ کی بلندترین شان وعظمت سے باخبر ہوتے جو عرش بلکہ لامکاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

قرآن پاک

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

ورفعنا لک ذکرک

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔(پارہ ۳۰، الشرح، آیت ۴)

احادیث مبارکہ

(۱) حدیث قدسی میں ہے

اینما ذکرت ذکرت معی

جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ تمہارا ذکر ہوگا۔

فائدہ

رب تعالٰی کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی تو لازمی طور پر حضور ﷺ کا ذکر مبارک بھی فرش وعرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی کا بول بالا ہے۔حدیث

پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے۔ بقولِ شاعر

منقش سبھی اسم احمد سے اختر
ہیں جنت کے برگ و شجر اللہ اللہ

مفصل مضمون فقیر کی کتاب ''شہد سے میٹھا نامِ محمد'' کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظّمہ پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے درمیان نصب فرمایا اسی طرح بحکم الٰہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور کے بالکل سیدھ میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرایا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سر بلندی بلکہ کائنات کی سلطنت و بادشاہت عطا فرمائی ہے آپ یقیناً شہنشاہ کونین، نبی آخر الزماں، رحمتِ کون ومکان، شفیع المذنبین، محبوبِ رب العالمین ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے ہاں بعض ایمان سے محروم جن و انسان آپ کو اس حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے اس لئے کوئی نبوت کا مدعی نظر آتا ہے تو کوئی ہمسری کا دعویدار، کوئی سرے سے منکرِ رسالت ہے تو کوئی منکرِ سلطنت و اختیار۔ عصرِ حاضر میں بیسیوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفاتِ نبی کے انکار جیسے جرم کے مرتکب ہیں اور ایسے ناقابلِ معافی جرائم کے مرتکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور کسی مخلوق میں نہیں۔ خود سرکارِ محبوبِ کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

مامن شئی الا ویعلمنی انی رسول اللہ الا مردة الجن والانس.

مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

پھیریرا

اس میں حضور سلطانِ بحر و بر ﷺ کی اس رفعت وعظمت کی طرف اشارہ ہے جسے خود سلطانِ الانبیا ﷺ نے بیان فرمایا کہ دن رات میں میرا اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت مقرر ہے جس میں میری اور رب کی ملاقات ہوتی ہے اور اس وقت پورے عالم میں کسی کو دم مارنے کی بھی مجال نہیں ہوئی۔

عرش پہ پھریرا

اس میں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور سرورِ کائنات، سلطانِ الانبیا ﷺ کی مژدہ

ہزار عالم کی سلطنت وحکومت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سلطنت کا مرکزی مقام ''عرشِ اعظم'' ہے اور اس پر آپ کے علَم اور جھنڈا لہرانے کا ذکر احادیث میں ہے منجملہ ان کے ایک عرض کر دوں۔ مولانا برزنجی اپنے مولود شریف میں لکھتے ہیں

نوری فی السموت والارض یحملها من انواره الذاتیه

یعنی زمین وآسمان میں خوشخبری سنائی گئی انوارِ ذاتیہ محمد ﷺ سے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حاملہ ہونے کی

فنطفت بحمله کل دابة القریش بفصاح لسان العربیه وخرت الاسرة والامناه علی الوجوه والافواه

پس بول اُٹھے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل کی خبر سن کر تمام چوپائے قریش کے عربی زبان میں بڑی فصاحت کے ساتھ اور اوندھے ہوگئے تخت بادشاہوں کے اور گر پڑے بت منہ کے بل اُلٹے۔

وبشرت وحوش المشارق والمغارب ودابها البحر یته

اور بشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وحشی جانوروں چرندو پرند اور دریائی جانوروں کو۔

وبشرت الجن بالهلال زمانه وانهلک الکها نتة وربهت الرهبانیة

اور بشارت دی جنوں نے آپ کے زمانہ کی پیدائش کے قریب ہونے کی اور ست ہوگئی کہانت اور مٹ گیا جوگیوں کا جوگی پُنا

واوقیت امانی المنام فقیل لها انک حملت سید العلمین وخیر البریة فسمیه محمداً اذا وضعتهٖ فانه ستحمدبها

اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی ان سے کہتا تھا کہ تیرے پیٹ میں سردارِ عالم اور بہتر ہے ساری خلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اس لئے کہ انجام نیک ہے۔

پھر حکم ہوا جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک علَم سبز محمدی ﷺ لے کر دنیا میں جاؤ اور اس علَم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور منادی کرو کہ آج کی رات نورِ محمدی ﷺ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف ہوئی ہیں اور اہلِ زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ خوشا قسمت اس امت کی کہ محمد ﷺ سا پیغمبر پائے اور زہے تقدیر اس شخص کی کہ محمد ﷺ پر ایمان لائے اور پڑھے

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حل لغات

خوان، فارسی لفظ ہے بمعنی دسترخوان کس کا ہے استفہام کے بعد جواب خود دیا کہ اے سلطانِ کائنات آپ کا ہی لقب ہے صاحبِ خانہ۔

شرح

اے دونوں عالم کے بادشاہ یہ پھیلے ہوئے سارے آسمان اور ساری زمین آپ ہی کے بچھے ہوئے دو دسترخوان ہیں جس پر سارا عالم باعزت وعظمت مہمان کی حیثیت سے اپنا رزق کھا رہا ہے یعنی سارے عالم کے آپ میزبان ہیں اور صاحبِ خانہ آپ کا ہی لقب ہے اس لئے کہ کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ کے دستِ اقدس کی عطاء ہے۔

قرآن مجید

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ووجدک عائلا فاغنی

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۸)

فائدہ

صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ عائل (عیالداری) سے عام مراد ہے۔

(۲) وما اٰتکم الرسول فخذوہ

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں وہ لو۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۷)

فائدہ

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ مَا عام ہے دنیا وآخرت وغیرہا کے امور۔

حدیث

(۱) حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔

(۲) ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلا کرے۔

(۳) ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے

وانما انا قاسم واللہ یعطی

اللہ ہر چیز دیتا ہے اور میں ہر چیز کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ بظاہر خالی ہیں مگر حقیقت میں دنیا کی ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اسی حقیقت کی طرف اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر میں کیا خوب اشارہ فرمایا ہے

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فائدہ

لفظ ''انما'' عربی زبان میں حصر کا فائدہ دیتا ہے اب یہ معنی ہوئے کہ حضور ﷺ ہی قاسم ہیں ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے ہر نعمت کی تقسیم انہیں کے سپرد ہے جس کو جو ملے گا انہیں کے در سے انہیں کے وسیلے سے اور واسطہ سے ملے گا ان کے وسیلے کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے تو ہرگز نہ ملے گا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ کرے عطا
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

یہ حدیث مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے۔ اس لئے کہ جیسے لفظ ''یعطی'' کا مفعول مقدر ہے ایسے ہی ''قاسم'' کا اور قاعدہ ہے جہاں فعل کا مفعول مقدر ہو وہاں عموم مراد ہوتا ہے اور جب قاسم کسی قید سے مقید نہیں ہے نہ اس میں زمانے کی قید ہے نہ وقت کی نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی نہ عطیہ کی قید ہے نہ لینے والے کی۔ گویا مقصودِ حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا معطی خدا ہے اور میں اس ہر چیز کا قاسم ہوں

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا   بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم ﷺ کی کنیت مبارکہ بھی اسی معنی پر ہے کہ آپ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے تقسیم کنندہ ہیں۔
چنانچہ علماء محققین نے یہی معنی کیا ہے چنانچہ حضرت امام قسطلانی مواہب لدنیہ جلد اصفحہ ۱۵۰ میں لکھتے ہیں کہ

کنیۃ ابو القاسم یقسم الجنہ بین اھلھا.

اسی لئے ہے کہ آپ قاسمِ جنت ہیں اور آپ کی تقسیم نعمتِ عام ہے۔

مخلوق کی تو بات ہی کیا ہے انبیاء علیہم السلام بھی آپ کے خوانِ یغما کے محتاج ہیں۔ کل قیامت میں ہم سب آنکھوں

سے دیکھیں گے کہ ہر نبی علیہ السلام بھی یہاں تک خلیل اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر بھی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے درِ کریم کے سائل ہوں گے۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

سب کا والی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ کُل کائنات آپ کی عیال ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر ہماری یتیمی کی شکایت کی

فقال رسول اللہ ﷺ العیلة تخافین علیهم وانا ولیهم فی الدنیا والاخرة.

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی کارساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

نائبِ اعظم

حدیث شریف میں ہے حضور سرورِ عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر اور نائب اعظم ہیں۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان اکرم خلیفة اللہ علی اللہ ابو القاسم ﷺ. (خصائص کبریٰ جلد۲ صفحہ ۱۹۸)

بیشک اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ حضور ابوالقاسم ﷺ ہیں۔

خلیفہ کا معنی

خلیفہ خدا کا (نائب) اور اس کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ شہنشاہ نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم نائبوں سے کراتے ہیں چونکہ حضور سرورِ عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم حضور اکرم ﷺ کے دربارِ دُربار سے ہوتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی اور مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

خلاصہ

حضور نبی پاک ﷺ کُل کائنات کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں فتح و نصرت، علم و معرفت، رحمت و مغفرت، نعمت و برکت۔ غرضیکہ کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور ﷺ ہی کے مقدس ہاتھ میں ہے۔

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح و شام
بندھے ہوئے ہیں رسول خدا کے ہاتھ میں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

حل لغات

میں تو مالک ہی کہوں گا دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا ہو مالک کے حبیب پھر یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا کہ ''محبوب و محبّ میں میرا تیرا نہیں ہوتا''

شرح

شعر ہذا امامِ نعت گویان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قادر الکلامی اور ان کی فصاحت و بلاغت اور فنِ شاعری کی امامت کی اعلیٰ دلیل ہے قرآنِ مجید کی بلاغت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی ہوتی ہے پھر وہ جملہ جو پہلے دلیل تھا اب وہ دعویٰ بھی بن جاتا ہے جس کے لئے اس کا دوسرا جملہ دلیل بن جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''الحمد للّٰہ'' یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل رب العالمین ہے پھر یہی جملہ دعویٰ ہے اور اس کی دلیل آنے والا جملہ ہے۔ الخ

یعنی اے رب العالمین کے پیارے میں تو آپ کو دونوں جہاں کا مالک و حاکم ہی مانتا ہوں اس لئے کہ مالکِ حقیقی و ذاتی خداوند قدوس جل شانہ کے آپ پیارے اور چہیتے محبوب ہیں اور محبّ و محبوب کے درمیان بیگانگی اور غیریت نہیں ہوا کرتی بلکہ محبّ اور دوست اپنی ساری چیزوں میں اپنے محبوب اور پیارے کو اجازت و اختیار دے دیا کرتا ہے جو پیار و محبت کا پورا پورا تقاضا ہے یعنی محبّ محبوب سے کوئی شے چھپاتا نہیں بلکہ ہر شے کا اختیار دیتا ہے۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیسا مدلل بیان فرمایا کہ ایک مصرعہ میں دعویٰ دوسرے میں دلیل۔ ہم اسے قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں عرض کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم

آیتِ کوثر کے علاوہ آیتِ ذیل اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء. (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۲۶)

یوں عرض کرا ے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔

شانِ نزول

فتح مکہ کے وقت سید الانبیا ﷺ نے اپنی امت کو ملکِ فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ فرمایا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفیٰ ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک وہ تو بڑے زبردست اور نہایت مضبوط ہیں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

بفضلہٖ تعالیٰ آخر یہ وعدہ پورا ہو کر رہا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ممالک کا مالک اپنے محبوبِ کریم ﷺ کو بنا دیا لیکن منافقین اور یہودیوں نے اس وقت مانا نہ اب مانتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کسریٰ کے کنگن

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے طلائی کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی دی ہوئی یہ غیب کی خبر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ ایران فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی آئے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک کو بلا کران کے ہاتھوں میں وہ کنگن پہنائے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

(۱) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا

یقول قبض محمد علیٰ مفاتیح النصرۃ ومفاتیح الربح و مفاتیح النبوۃ بخ بخ قبض محمد ﷺ علیٰ الدنیا کلھا لم یسبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضۃ. (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۸)

کہہ رہا تھا کہ محمد (ﷺ) نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرما لیا ہے .... واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

(۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض اومفاتیح الارض.

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵۸ و صفحہ ۹۷۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اتیت خزائن الارض فوضع فی یدی. (بخاری جلد۲صفحہ۱۰۴۲، مسلم جلد۲صفحہ۲۴۴)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے۔

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اتیت بمقالید الدنیا علیٰ فرش ابلق جاء نی بھا جبریل علیه قطیفة من سندس.

(خصائص کبریٰ جلد۲صفحہ۱۹۵، زرقانی علی المواہب جلد۵صفحہ۲۶۰، سراج المنیر صفحہ۴۳)

میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں جبریل امین علیہ السلام ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

اعطیت الکنزین الاحمر والابیض. (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ۵۱۲)

مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید عطاء فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اوتیت مفاتیح کل شئی. (مسنداحمد، طبرانی، خصائص کبریٰ جلد۱صفحہ۱۹۵)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

حضور پُرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا

اذ یئسوا الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی. (دارمی، مشکوٰۃ شریف صفحہ۵۱۴)

قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہو جائینگے کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور رحمت کا جھنڈا بھی میرے ہاتھ میں ہوگا۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

گھر کی گواہی

حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلزارِ معرفت میں کہا

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے

ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ ﷺ

ان کے تتبع میں دیوبندیوں کے مولوی محمد قاسم نے قصیدۂ قاسمیہ میں لکھا

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشقِ زار

غلطی کا ازالہ

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر عاشق ومعشوق کا اطلاق ناجائز ہے اس لئے اس لفظ کے اطلاق کا غلبہ قبیح عشق والوں کے لئے عام ہے اسی لئے جو لفظ عرفِ عام میں قبیح اشیاء پر اطلاق ہوتا ہے وہ اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کے لئے ناجائز ہے لیکن افسوس کہ آج کل کے جاہل شعراء اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق اپنا فخر سمجھتے ہیں اور مذکورہ بالا عاشق ومعشوق دونوں کے اشعار میں آجانا حجت نہیں یہ ان کا سہو وخطا ہے اور نہ ہمارے لئے حجت۔

لطیفہ

دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات صاحب نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو کہا "خدا تیرا تو خدا کا حبیب" یہ ان لوگوں کو گوارا ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا "یعنی محبوب ومحبّ میں نہیں تیرا میرا" یہ ان لوگوں کو گوارا نہیں بلکہ شرک۔ اس کو کہتے ہیں تعصب۔

عقیدت

الحمدللہ ہم اہل سنت اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عقیدت سے بھرپور سرشار ہیں کہ آپ سے جس شے کو بھی نسبت ہوگئی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبوب ہے۔ ہمارے امام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے کہا

بس عطر محبوبی کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

شریعت کی پاسداری اور رسول اللہ ﷺ پر جان نثاری

اپنی ایک نعت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے کہا کہ

لیکن رضؔا نے ختم سخن اس پر کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اس سے کچے ذہن اس وہم میں مبتلا ہوسکتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ بس صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں آپ

نے عبدیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا اظہار فرمایا تا کہ کچا ذہن یہ بھی تو دیکھے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ محبوب عبد ہیں اور محبوب کا مرتبہ بھی بتادیا کہ میں تو مالک کہونگا۔

یعنی میں تو اے آقائے کون ومکاں ﷺ آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ ﷺ مالکِ دو جہاں کے حبیب ہیں چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محبّ اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شے کا محبّ مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اس کا مالک بنادیتا ہے۔فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حبیب کی ملکیت وملوکیت کو ثابت کیا ہے اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا۔

قاسم نانوتوی پٹڑی سے اتر گیا

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جسے سرخیل علمائے دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے

گرفت ہوگی ایک بندہ کہنے پر
جو ہوسکے بھی خدائی کا اک تری انکار

یعنی اگر حضور ﷺ کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہوتو پھر آپ کو بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے بالفاظ دگر۔کوئی تیری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں جاسکتا ورنہ گرفت ہوگی ۔ یہ عقیدۂ توحید ورسالت سے کس قدر ناآشنائی ہے صحیح عقیدہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔دیکھئے نانوتوی صاحب ایک جانب تو حبیب خدا کی خدائی کا انکار ناممکن بتارہے ہیں اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنارہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالانکہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ وبرتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خدا کے بندے ہیں۔

مالک کے حبیب

یہ وہ لقب ہے جس پر حضور سرورِ عالم ﷺ کو فخر ہے لیکن افسوس کہ دورِ حاضرہ میں ایک برادری کو اس لقب میں تامل ہے لیکن ارشاداتِ رسول اللہ ﷺ کا کون منکر ہوسکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح فرمارہے ہیں کہ کوئی کہتا آدم صفی اللہ ہیں کوئی کہتا ابراہیم خلیل اللہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ان کی گفتگو کے دوران حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا

الا وانا حبیب اللہ ولافخر. (رواہ ترمذی والدارمی،مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

خبر دار! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخراً نہیں کہہ رہا۔

فائدہ

اس حدیث کی شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

وانا حبیب اللہ ای محبه ومحبوبه

یعنی حبیب کا معنی محبّ بھی ہے اور محبوب بھی۔

اس کے بعد حبیب وخلیل کے درمیان فرق میں طویل بحث لکھ کر فرمایا

والاظهر فی الاستدلال علی ان مرتبة فی درجة الکمال قول ذی الجلال والجمال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ. (مرقات جلد ۵، صفحہ ۳۶۹)

استدلال میں ظاہر تر یہ ہے کہ محبوبیت درجہ کمال میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا قول "قل ان کنتم تحبون اللہ الخ" روشن دلیل ہے۔

حبیب کے غلام بھی محبوب ہیں

آیتِ قرآنی نے مزید تصریح فرمائی کہ جو بھی حضور ﷺ کی غلامی میں آ گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اسی لئے ہم اہل سنت صحابہ کرام واہل بیت اور جملہ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو محبوبانِ خدا مانتے ہیں۔

دوسرا حوالہ

شیخ محدثین فی الہند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں

الا وانا حبیب اللہ ....وانا وآگاہ باشید که من دوست واشتۂ خداام وگفته اند که حبیب محب که بمقام محبو بیت رسیده باشد وخلیل محب مطلق واگرچه انبیاء ورسل بلکه مومنا ن نیز همه محب محبوب درگاه الٰهی اندولیکن سخن در ینجادر اعلیٰ مرتبه کمال ست واخص درجات آں وبعضی از عرفا وعلماء اور فرق میان حبیب وخلیل کلامی ست غریب که در شرح ذکر کرده شده است۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۶)

حضور ﷺ نے فرمایا خبر دار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماءِ کرام نے فرمایا کہ حبیب وہ محبّ ہوتا ہے جو مقامِ محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور خلیل محبِ مطلق کو کہتے ہیں اگرچہ تمام انبیاء ورسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محبّ ومحبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبۂ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء وعلماء کا حبیب وخلیل کے درمیان فرق کے

بارے میں عجیب وغریب کلام ہے جومشکوۃ شریف کی (عربی) شرح ''لمعات'' میں مذکور ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حل لغات

قدموں میں ہونا کسی کی صحبت وخدمت میں رہنا مراد ہے یہ نہایت تعظیم وتکریم کے وقت بولا جاتا ہے۔غیر کا منہ دیکھنا، بیگانوں کی شکل وصورت دیکھنا اس سے غیروں سے استغناء ولا پرواہی مراد ہے۔نظروں پہ چڑھنا، پسند آجانا کسی کے ساتھ دل لگ جانا۔تلوا، اُردو لفظ ہے پنجہ اور ایڑی کی درمیانی جگہ۔

شرح

سلطانِ حسیناں اور سر تاجِ مہ جبیناں (ﷺ) جو حضرات آپ کی صحبت برکت اور خدمت باشرافت میں رہتے ہیں وہ غیروں کی صورت وشکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔آپ کا مبارک تلوا اتنا حسین وجمیل اور پُر کشش ہے کہ اس کی زیارت کے بعد کسی حسین وجمیل کا چہرہ بھی دیکھنا گوارا نہیں ہوسکتا۔اس مضمون کو کسی نے یوں ادا کیا ہے

تختِ سکندر پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر جن کا لگا ہوا ہے تیرے در کے سامنے

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے اوصافِ جمیلہ واخلاقِ کریمہ کے بارے میں فرماتا ہے

فبما رحمة الله من الله لنت لهم ولو كنت فظاً غليظ القلب لانفضوا من حولک

توکیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو ضرور تمہاری گرد سے پریشان ہوجاتے۔(پارہ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۵۹)

احادیث مبارکہ

ایسے وجد آفرین اور روح پرور واقعات کتب سیر میں بے شمار ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کا رخ تاباں کو جو کوئی ایک مرتبہ دیکھ لیتا یا آپ کی خدمت بابرکت میں تھوڑی دیر بیٹھ جاتا اس کے دل میں ہمیشہ یہ تمنا انگڑائی لیتی کہ ان کی بارگاہ

بیکس پناہ میں ہمیشہ حاضر رہے اور جن لوگوں کو مکارمِ اخلاق کی چاشنی ل جاتی تکالیف ومصائب کے باوجود نہ ماں باپ کی شفقت یا درہتی نہ دوست و آشنا کا تعلق ذہن میں جگہ لیتا بلکہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتا ایسے کئی واقعات ہیں بطورِ نمونہ ایک عرض کئے دیتا ہوں۔

سیدنا زیدبن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ نھیال جارہے تھے بنوقیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ کے بازار میں لاکر بیچا حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خریدلیا۔ جب حضورﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضورِ اقدسﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کردیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یادو فراق داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں خیریت سے ہوں تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں ان لوگوں نے جا کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیروخبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکہ مکرمہ پہنچے تحقیق کی پتہ چلایا حضورِ اکرمﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کرلو اور اس کو رہا کردو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضورﷺ نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ حضورﷺ بس یہی عرض ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بلا لو اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہارا ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپﷺ نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے ماں باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضورﷺ نے فرمایا میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو ان کے ساتھ جانا

چاہوتو اجازت ہے۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ میں آپ کے مقابلہ میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں۔آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں میں نے ان میں (حضور ﷺ کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔حضور ﷺ نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز واقارب کو غلامی پر قربان کردینا معمولی بات نہیں۔

بحرِ سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جاتے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

حل لغات

بحر بمعنی دریا اور سمندر۔سائل اول اسم فاعل از سیلان بمعنی بہنا جاری ہونا اس سے سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد ہے دوسرا سائل از سوال بمعنے منگتا۔کلیجا بمعنی جگر اور دل کلیجا بجھانے سے سیراب کرنا تسلی دینا اور آرزو پورا کرنا مراد ہے۔ جب سخت پیاس لگی ہوتو کہتے ہیں کلیجے میں آگ لگی ہوئی ہے کوئی بجھائے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سخت ترین پیاس لگی ہوئی ہے کوئی پانی پلائے۔چھینٹا بمعنی ہلکی ہلکی بارش پھوار۔

شرح

میں تو بہتے ہوئے سمندر کا منگتا ہوں کسی کنوئیں کا پیاسا نہیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ چل کر پیاس بجھاؤں بلکہ وہ ایسے کریم ہیں کہ میری سخت ترین پیاس کو خود بجھائیں گے اور میری اتنی سخت پیاس کے لئے ان کا ایک چھینٹا ہی کافی ہے۔

قرآن مجید

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اٹھارہ عالم کے لئے ''بحرِ سائل'' ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا کہ

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین.

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔(پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت ۱۰۷)

عالمین عالم کی جمع ہے عالم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے جہاں تک رب العالمین کی ربوبیت کا تعلق ہے وہاں تک رحمۃ اللعالمین کی رحمت کا تعلق ہے۔ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ وہ رسول ہیں کہ تمام عوالم یعنی جنات،انسان، ملائکہ، شیاطین، آسمان وزمین، ارواحِ انبیاء واولیاء وحوش وطیور حیوانات، جمادات، نبادات، معدنیات سب حضور کی رحمت سے مستفیض و مستفید ہوئے اور ہورہے ہیں اور قیامت تک استفادہ اور استفاضہ کرتے رہیں گے۔

نکتہ

عالمین کا ہر ہر فرد وجودِ صانع پر علامت اور اس کے کسی خاص اسم وصفت کا مظہر ہو تو گویا آیہ مذکورہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شئے ہمارے وجود پر علامت اور ہماری ذات وصفات کی مظہر ہے وہ تمہاری رحمت سے بھی مستفیض وبہرہ ور ہے۔

لطیفہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کو عالمین کی رحمت ماننا فرض ہے اس لئے کہ نص قطعی ہے اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ اس معنی پر آپ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے حاضر وناظر اور ان تمام اشیاء پر من جانب اللہ متصرف اور سب کو جانتے بھی ہیں ورنہ رحمت للعلمینی کا کیا معنی۔اہل سنت کے عقائد و حاضر وناضر اور مختارِ کُل اور علم غیب کُلی کا ثبوت اس آیت سے مدلل ومحقق ہے۔تفصیل فقیر کی کتاب ''دلوں کا چین'' کا مطالعہ کیجئے۔

خلاصۂ تقریر

حضورِ اکرم ﷺ ہر ذرہ کے لئے رحمت ہیں تو حیاۃ النبی ماننا پڑے گا ہر ذرہ آپ سے مستفیض ہورہا ہے تو آپ کو مختار ماننا لازم ہوگا ہر چیز کو فیض پہنچاتے ہیں تو علم غیب تسلیم کرنا پڑے گا ہر ذرہ کو فیض نصیب ہوتا ہے تو آپ کو حاضر وناظر بھی ماننا ہوگا اور کائنات کی رحمت ہیں تو نور بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حل لغات

چور،چوری کرنے والا اور مطلق مجرم کو بھی کہا جاتا ہے۔یاں ''یہاں'' کا مخفف ہے۔

شرح

اس سے دربارِ رسالت مراد ہے ’’انوکھا‘‘ نرالا اور سب سے الگ دنیا کا دستور ہے کہ مجرم و نا فرمان جرم کے بعد حاکم سے بچتا، منہ چراتا اور روپوش ہوتا رہتا ہے لیکن دربارِ رسالت کا عجب رنگ ہے اور یہاں کے مجرم کا حال الگ تھلگ ہے کہ جرم کے باوجود دامنِ عفو کی پناہ میں ہے اور کملی پوش کی آغوشِ رحمت میں چھپا ہوا ہے۔

قرآنِ مجید

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیماً.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

واقعہ اعرابی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضور ﷺ کو مدفون ہوئے صرف تین دن ہوئے تھے کہ اس شخص نے آکر فرطِ جوش میں اپنے بالوں پر روضۂ انور کی مٹی مل کر کہنے لگا یارسول اللہ میں نے آپ کے فرمان کو سنا جن میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر اللہ الیٰ آخرہ. (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اب میں آپ کے روضہ پر آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی بارگاہِ کرم سے میری بخشش ہو جائے تو قبرِ انور سے آواز آئی کہ جاؤ تم بخشے گئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

وقد ظلمت وجئتک تستغفرلی فنودی من الغرقد غفرلک. (مدارک تحت آیت ہذا ووفا ءالوفا ءوخلاصہ)

اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھ کو بخش دیں پس روضہ انور سے ندا آئی کہ تو بخشا گیا۔

توضیح

آیت اور واقعہ میں واضح ہے کہ مجرم جرائم کے ارتکاب پر بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضری دے اور حبیبِ کریم ﷺ اگر دامنِ عفو میں مجرم کو پناہ دیں تو توبہ بھی قبول اور مغفرت بھی نصیب۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے سامنے ہزاروں ایسے جرائم والے آئے اور دامنِ رحمت میں چھپے تو رحمتِ باری تعالیٰ نے اسے کہہ دیا کہ

تیرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

لطیفہ

دور ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۱۳ھ ہندو پاک کے دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں نے آپس میں فیصلہ کرلیا کہ حرمین طیبین میں علمائے اہل سنت کا داخلہ بند جائے چنانچہ انہی سالوں کے دوران بہت بڑے فضلاء اور علماء و مشائخ کو پریشان کیا۔ فقیر اُویسی کے درپئے آزاد ہوئے لیکن کچھ نہ کرسکے۔ الحمد للہ تا حال اطمینان سے جارہا ہوں اور خدا کرے آخری لمحات گنبد خضراء کے سایہ تلے ختم ہوں۔ وہ لوگ جب فقیر کے لئے گرفتار کرانے کا پروگرام بنانے نظر آتے تو فقیر والی گنبد خضراء ﷺ کے حضور یہی عرض کرتا اس تصور سے کہ وہابیوں، نجدیوں کی نظروں میں اگر فقیر جیسا بھی ہے لیکن ہے تو آپ کی پناہ میں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس مصرعہ کی برکت سے فقیر نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کی شرارت سے تا حال محفوظ ہے حالانکہ اس دوران ہمارے اکابر و اصاغر پر حجازِ اقدس کی حاضری پر پابندی لگادی گئی اور فقیر آزاد رہا اور آزاد ہے اس پر خود وہابی، دیوبندی، مودودی لوگ بھی حیران ہیں۔

واقعاتِ مدینہ

مدینہ پاک اس دور میں عشق کا امتحان ہے بہت سے خوش قسمت اب بھی موجود ہیں کہ نجدیوں کی عشق پر سخت پابندی کے باوجود عشقِ رسول سے سرشار حضرات اپنی لگن میں مگن رہتے ہیں۔ اسی دور میں بے شمار عجیب وغریب واقعات سننے میں آئے ہیں ایک صاحب کے متعلق سنا ہے کہ بیس سال سے مدینہ پاک میں بلا اقامہ اقامت پذیر تھے ایک دن پکڑے گئے نجدیوں نے پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ جواب دیا چلو میں تمہیں اپنا کفیل دکھاؤں جونہی گنبدِ خضریٰ پر نظر پڑی کہا "ھذا کفیلی" یہی میرے کفیل ہیں۔ نجدیوں نے اسے مجنون کہہ کر چھوڑ دیا۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آراء ہے اجالا تیرا

حل لغات

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پریشانیاں دور اور تسلی حاصل ہو۔ جگر تازے ہوں، دل باغ باغ ہو۔ جانیں سیراب، روحیں مطمئن اور پرسکون۔ سچے، خالص اصلی، دل آراء، دل سجانے والا۔ اجالا، اردو لفظ ہے بمعنی نور، روشنی اور صبح کا تڑکا۔

شرح

اے حبیبِ کبریا ﷺ آپ وہ اصلی نور اور روشنی ہیں کہ جس کا نور دل کو سرور بخشتا ہے جیسے آفتابِ دنیا کے طلوع سے

دل کو سرور ملتا ہے اور ارواح پُرسکون ہوتے اس سے بڑھ کر آپ کے رُخِ انور کی روشنی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو جلاء اور ارواح کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں "سراجاً منیرا" کے محبوب لقب سے یاد فرمایا اور فرمایا

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸)

شفاء شریف میں ہے

بذکر اللہ ای بذکر محمد و اصحابہ

اور حضور سرورِ کونین ﷺ کا اسم گرامی ذکر اللہ بھی ہے جیسا کہ دلائل الخیرات و دیگر کتبِ سیر و احادیث میں ہے۔

احادیثِ مبارکہ

اس بارے میں متعدد روایات موجود ہیں کہ (۱) حضور اکرم ﷺ کے نامِ نامی سے اہل ایمان کو سکون اور چین نصیب ہوتا ہے (۲) حضور نبی پاک ﷺ کا ہی سارا اجالا ہے۔ چین و قرار سرکارِ ابد قرار ﷺ۔ یہ ایک طویل مضمون ہے تفصیل فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نامِ محمد" میں ہے۔ پہلے کے لئے فقیر کی کتاب "حضور نور" کا مطالعہ فرمائیں۔

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

حل لغات

عبث، بے فائدہ، بیکار۔ خوف، پیش آنے والا واقعات سے ڈر۔ پتا، اردو لفظ ہے درخت کا پات۔ سا (اردو) جیسا طرح اُڑ جاتا ہے، پرواز کئے جاتا ہے، پریشان و پراگندہ ہو جاتا ہے۔ پلہ، ترازو کا پلہ، پلہ سے مراد میزانِ عمل کا پلہ ہے جو بروزِ قیامت نیک و بد اعمال تولنے کے لئے قائم ہوگا۔ ہلکا، کم، کم وزن۔ سہی، یعنی بالفرض ایسا ہی، ٹھیک۔ بھاری، وزن دار، بوجھل۔ بھروسا بمعنی آسرا، اعتبار۔

شرح

لوگوں کا دل اعمال کے تولے جانے کے خوف سے بے فائدہ پتوں کی طرح اُڑ رہا ہے اور پریشان و پراگندہ ہے

میزانِ عمل کا پلہ قیامت کے دن ہلکا بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اے شفیع المذنبین ورحمت للعلمین ﷺ آپ کی شفاعت کا اعتقاد بہت ہی وزن دار ہے اس لئے کہ آپ بے سہاروں اور دلوں کے آسرا ہیں۔

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے

ولسوف یعطیک ربک فترضی. (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

مفسرین فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا ارضی واحد من امتی فی النار

میری امت سے ایک بھی جہنم میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوگا۔

اور فرمایا

عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا. (پارہ ۱۵،سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

فائدہ

مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں پہلے اور پچھلے تمام لوگ حضور ﷺ کی حمد کریں گے یہی جمہور کا مذہب ہے۔ منکرینِ شفاعت چند گنتی کے ہیں ان کا انکار مسئلہ کی حقیقت کو مضر نہیں ہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمہور کے مذہب کو ہر مسئلہ میں فوقیت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں ناز ہے کہ کل قیامت میں ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی میں انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہوں گے اور منکرین نہ صرف دیکھتے ہی رہ جائیں گے بلکہ اپنی بدقسمتی پر ماتم کریں گے لیکن بے سود۔ اس لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے انہیں خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انتباہ

منکرینِ شفاعت کا انکار اپنے قول میں سچے ہیں۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

شفاعتی یوم القیمة حق لم یومن بھالم یکن اھلھا. (ابن منیع)

میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا یعنی وہ شفاعت سے محروم ہوگا۔

فائدہ

یہ حدیث مبارک مسجد شریف ''بابِ ریاض الجنہ''(جنوبی) پر نمایاں طور پر ایسے مضبوط طور سے کندہ ہے کہ نجدی اسے مٹا نہیں سکتے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ چودہ صحابہ کرام سے مروی ہے آخر میں لکھا کہ منکرین اس متواتر حدیث کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کرے اور شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حل لغات

ایک میں کیا (اردو) صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے۔ عصیاں (عربی) نافرمانی۔ حقیقت (عربی) اصلیت، حیثیت۔ کتنی (اردو) کس قدر کیا حیثیت۔ مجھ سے (اردو) میرے جیسے۔ سو لاکھ (اردو) ایک کروڑ لیکن یہاں تعداد بتانا مقصود نہیں بلکہ مراد بے حد وحساب، لاتعداد افراد ہے۔ کافی (عربی) بس، پورا، کفایت کرنے والا۔ اشارہ (عربی) کنایہ، ایماء۔

شرح

صرف مجھ اکیلے کی کون سی بات ہے صرف مجھ گنہگار کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے مجھ جیسے لاتعداد بے شمار لوگوں کی بخشش ومغفرت کے لئے اے آقا آپ کا صرف ایک اشارہ کافی ہے۔

قرآنِ مجید

آیاتِ شفاعت بالعموم اور خود سرورِ دو عالم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ شفاعت اس دعوئی کی دلیل کافی ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ امت کو جو شفاعت کا مژدہ بہار سنایا ہے وہی ہمارے لئے سرمایہ نجات کافی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

کسی کو ناز ہوگا بس اطاعت کا عبادت کا
ہمیں تو ایک سہارا ہے محمد کی شفاعت کا (ﷺ)

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

حل لغات

مفت (فارسی) لفظ ہے بے محنت، بلا قیمت۔ پالا تھا (ہائے) اردو کلمۂ افسوس۔ نکما (اردو) بیکار، نا کارہ۔

شرح

نکما کی نسبت تیرا کی طرف طلب ورحم وکرم اور اب معنی یوں ہوا کہ دونوں عالم کے سخی ﷺ نے اللہ کی نعمتیں بلا محنت عطا فرما کر ہماری پرورش فرمائی کام کاج یعنی خدا اور سول کی کما حقہ فرمانبرداری کے کبھی عادی نہ ہوئے اور کوئی عبادت نہ کی ہمیشہ نکمے زندگی گزار دی اور اب مرنے کے بعد فرشتے تعمیل حکم (یعنی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) اپنی بے کار زندگی پر بصد افسوس کناں ہوں کیونکہ میرے پاس عمل صالح نہیں ہے۔ اے محبوبِ کردگار ﷺ اپنے نکمے اور نا کارے امتی پر رحم وکرم فرماتے ہوئے آخرت میں مدد فرمایئے اس لئے کہ آپ نے دنیا میں بھی ہم پر کرم فرمایا تھا۔ اس شعر میں امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح اشارہ فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے اعمال پر تو بھروسہ نہیں اپنے نبی ﷺ کی شفاعت پر امیدیں وابستہ ہیں اور بس۔

قرآنِ مجید

قیامت میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی شفاعت کا انکار سوائے معتزلہ وخوارج اور نجدیہ وہابیہ کے کسی کو نہیں۔ چند آیاتِ قرآنی مندرجہ ذیل شفاعت کے اثبات میں کافی اور وافی ہیں۔

یومئذلاتنفع الشفعة الامن اذن له الرحمن ورضی له قولا. (پارہ ۱۶، سورۂ طہٰ، آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

اس آیت میں کارآمد شفاعت کو دو شرطوں سے وابستہ فرمایا ہے۔

(۱) شفاعت کنندہ مقربین بارگاہ ایزدی میں سے ہو اور اسے اس (شفاعت) کی اجازت رحمٰن تعالیٰ کی طرف سے مل چکی ہو۔ شفاعت بجائے خود معقول اور پسندیدہ نہ ہو اور جس کے حق میں وہ شفاعت کرنے اُٹھا ہے وہ ایمان و اعمالِ صالحہ کی اتنی تعداد ضرور رکھتا ہو کہ شفاعت کا اہل اور مستحق ٹھہر سکے کیونکہ کافروں، مشرکوں، ملحدوں، بے دینوں اور منافقوں کے حق میں کسی کی شفاعت قابل پذیرائی نہیں۔

وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفعتھم شیئاً الا من بعدان یاذن اللّٰہ لمن یشاء ویرضیٰ.

(پارہ ۲۶،سورۃالنجم،آیت ۲۶)

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ. (پارہ ۳،سورۃالبقرہ،آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

مامن شفیع الا من بعد اذنہ . (پارہ ۱۱،سورۃیونس،آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

انتباہ

جہاں شفاعت کی نفی ہے وہاں شفاعت کنندگان سے مراد بت اور جن کے لئے شفاعت غیر مقبول ہے ان سے بت پرست مراد ہیں اس لئے کہ بت پرستوں کا عقیدہ تھا کہ ان کی ان کے بت (معبودِباطلہ) شفاعت کریں گے۔ وہابی، نجدی اس قسم کی آیات انکارِ شفاعت پر پیش کرتے ہیں اور بتوں کے بجائے انبیاء و اولیاء مراد لیتے ہیں لہٰذا عوامِ اہل سنت ان کی اس خیانت اور بد دیانتی سے ہوشیار رہیں۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ٹکڑوں سے مراد یہاں رزق مراد ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ کے صدقے سے مخلوق کو مل رہا ہے۔ غیر سے بیگانہ مراد ہے۔ ٹھوکر، پاؤں کی ضرب یعنی کسی کو لات مارنا۔ نہ ڈال بمعنی حوالہ نہ کر یعنی غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال یعنی دوسروں کے قدموں پہ نہ ڈال یعنی غیر کا محتاج نہ بنا۔ جھڑکیاں جھڑکی کی جمع ہے بمعنی ملامت، جھڑکیاں کھانا ملامت سننا اور پھٹکار سننا۔ کہاں، کس جگہ۔ صدقہ سے یہاں خیرات بخشش مراد ہے۔

شرح

اے حبیب خدا اور امت کے مونس و غمخوار آپ کے دیئے ہوئے نوالوں سے ہم نے پرورش پائی ہے۔ غیروں کی

ٹھوکروں پہ نہ ڈال ہم آپ کی خیرات چھوڑ کر غیروں کی ملامت ڈانٹ پھٹکار سننا گوارا نہیں کرتے اور ہم ہمیشہ آپ ہی کے در سے لگے رہنا چاہتے ہیں۔

فائدہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں درحقیقت قرآن پاک کی بہت سی آیتوں اور متعدد احادیث مبارکہ کے مفہوم کو بڑے انوکھے اور نرالے انداز میں بیان فرمایا ہے۔متعدد روایات سے واضح ہے کہ دنیا میں جس کسی کو جو نعمت یا ٹکڑے مل رہے ہیں یہ سب حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے کیونکہ بقول شاعر ہمارا تو عقیدہ ہے

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

یعنی دین و دنیا کی ہر شے کے مالک ومختار سید الانبیاء علیہ السلام ہیں اور اگر دنیا میں کسی کو روٹی نصیب ہوتی ہے تو یہ بھی درِ مصطفیٰ کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور جو حضور ﷺ کے در پر پہنچتے ہیں ان کا پھر دنیا و آخرت میں ایک بلند ترین مقام ہوتا ہے۔بقول شاعر

ان کے در پہ پلنے والے اپنا آپ جواب
کوئی غریب نواز ہے کوئی داتا لگتا ہے

حوالہ جات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے وہی فرمایا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے فرمایا صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱)ابن قیم نے کہا کہ

ان كل خير نالة امة فى الدنيا و الآخرة فانصانالة على يده ﷺ. (مطالع المرات صفحہ ۳۳)

دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی حضور ﷺ کی امت کو آپ کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔

(۲)علامہ ابن حضر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الجواہر المنظم میں لکھتے ہیں

هو ﷺ خليفة الله الاعظم الذى جعل خزائن كرمه وهوائد نعه طوع يديه و ارادة يعطى من يشاء.

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خون سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کردیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں ﷺ

خوار وبیمار خطا وار گنہگار ہوں میں
رافع ونافع وشافع لقب آقا تیرا

حل لغات

خوار، فارسی میں واؤنہیں پڑھا جاتا۔ذلیل ورسوا، بدکار، بُرے کام کرنے والا۔خطاوار،قصوروار۔گہنگار، مجرم۔ رافع، بلند کرنے والا،عزت دینے والا۔نافع،نفع دینے والا،شفاء بخش۔شافع،شفاعت کرنے والا،سفارش کنندہ۔لقب، وہ نام جو اچھائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔آقا، فارسی لفظ ہے مالک وحاکم کو کہا جاتا ہے۔

شرح

لف نشر مرتب ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بارگاہ حبیب کبریا ﷺ میں عرض کی کہ اگر میں خوار ہوں تو اے حبیب ﷺ آپ رافع عزت بخشنے والے ہیں اگر میں بیمار ہوں تو آپ شفاء بخشنے والے ہیں اگر میں خطاوار ہوں اور گنہگار ہوں تو آپ شفیع المذنبین ہیں۔

رافع

حضور سرورِ عالم ﷺ کا یہ اسم مبارک آپ کے ان کمالات کا ترجمان ہے جو آپ نے دنیا والوں کو پستی سے نکال کر ایسا بلند فرمایا کہ جس پر نوری و ناری مخلوق ہر دونوں رشک کناں ہیں جو بھی آپ کے دامن کو لپٹا تھا تو سمندر بن گیا خاک تھا تو گوہر بن گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے ایک تاجر تھے لیکن دامنِ مصطفی ﷺ کی برکت سے صدیق اکبر اور بعدالانبیاء افضل وبرتر بنے ،سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے صرف ایک دلیر انسان مشہور تھے لیکن حضور ﷺ نے انہیں فاروقِ اعظم بنادیا،سیدنا عثمان صرف عرب کے ایک مالدار معروف تھے لیکن حضور ﷺ نے انہیں ذوالنورین بنادیا ،سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیر خدا بنادیا۔ایسے ہی ہر صحابی کو وہ مرتبہ بخشا کہ کوئی غوث،قطب،مجتہد،مفسر اور اعظم ان میں سے کسی ایک کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا بلکہ جسے بھی آپ سے کچھ نسبت ہوگئی اس کی ہمسری ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔آپ کی امت کے اولیاء جیسے اولیاء کہاں،آپ کے ملک جیسا ملک کہاں بلکہ آپ کی امت کو بھی وہ رفعت ملی کہ اس میں شمولیت کی تمنا انبیاء علیہم السلام کو تھی اب بھی اسے رفعت اور بلندی نصیب ہے جو آپ کا نام لیوا ہے آپ سے ہٹ کر لاکھوں سال عبادت کرے وہ نہ صرف خوار وذلیل ہوگا بلکہ جہنم کا ایندھن اور ابوجہل کا ساتھی ہوگا۔

نافع

یہ اسم مبارک ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ کو ہی سجتا ہے اس لئے کہ آپ کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں اور رحمت سے نفع ہی نفع ہوتا ہے باقی جتنا نافع ہیں وہ آپ کے طفیلی ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے درجنوں چیزوں کو قرآن مجید میں نافع بتایا ہے مثلاً پند وموعظت

وذکرفان الذکری تنفع المؤمنین.

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔(پارہ ۲۷،سورۃ الذریت،آیت ۵۵)

(۲)کشتی۔

والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس.

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔(پارہ ۲،سورۃ البقرہ،آیت ۱۶۴)

(۳)صدق۔

یوم ینفع الصادقین صدقھم.

ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔(پارہ ۷،سورۃ المائدۃ،آیت ۱۱۹)

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کا نفع اتنا عام ہے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ہر فرد آپ کے نفع کے بغیر رہ نہیں سکتا کیونکہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا آپ کی رحمۃ للعالمینی سے ہژدہ ہزار عالم بہرہ افروز ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کردے کہ ہے
محو واثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

حل لغات

بھلی کردے،اچھی اور نیک کردے۔محو،بمعنی مٹانا اور اثبات،ثابت کرنا۔دفتر،فارسی لفظ بمعنی حساب اور عدالت کے کاغذات کا مجموعہ یہاں پر لوحِ محفوظ مراد ہے۔کڑوڑا اردو لفظ ہے بمعنی اختیار و قبضہ۔

شرح

اے بگڑی بنانے والے آقا اگر میری قسمت میں دنیا یا آخرت کی کوئی برائی لکھی ہو تو برائے کرم اسے اچھائی اور نیکی سے تبدیل کر دیجئے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ بُرائی کو اچھائی سے تبدیل فرما سکتے ہیں اس لئے کہ خالقِ کائنات کی تقدیریں اور قسمتیں اور دیگر ہر چیز مکتوب ہے۔

قرآن مجید

یمحوا اللّٰہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب. (پارہ۱۳، سورۃالرعد، آیت ۳۹)

اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آیت ہذا سے اہل سنت نے تقدیر ٹالنے کا استدلال فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی عرض پر تقدیر تبدیل فرما دیتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے

الدعاء یرہ القضاء. (مشکوٰۃ شریف)

دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کے لئے فرماتا ہے

لئن سئالنی لاعطینہ ولان استعاذنی لاعیذنہ. (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ وغیرہ)

اگر مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور ضرور دوں گا اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور ضرور پناہ دوں گا۔

(۳) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

لو اقسم علی اللہ لا برہ

کہ اگر نیک بندے اللہ پر کسی بات کی قسم ڈالیں تو اللہ ضرور ہر حال میں پوری کر دیتا ہے۔

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی تین قسم ہیں (۱) مبرم (۲) معلق (۳) معلق شبیہ بالمبرم۔ مبرم کبھی نہیں ٹلتی اگر کوئی محبوبِ خدا اس کے متعلق بارگاہ میں عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض یعنی نہ مانگنے کا حکم فرما دیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط علیہ السلام سے عذاب ٹلنے کی عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ قدجاء امر ربک. (پارہ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۷۶)

تقدیر معلق کے ٹلنے میں کسی کو اختلاف نہیں تقدیر معلق شبیہ بالمبرم میں وہابیہ و دیوبندیہ کا اختلاف ہے۔ ہم جب

کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم ٹل جاتی ہے تو اس سے یہی تقدیر مراد ہوتی ہے۔

(تفصیل فقیر نے صدائے نوح شرح مثنوی) میں لکھ دی ہے اور تقدیر مبرم کے ٹالنے کا دعویٰ اولیائے کرام کو ہے۔

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات شریف صفحہ ۲۱۷ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ

کسے را مجال نیست مبرم راتبدیل بدهد مگر مرا که اگر خواهم آنجاهم تصرف می کنم مردوان ازیں قول تعجب بسیار میکر دند و استبعاد مے فرمودند۔

تمنائے مبرم میں کسی کو مجال نہیں ہے مگر مجھے حق حاصل ہے اگر چاہوں میں اس میں بھی تصرف کروں۔ اس بات سے بہت تعجب فرماتے تھے اور بعید از فہم تصور فرماتے تھے۔

یہ بات بہت مدت تک اس فقیر (مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اس فقیر پر (شیخ عبدالقادر جیلانی) کے قول کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوحِ محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوحِ محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات بھی اسی قسم پر موقوف ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علےٰ عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ و مشاھدتہ. (بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ و قلائد الجواہر صفحہ ۲۶ و نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ ۸۵ و تفریح الخاطر صفحہ ۴۶)

مجھے اپنے ربِ جلیل کی عزت و عظمت کی قسم میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت لوگ پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوحِ محفوظ پر ہوتی ہے میں اللہ تعالیٰ کے علوم اور مشاہدات کے سمندروں میں تیرنے والا ہوں۔

اولیاءِ کاملین کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

از چه محفوظ است محفوظ از خطاء

بلکه پیش اززادن توسالهاء

دیده باشندت بچندیں حالهاء

لوحِ محفوظ اور تقدیر کی تفصیل فقیر کی کتاب ''لوحِ محفوظ'' میں ہے۔

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میرا تیرا

حل لغات

میل (بالفتح) اردو لفظ ہے بمعنی وہ مٹی وغیرہ جو بدن پر جم جائے ہم میل کچیل کہا کرتے ہیں یہاں دل کی سیاہی اور حجابات مراد ہیں۔ دل میلا نہ کرنا، اس سے دل کا رنج اور حزن و ملال میں نہ ڈالنا اور بات نہ ٹالنا مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ کے لاڈلے محبوب اور امت کے غمخوار ﷺ اگر آپ چاہیں تو میرے دل کا رنج و حزن و ملال صاف ہو جائیگا کیونکہ آپ کی مرضی اور ارادے کے متعلق خداوند قدوس ہر کام کر دیا کرتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ رنجیدہ خاطر کبھی نہیں کرتا لہٰذا رنج و غم حزن و ملال سے میرا دل پاک صاف فرما دیجئے۔

قرآن مجید

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے مصرعہ ثانی آیت ذیل کے مطابق ہے تفاسیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے تو یہ آیت اتری

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضھا فول وجھک شطر المسجدالحرام.

(پارہ ۲، سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

فائدہ

آیت نے صاف بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبلہ تو بدل دیا لیکن محبوب ﷺ کا دل میلا نہ کیا۔

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولانبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیته.

(پارہ ۲۲، سورۂ الحج، آیت ۵۲)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے

میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔

شانِ نزول

جب سورۃ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے بھی غور کرسکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے۔ جب آپ نے آیت ومناة الثالثة الاخرىٰ پڑھ کر حسبِ دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی۔ جبرائیل امین نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور ﷺ کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

آیت مذکورہ بالا میں امنية بمعنی قراۃ ہے جن بدبختوں نے آرزو اور تمنا لیا ہے انہیں لغویاتِ قرآنیہ سے ناواقفیت ہے۔ المفردات و تفسیر روح المعانی و روح البیان وغیرہ جملہ مفسرین نے امنية بمعنی قراۃ لیا ہے مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر "روح البیان" ملاحظہ ہو۔

کس کا منہ تکیئے کہاں جایئے کس سے کہیئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

حل لغات

کس کا منہ تکیئے (اردو) حسرت و مایوسی سے کس کی صورت دیکھی جائے۔

شرح

اے آقائے کائنات اور بندہ پرور نبی ﷺ آپ کو چھوڑ کر کس کی صورت دیکھی جائے اور اپنے مصائب و آلام کسے بیان کریں اور کدھر جائیں اور جائیں تو سوائے یاس اور نا امیدی کے کچھ حاصل نہ ہوگا آپ کا یہ نکما غلام آرزو رکھتا ہے کہ آپ ہی کے قدموں پر جان دے دے ورنہ نمک حرامی اور غداری ہوگی۔

قرآن مجید

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم الخ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

کے حکم پر ہم سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہیں نہیں جاسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ہر مراد کی

تحصیل کے لئے بارگاہِ رسول ﷺ کے سوا کہیں نہیں گئے۔ چند نمونے حاضر ہیں۔

زمانۂ طفولیت میں

(۱) ایک دفعہ ابو طالب نے حضور ﷺ کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی تو حضور ﷺ کی برکت سے فوراً قبول ہوئی تھی چنانچہ عرفطہ بن حباب صحابی اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ قریش نے کہا اے ابو طالب جنگل قحط زدہ ہوگیا اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں تو آ اور بارس کے لئے دعا کر۔ ابو طالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریکی ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہوگیا ہو اور اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ پس ابو طالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی اس لڑکے (محمد مصطفیٰ ﷺ) نے التجا کرنے والے کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا اشارہ کرنا تھا کہ بادل چاروں طرف سے آنے لگے اور مینہ برسا اور بہت برسا۔ جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور شہری و بدوی خوشحال ہوگئے اس بارے میں ابو طالب کہتا ہے

وابیض لیستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ الارامل. (ابن عساکر)

اور گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے نزولِ باراں طلب کیا جاتا ہے اور جو یتیموں کے ملجاء و ماویٰ اور رانڈوں اور درویشوں کے نگہبان ہیں۔

(۲) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ ﷺ وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے لبیک کہا پھر لبیک لبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار "نصرت ، نصرت ، نصرت" تیری مدد کی گئی......... فرماتے سنا حضور اکرم ﷺ وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے سنا کہ حضور کلام فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے تین روز کے بعد عمرو بن خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سواروں کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آیا جو کچھ گزرا اس کی آپ کو خبر دی۔

فائدہ

اس قسم کے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب "ندائے یارسول اللہ ﷺ" میں درج ہیں اہل ذوق اس کا مطالعہ فرمائیں۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

حل لغات

جماعت، گروہ اس سے اہل سنت و جماعت مراد ہے۔ پھرتا ہے، واپس لوٹتا ہے۔

شرح

ایک رسولِ عربی ﷺ آپ نے ہی ہمیں مذہب اسلام کی ہدایت فرمائی اور مسلک حق اہل سنت و جماعت سے آگاہی بخشی۔ آپ بڑے ہی کریم ہیں اور کریم کبھی اپنا عطیہ واپس نہیں لیتا یعنی ہمیں اسی مسلک حق اور مذہبِ اہل سنت پر ثابت قدم رکھئے۔

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وکنتم علی شفاحفرۃ من النار فانقذکم منھا۔

اورتم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچادیا۔ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۳)

فائدہ

فانقذکم کی ضمیر کا مرجع بعض مفسرین نے حضور ﷺ کو بنایا ہے۔

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

حل لغات

تلخ (فارسی) لفظ ہے کڑوا۔ ستم تلخ بمعنی بہت شدید مصیبت و آفت۔ زہرابہ (فارسی) لفظ ہے اور مرکب ہے زہر اور آب سے زہریلا پانی اور اس کے ساتھ ہائے مختفی لگی ہے ہائے مختفی وہ کہلاتی ہے جو اپنے ماقبل حرف پر حرکت ظاہر کرے اور خود اس کو واضح طور پر نہ بولا جائے بخلاف ہائے ہوز کے اس لئے کہ وہ خود ظاہر کر کے پڑھی جاتی ہے۔ ناب (بمعنی خالص اصلی) زہرابۂ ناب بمعنی زہر آلود پانی۔ کون لا دے مجھے یعنی کوئی لا کر دے۔ تلووں تلوا کی جمع تشریح گزر چکی ہے۔ غسالہ (عربی) لفظ ہے دھوون یعنی وہ پانی جس سے منہ ہاتھ یا جسم دھویا گیا ہو۔

شرح

اے مصیبت زدوں کے کام آنے والے میں سنتا ہوں کہ موت ایک بہت بڑی مصیبت آفت ہے خالص زہر آلود

پانی کا گھونٹ ہے جس کی مصیبت کو آرام میں اور زہریلا پن کو مٹھاس میں زمانہ کی کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔ سوائے ایک چیز کے اور وہ ہے آپ کے تلوؤں اور پیروں کا غسالہ یعنی دھوون میرے دل کی حسرت یہ ہے کہ آپ کے تلوؤں کا دھوون کوئی مجھے لا کر قبر میں دے دے تا کہ موت کی سختی اور تلخی دور ہو جائے۔

عقیدۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موت کی سختی تو سب کو معلوم ہے لیکن جس خوش بخت کو رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ کرم نصیب ہو جائے اس کے لئے موت ''ریحانة الجنة'' (حدیث) ہے اسی لئے اسلاف اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موت کی گھڑی کے لئے حبیب خدا ﷺ کے تبرکات ساتھ رکھنے کی وصیت فرماتے تھے اور عقیدہ یہی تھا کہ ان تبرکات کی برکت سے موت اور قبر اور حشر میں چین نصیب ہو گا۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ اُم سلیم (والدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ اُٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک سُک (ایک قسم کی خوشبو ہے) میں ملا دیتیں۔ حضرت ثمامہ کا قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سُک میں سے کچھ میری حنوط (کافور وصندل جو مردے کے کفن پر اور جسم پر مل دیا جاتا ہے) میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (بخاری شریف، کتاب الاستیذان)

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ فی ذکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مزید واقعات فقیر کی کتاب ''البرکات فی التبرکات'' اور ''الاصابہ فی عقائد الصحابہ'' میں پڑھئے۔

دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گزری
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

حل لغات

کیا جانئے، اردو محاورہ ہے جو واللہ اعلم کے مطابق بولا جاتا ہے یعنی خدا جانے۔ پہ، اُردو لفظ ہے پر بمعنی علیٰ ہے۔

کیسی گزری، کیسے بیتے کیا مصیبت آئے۔ در، فارسی لفظ ہے دروازہ، در بار۔ بیکس۔ بے یارومددگار، تنہا اکیلا۔

شرح

اے شہنشاہ عالم ﷺ آپ سے دوررہ کرنا معلوم کس طرح بیتے اور کیا کیا مصائب آئیں لہٰذا آپ کا بے یارومددگار امتی (جس کا آپ کے سوا کوئی نہیں) آرزو کرتا ہے کہ آپ ہی کے درِاقدس پر مرمٹے تا کہ ہمیشہ کے لئے چین وسکون نصیب ہو۔

مدینہ پاک میں مرنے کی آرزو

اس شعر میں امام اہل سنت مدینہ پاک میں موت کی آرزو کرر ہے ہیں کیونکہ مدینہ ہی مسلمان کا اور اس کے اسلام و ایمان کا ملجاؤ ماویٰ ہے۔

موت مدینے کی

(۱) مدینہ پاک میں مرنے کی ترغیب خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے یوں دی

من مات بالمدینه کنت له شفیعاً مایوم القیمة. (خلاصۃ الوفاء)

جو مدینہ پاک میں مرے گا تو قیامت میں میں اس کی شفاعت کرونگا۔

(۲) فرمایا حضور ﷺ نے

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بهافانی اشفع من یموت بها.

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں مرے اس لئے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی خصوصی شفاعت کروں گا۔

ایک روایت میں ہے

فانی اشهدمن یموت بها.

میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

(۳) فرمایا حضور ﷺ نے

من استطاع ان یموت بالمدینة فانه من یمت بها اشفع له واشهدله.

جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں آکر مرے کیونکہ جو یہاں مرتا ہے میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

درحقیقت مدینہ شریف میں موت کا آنا بڑے بلند ترین مقدر ونصیب کی بات ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تازہ بخشند خدائے بخشندہ

مدینہ شریف ایک ایسا مقدس مقام ہے جو اسلام کا مرکز ومنبع اور ملجا ومرجع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ غریبوں میں رہا ہے اور قربِ قیامت میں جب اپنے مرکز کو واپس لوٹے گا تو غریبوں میں ہی سے واپس لوٹے گا۔ اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ مرکز سے مراد مدینہ طیبہ ہے یہ شہر وہ مبارک شہر ہے جس کے متعلق خود حضور ﷺ نے فرمایا

المدینۃ خیر من مکۃ.

مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں پڑھیئے۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حل لغات

تیرے صدقے یعنی آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اک ایک کا مخفف ہے۔ بوند بمعنی قطرہ۔ اچھوں، اچھا کی جمع، نیک لوگ۔ جام، پیالہ شرفاء کے پینے کا گلاس۔ چھلکتا بمعنی لبالب بھرا ہوا، لبریز۔

شرح

اے دو جگ کے داتا ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے تو اس روز آپ کی صرف ایک بوند کافی ہوگی قیامت کے دن جب کہ نیک لوگوں کو آپ کے دست مبارک سے بھرا ہوا ایک پیالہ ملے گا۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انا اعطینک الکوثر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)

کوثر سے مراد بقول مفسرین یا تو حوضِ کوثر ہے یا خیر کثیر اور سید المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر کثیر ہی مراد ہے کیونکہ خیر کثیر میں حوضِ کوثر بھی آجاتا ہے اور دیگر دین و دنیا کی تمام چیزیں بھی شامل

ہوجاتی ہیں بہر حال اس ترجمہ وتفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر کے مالک ومختار ہیں۔

احادیث مبارکہ

متعدد احادیث شریفہ سے واضح ہے کہ جس کو حوضِ کوثر سے ایک پیالہ مل گیا وہ محشر میں پھر ہرگز پیاسا نہ ہوگا۔ایک حدیث پاک میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یا تو میں پلصراط کے مقام پر موجود ہوگا جہاں اپنی امت کو پار لگانے کے لئے رب کی بارگاہ میں مصروفِ بدعا ہوگا۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

رضؔا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر آپ وہاں موجود نہ ہوں تو پھر کہاں تلاش کریں فرمایا کہ پھر میں میزان کے پاس ہوں گا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے یعنی وہاں پر میں اپنی امت کے اعمال تولنے کی گویا نگرانی کروں گا۔صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ اگر ہم آپ کو وہاں بھی نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ پھر میں حوضِ کوثر پر ہوں گا اور اپنی امت کو کوثر کے پیالے بھر بھر کر پلاتا ہوں گا تو اس شعر میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ یارسول اللہ قیامت کے دن آپ لوگوں کو بھر بھر کر جامِ کوثر پلائیں تو اس دن مجھے تو آپ کی جانب سے اگر ایک بوند بھی عطاء ہوجائے تو وہی کافی ہوگی۔مقصد یہ ہے کہ جب آپ مجھے ایک بوند عطا فرمائیں گے تو لازمی طور پر آپ کی توجہ میری جانب ہوجائے گی تو میرا بیڑا ہی پار ہوجائے گا کیونکہ جب آپ کی توجہ ہوگی تو گویا پھر رب کی توجہ بھی خودبخود میری جانب ہوجائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صرف آپ کی رضا کا طلب گار ہے۔جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے

ولسوف یعطیک ربک فترضی. (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی میں ہے

.........................ارضاک یامحمد.

اے محبوب ﷺ ساری دنیا تیری رضا چاہتی ہے اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

گویا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے تو ایک حدیث پاک میں آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا

من رانی فقدرای الحق

کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے رب کو دیکھا۔

ایک شعر میں کسی شاعر نے اسی حدیث پاک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یارسول اللہ

خدا کا کرلیا ہم نے نظارہ یا رسول اللہ

اسی ساری تشریح و تفصیل کی روشنی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ شعر کو ایک بار پھر پڑھیں تو حقیقت یہ ہے کہ روح وجد میں آجائے گی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ آپ کی شاعری قرآن وحدیث کا ترجمہ ہے اور آپ کا ایک ایک شعر اس کا مظہر اتم ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ "کلام الامام" ہیں اور پھر فوراً ہی یہ تاثر ذہن میں ابھرتا ہے کہ آپ "امام الکلام" ہیں۔ طبور تحدیث نعمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شعر میں خود ارشاد فرماتے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ازالہ وہم

حضور نبی پاک ﷺ مظہر اتم ہیں اس لئے آپ کا دیدار حق کا دیدار ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ عین ذات ہو گئے جیسا کہ بعض جہال نے سمجھ رکھا ہے اور دیدار نبوی بھی ایک حقیقت ہے اس کا انکار بھی بعض جاہلوں کو تو ہے لیکن اہل حق کا حق مذہب یہی ہے کہ آپ کا دیدار ایک یقینی امر ہے۔

حرم و طیبہ وبغداد جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

حل لغات

حرم، مکہ مکرمہ۔ طیبہ، مدینہ منورہ۔ بغداد (فارسی) لفظ ہے۔ باغ داو کا مخفف ہے انصاف کا باغ، عراق میں ایک

باغ تھا جہاں پر نوشیرواں کی کچہری لگتی تھی ۔ جدھر کیجئے نگاہ، جس طرف دیکھا جائے جہاں کہیں غور کیا جائے۔
جوت (اردو) لفظ ہے۔نور، شعاع عکس پڑتی ہے واقع ہوتی ہے۔نور ہے چھنتا یعنی ہر طرف نور ظاہر ہوتا ہے۔

شرح

اے نورِ مجسم، باعث جملہ عالم ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بغدادِ مقدس ان تمام جگہوں میں جہاں کہیں جس طرف نگاہ کی جائے آپ ہی کا نور پاک نظر آتا ہے آپ کے نور سے تمام جہان بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔اس میں حضور ﷺ کے ان فیوض وبرکات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی تشریف آوری سے کعبہ معظّمہ پر مدینہ طیبہ پھر بغداد پھر وہاں سے جملہ عالم منور وتاباں ہوا۔ سب کو معلوم ہے حضور نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حرم (کعبہ معظّمہ مکہ معظّمہ) کی حالت کیا تھی اس کی مختصر تشریح عرض کی جاتی ہے۔

کعبہ کیا ھے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما اصل طینۃ ﷺ من سرۃ الارض بمکۃ یعنی الکعبۃ.

نبی پاک ﷺ کا خمیر مبارک زمین کی ناف یعنی کعبہ کی جگہ سے لیا گیا۔

لماخاطب اللہ السموات والارض بقولہٖ ائتیاطوعاًاو کرھاً(الایۃ)اجاب من الارض موضع الکعبۃ ومن السماء مایحاذیھا فالمجیب من الرض درتہ ﷺ ومن الکعبۃ وحیث الارض.

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو ائتیاء طوعاً او کرھاً (آؤ خود بخود یا مجبوراً) کا خطاب فرمایا تو زمین کے اس خطہ نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور آسمان کی اس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مقابل ہے یعنی کعبہ سے اسی خمیر نے جواب دیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کا جسد تیار ہوا اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔"

مدفن مدینہ کیوں

روایاتِ مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مدفن مکہ معظّمہ ہو لیکن آپ کے خمیر کو طوفانِ نوح علیہ السلام کی موج سے اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے (کذا قال المحققین) اسی وجہ سے یہ شہر تمام شہروں سے افضل ہے جیسے مقامِ کعبہ تمام مقامات سے افضل ہے صرف اسی لئے کہ وہ جو ہر خمیر کی پہلی قرار گاہ ہے۔

اس کی مزید تفصیل وتشریح اور سوال وجواب کے لئے فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حل لغات

سرکار (فارسی) شاہی دربار، عدالت۔ لاتا ہے (اردو) پیش کرتا ہے۔ رضاؔ (عربی) شاعر محتشم کا تخلص ہے جو نامِ مبارک کا ایک جز ہے کیونکہ آپ کا اسمِ گرامی احمد رضا ہے۔ شفیع (عربی) سفارش کرنے والے والا، بخشوانے والا۔ غوث (عربی) مددگار، فریادرس۔ لاڈلا (اردو) پیارا نازونعمت میں پلا ہوا۔ بیٹا (اردو) فرزند.......

شرح

اے فرمانروائے عرب وعجم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے جناب کے شاہی دربار میں رضا ایک مقدس ذات گرامی صفات کو پیش کرتا ہے اور وہ سیدنا حضرت غوث الاعظم بغدادی علیہ الرحمۃ کی ہستی پاک ہے جو کہ آپ کے فرزند جلیل ہیں (اس لئے کہ غوثِ پاک امام حسن اور امام حسین کی اولاد ہیں اور یہ دونوں حضور کی ذات میں سے ہیں اس لئے آپ نجیب الطرفین سید ہیں) اور وہ میرے مددگار اور فریادرس ہیں۔ اس شعر میں میرا غوث اور لاڈلا بیٹا تیسرا میں عجیب وغریب تعریض کے ساتھ ساتھ نہایت لطیف انداز میں فریاد کی گئی ہے جس کی لطافت وخوبی کو اہل دانش ہی جان سکتے ہیں۔

وصل دوم در منقبت

آقائے اکرم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت۲

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حل لغات

واہ، کلمہ تحسین ہے اس کی تشریح پہلے مصرعہ میں گزر چکی ہے۔ مرتبہ بمعنی درجہ، منزل۔ غوث (عربی) لفظ ہے مددگار غوث کے درجہ پر قائد المرام جو ولایت کا نہایت بلند درجہ ہے۔ جناب سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔ بالا بمعنی بلند۔ اونچے اونچوں بالترتیب واحد وجمع ہے، عالی مرتبہ لوگ۔ قدم (عربی) پاؤں مبارک اعلیٰ بہت اونچا۔

شرح

اے غوث الاعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا

ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء واقطاب وابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

تحقیق قدم

آنے والے شعر میں فقیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مبارک ''قدمی ھذا علیٰ رقبۃ الخ'' کی تحقیق عرض کرے گا یہاں صرف لفظ قدم کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ (قدم) مشہور لفظ ہے تو یہاں پر قدم سے کشفی حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے کہ جب شبِ معراج حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاندھے پر سوار کرکے حضور ﷺ کو عرشِ معلیٰ تک پہنچایا تو اس وقت بظاہر (عالم ارواح) میں اونچے اونچوں کے سروں سے آپ کا قدم بلند اور اونچا تھا اور اس میں اونچے اونچوں کی توہین مطلوب نہیں بلکہ غوثِ اعظم کی رفعتِ شان کا اظہار مقصود ہے یا قدم سے بلند قدری اور عظمت ولایت مراد ہے اور یہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ آپ کی عظمت اولیاء میں ایسے ہے جیسے انبیاء میں ہمارے نبی پاک ﷺ جیسے ایک شعر مشہور عام ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء

چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء علیہ السلام

انتباہ

اس وقت اولیاء رحمہم اللہ سے (صحابہ کرام واہل بیت عظام اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مستثنیٰ ہوں گے۔ اس لئے کہ عرف میں اولیاء کا اطلاق ان کے ماسوا پر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ)

اور اس سے کبھی بھی اہل سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاطلاق ماسوی مذکورین کے تمام اولیاء کرام سے افضل بلکہ سب پر آپ کا فیض بلکہ جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو کسی ولی اللہ کو ولایت نہیں نصیب ہوتی اس کی تحقیق ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

یاد رہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بزرگی نہ صرف ہم زمان یا اہل ارض کے لئے ہے بلکہ عالمِ اسلام کے جملہ اولیاء کرام پر ثابت ہے چنانچہ حضرت شیخ ابو الغنائم مقدام البطائحی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے پاس چار اشخاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا جب یہ حضرات اُٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ ان سے اپنے لئے دعا خیر کراؤ۔

میں مدرسہ کے صحن میں ان سے جا ملا اور اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا تم

بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک ایسے غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر فضل وکرم فرمائے گا۔ دیگر اولیاء کرام کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے تابع و فرمان ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے اور یکدم نظروں سے غائب ہو گئے میں آپ کی خدمت میں متعجب ہو کر واپس ہوا آپ نے قبل اس سے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ارشاد فرمایا کہ میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا حضور یہ کون لوگ تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کوہ قاف کے رؤسا تھے اور اب وہ اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے ہیں۔ (الجوہر صفحہ ۱۹)

اور قدم اعلیٰ کے مقام کا کیا کہنا اس کے متعلق آپ کے ہم زمانہ ایک ولی کامل حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے "قدمی ھذاہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ" فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء الرحمان نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرفِ تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے "قدمی ھذاہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ" فرما رہے تھے۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حل لغات

بھلا، کلمہ تعجب بمعنی کیا خوب ہاں کوئی کیا جانے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیسا، یعنی کن وصفوں کا۔ اولیاء، ولی کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کو ولایت جیسا بلند درجہ ملا ہو۔ ملتے ہیں (اردو) مس کرتے ہیں، رگڑتے ہیں۔ تلوا یعنی پنجہ اور ایڑی کے درمیان والی جگہ۔

شرح

اے امام الاولیاء والاقطاب آپ کے مبارک سر کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس میں کون کون سے اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے امانت رکھے ہیں اور کتنا بلند و بالا اور عزت کمال والا ہے کیونکہ آپ کے پیروں تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ولی لوگ آپ کے پیروں کے تلووں سے حصولِ سعادت کی خاطر اپنی آنکھیں مس کرتے رہتے ہیں۔

رقاب اولیاء تحت قدم غوث الوریٰ کی تحقیق

اس شعر میں

قدمی ھذاہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

کی طرف اشارہ ہے جب آپ کی ولایت ومحبوبیت کا شہرہ ہوا تو بحکم حق تعالیٰ آپ نے برسرِ منبر فرمایا

قدمی ھذاہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ

اس وقت آپ کی مجلس میں پچاس اولیائے کاملین موجود تھے جس کی تفصیل آتی ہے۔ جب آپ نے مذکورہ بالا کلمہ فرمایا تو تمام اولیاء نے فوراً گردن جھکادی اور جہاں جہاں جس جس شہر میں اولیاء اللہ تھے سب نے اپنی اپنی گردن جھکائی او رکہا "امنا و صدقنا یا ابن رسول اللّٰہ" کہنے لگے۔

اے نورِ دیدۂ مصطفیٰ برتو شود جانم فدا

دارم تمنا ہرزمان مشتاق دیدارِ توام

تودارم ہر سحر اے بادشاہ نامور

نامت کنم ورد زبان مشتاق دیدار توام

اے نورِ دیدہ مصطفیٰ ﷺ آپ پر میری جان فدا ہر لحظہ تمنا رکھتا ہوں اور ہر آن تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ اے بادشاہ نامور ہر سحر کو تمہیں یاد کرتا ہوں تیرے نام کا ورد کرتا ہوں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔

سوال

لفظ ولی اللہ تو صحابی پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللّٰہ ولی الذین امنو اودیگر آیتِ قرآنیہ پر تو حسبِ قول مذکور چاہیے کہ آپ کا قدم اصحابِ کرام کی گردنوں پر بھی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب

متاخرین کے عرف ومحاورہ میں ولی اللہ ماسویٰ صحابی پر بولا جاتا ہے اور شرعی مسائل کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔

شبِ معراج روح غوثِ اعظم کی حاضری

شب معراج روحِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

غوثِ اعظم کے کاندھے پر

حضرت سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کی طرح نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا جو شبِ معراج اُٹھایا۔

(تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۳ اوسلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار صفحہ ۵۵)

خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

لماعرج بجدی ﷺ لیلة المرصاد وبلغ سدرة بقی جبریل الامین علیه السلام متخلفاً و قال یامحمد لودلوت انملة لاحترقت فارسل الله تعالیٰ روحی الیه فی ذالک المقام لا ستفادتی من سید الانام علیه وعلیٰ آلهٖ الصلوٰة والسلام فتشرفت به واستحصلت علی النعمة العظمی والورثة والخلافة الکبریٰ وحضرت واوجدت بمنزلة البراق حتی رکب علی جدی رسول الله ﷺ وعنانی بیدهٖ حتی وصل فکان قاب قوسین اوادنی وقال لی ، یاولدی وحدقة عینی قدمی هذهٖ علیٰ رقبتک وقدماک علیٰ رقاب کل اولیاء الله تعالیٰ. (تفریح الخاطر)

جب میرے جدامجد حضور سرورِ عالم ﷺ کو معراج ہوئی اور سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے تو جبرئیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی اے محمد ﷺ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور ﷺ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمۃ عظمٰی اور وراثت وخلافت کبریٰ سے بہرا ندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتی کہ مقامِ قاب قوسین او ادنٰی پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا

میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاءاللہ کی گردن پر۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حل لغات

کیا دبے، یعنی نقصان نہ اُٹھے، شکست نہ کھائے۔ حمایت، طرفداری، نگہبانی۔ پنجہ (اردو) لفظ ہے، ہاتھ، چنگل دنیا بمعنی مغلوب ہونا، ہار جانا، مرعوب ہونا۔ شیر مشہور درندہ جسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ خطرے میں لاتا نہیں، یعنی پرواہ

نہیں کرتا۔

شرح

اے قدرت وطاقت والے غوث جس شخص کے اوپر آپ کی حمایت وطرف داری کا ہاتھ ہوگا خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو کبھی کسی سے مرعوب ومغلوب نہ ہوگا۔ آپ کے در کا کتا شیر نر کو خاطر میں نہیں لاتا نہایت بے پرواہی سے شیر سے ٹکر لے کر غالب آجاتا ہے میری پشت پر بھی آپ کی حمایت کا ہاتھ ہے مجھے مخالفوں کی مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی مخالف میرے سامنے ہونے سے لرزتے ہیں اور اگر کبھی کوئی بدعقیدہ ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پاش پاش ہوجاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں۔

دو بخشیں

اس شعر میں دو بخششیں ہیں (۱) جسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت حاصل ہو وہ جہان میں نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی بڑے سے بڑا جابر غلبہ پاسکتا ہے۔ (۲) غوثِ اعظم کا کتا شیر ظالم طاقت ور کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

حمایت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی رابطہ اور قلبی عقیدت مضبوط ہو تو آج بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت بطورِ کرامت موجود ہے کیونکہ بقول شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ آپ ان چاروں اولیاء میں ایک ہیں جواب بھی اپنے مزارات میں باذن اللہ تصرف فرمارہے ہیں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرماگئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

مریدی لاتخف اللہ ربی

عطانی رفعۃ نلت المنال

اے میرے مرید! تو مت ڈر اللہ کریم میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی اُمیدوں کو پہنچا ہوں۔

اور فرمایا کہ

انا لکل من عشربہ من اصحابی ومریدی و محبی انی یوم القیمۃ اخذ بیدہٖ.

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، ۱۷، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۹، ۱۰۰، تفریح الخاطر صفحہ ۵۳)

قیامت کے دن تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا

اور فرمایا

وعزۃ اللہ وان یدی علیٰ مریدی کالسماء علی الارض اذلم یکن مرید ی جیداً فانا جید.

مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلالت کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح زمین پر آسمان (کا سایہ) ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔

انتباہ

ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ علیہم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متمتع ہوئے۔ فقیر اُویسی غفرلہ باوجود رابطہ کی کمی کے خوب متمتع ہوا اور ہورہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا اور یومِ آخرت میں اس سے بھی کہیں لاکھ گنا اور زیادہ متمتع ہوگا۔ (انشاء اللہ)

واقعات کی روشنی میں

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت کے واقعات گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ فقیر نمونہ کے طور پر چند حوالے قلمبند کرتا ہے۔

واقعہ

ایک سوداگر جس کا نام ابوالمظفر تھا حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا قافلہ تیار ہے میں ملک شام کو جارہا ہوں سردست سواشرفیاں اپنے ساتھ لے جارہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس موجود ہے دعا کیجئے کہ کامیاب لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کردو ورنہ زبردست نقصان اُٹھاؤ گے ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے اور تم کو قتل بھی کردیں گے۔ سوداگر یہ خبر سن کر بڑا پریشان ہوا اور اسی پریشانی کے عالم میں واپس آرہا تھا کہ راستہ میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے پوچھا کیوں پریشان ہو سوداگر نے سارا قصہ سنادیا۔ آپ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم شوق سے ملک شام کو جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بخریت اور کامیاب لوٹو گے۔ چنانچہ سوداگر ملک شام کو روانہ ہوگیا شام میں اسے بہت سا نفع ہوا اور وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لئے ملک حلب میں پہنچا اور اتفاقاً وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سوگیا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ ڈاکوؤں نے اس کے قافلے پر حملہ کرکے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کرڈالا ہے۔ یہ دہشت ناک خواب دیکھ کر سوداگر خواب سے چونکا تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر اُٹھا تو یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ پر رکھی تھی چنانچہ جھٹ وہاں گیا تو تھیلی مل گئی اور خوشی خوشی بغداد واپس آیا اور اب سوچنے لگا کہ میں پہلے غوثِ اعظم کو ملوں یا شیخ حماد کو؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اتفاقاً بازار

میں حضرت شیخ حماد مل گئے اور دیکھ کر فرمانے لگے پہلے جا کر غوثِ اعظم سے ملو کہ وہ محبوبِ ربانی ہیں انہوں نے تمہارے لئے ستر بار بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیرِ معلق بدلی ہے جس کی میں نے تجھے خبر دی تھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوثِ اعظم کی دعا سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ یہ سنتے ہی سوداگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جن کے روحانی تصرف سے وہ قتل وغارت سے بچ گیا تھا اسے دیکھتے ہی حضور غوثِ اعظم نے فرمایا واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔

غوث کا کتا

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جسے نسبت ہو جائے تو اس سے بڑے سے بڑا طاقتور گھبراتا ہے مثلاً جانوروں میں بہت بڑی طاقت کا مالک شیر ہے یہاں تک اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کتے کے لئے وہ لومڑی بلکہ اس سے بھی کم۔

حکایت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمیشہ شیر کی سواری کرتے اور جہاں تشریف لے جاتے شیر کو گائے کی مہمانی پیش کی جاتی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے بھی حسبِ دستور ان کے شیر کے لئے گائے بھیجی آپ کا کتا بھی اس گائے کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیر نے جب غوثِ اعظم کی گائے پر حملہ تو کتے نے جست لگا کر شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ حضرت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی کہ میں نے جرأت کی کہ آپ کے لنگر سے شیر کی مہمانی طلب کی آپ نے انہیں معاف فرما کر چند روز اپنے پاس رکھا۔ (گلدستہ کرامات ملخصاً صفحہ ۵۸، ۵۹)

لطیفہ از شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ

حضور پیر پٹھان سیدنا شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے

سگ دربار میراں شو چو خواہی قربِ سلطانی

کہ برپیراں شرف وارد سگ درگاہ جیلانی

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "غوثِ جیلانی" میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گائے

انیس القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہو کر کرامت دکھاتے پھرتے تھے۔ حضرت غوثِ پاک

کے پاس بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چھوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضرت غوثِ پاک کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے قریب درگاہ کے ایک گائے چر رہی تھی شیر جوں اس کے قریب گیا فوراً گائے اس کو نگل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی جب حضرت کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہ درویش باہر آئے دیکھا وہاں شیر کا پتہ نہیں بہت متحیر ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے کہیں نہ پایا پریشان ہو کر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا خانقاہ کے دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اس سے جا کر کہو حضرت غوثِ اعظم فرماتے ہیں میرا شیر دے دے وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے گائے نے سنتے ہی فوراً شیر کو اگل دیا اور چلی گئی۔

(غوث الاعظم از مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس) (شرح شرح عقائد)

تجربہ شاهد

من حیث الکرامة ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب یہ کرامت آزمائی جا سکتی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ فقیر کے اسلاف صالحین نے بھی اور فقیر نے بھی آزمایا آپ بھی آزمایئے۔

پیرانِ پیر کی مدد

رنجیت سنگھ کے وقت (دورِ حکومت) کی بات ہے کہ ایک ہندو کا ایک بدعقیدہ مسلمان ہمسایہ تھا بدعقیدہ مسلمان ہندو کی عورت پر عاشق ہو گیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہندو اپنی عورت کو لے کر سسرال جانے کے لئے تیار ہوا۔ بدعقیدہ (مذکور) کو بھی خبر ہو گئی اس نے پیچھا کیا چنانچہ گھوڑا لے کر کسی جنگل میں جا کر انہیں گھیر لیا وہ لوگ (ہندو اور ہندوانی) پیدل تھے اس کے پاس سواری تھی ان دونوں کو مجبور کرنے لگا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ ہندو نے انکار کر دیا پھر کہنے لگا کہ عورت کو بٹھا دو۔ ہندو نے (اس کا بھی) انکار کر دیا اور کہا کہ خواہ مخواہ سفر کی مصیبت جھیل رہے ہو۔ ہندو کی عورت سے کہا عورت نے بھی انکار کر دیا زیادہ تکرار (بحث) کے بعد ہندو بولا کہ تمہارا کیا بھروسہ ہے کہیں عورت کو لے کر نکل نہ جاؤ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ بدعقیدہ (مذکور) نے کہا جنگل میں کون ضمانت دے گا عورت نے کہا کہ جو تمہارا بڑا پیر گیارہویں والا ہے اس کی ضمانت دے دو۔ بدعقیدہ مسلمان نے منظور کر لیا عورت اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ بدعقیدہ (مذکور) نے اس کے خاوند کا سر تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کو دوڑایا عورت پیچھے دیکھے جا رہی تھی۔ بدعقیدہ نے کہا کہ پیچھے کس کو دیکھتی ہے خاوند تو تمہارا کٹ کر مر گیا ہے۔ ہندو عورت نے کہا کہ میں بڑے پیر کو دیکھ رہی ہوں اس (بدعقیدہ) نے کہا کہ اس بڑے پیر کو مرے ہوئے کئی صدیاں گزر

گئیں بھلا وہ کہاں آئے گا۔تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو برقعہ پوش نمودار ہوئے ایک نے بدعقیدہ کا سر اڑایا اور پھر عورت گھوڑا اور برقعہ پوش وہاں آئے جس جگہ ہندو کٹا پڑا تھا اس کا سر دھڑ سے ملا کر "قم باذن اللہ" پڑھا اور وہ ہندو زندہ ہوگیا اور وہ دونوں برقعہ پوش غائب ہوگئے اور میاں بیوی دونوں بسلامت گھر لوٹ آئے۔بدعقیدہ کے وارثوں کے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگ کی عدالت میں استغاثہ دائر کردیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے ہمارا آدمی پیدا کریں یا انہوں نے مارڈالا ہے۔دونوں میاں بیوی نے واقعہ (جنگل کا) بیان کیا اور کہا کہ ان برقعہ پوش میں سے ایک گل محمد نامی مجذوب کی شکل کا تھا گل محمد شاہ کو بلوایا اس نے ماجرا بیان کیا۔رنجیت سنگھ نے مجذوب اور میاں بیوی کو انعام دے کر چھوڑ دیا۔(مقصد زندگی صفحہ ۱۹۶،۱۹۸ مصنفہ خورشید بیگم اہلیہ شیخ نصیرالدین صاحب نمبر ۸/۱۹ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور مصدقہ (شمس الحق افغانی سابق) شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور پاکستان)

نوٹ

اس واقعہ کا تصدیق کنندہ دیوبندی فرقہ کا ایک معتمد مولوی ہے ویسے اصولی لحاظ سے ایسی کرامات کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی کو نہیں ہوسکتا۔اس لئے کرامت الاولیاء حق اسلام کا مسلم ضابطہ ہے۔ہمارے دور کے بعض فرقے صرف اپنے مسلکی تعصب سے انکار کرجاتے ہیں ورنہ انہیں اصول کا انکار نہیں ہونا چاہیے۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

حل لغات

حسینی وحسنی،حضرت امام حسین وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاندانِ اعلیٰ میں آپ نجیب الطرفین یعنی دونوں جانب سے شریف النسب تھے۔آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت امام عالی مقام ابومحمد حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی جانب سے حضرت امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔محی،حیات دینے والا، زندہ کرنے والا۔الدین،اسلام۔محی الدین،اسلام کا زندہ کرنے والا یہ آپ کا لقب ہے۔خضر،مشہور.... جو راستہ بھول جانے والوں کو راستہ پر لگا دیتے ہیں،گمراہوں کو ہدایت دینے والا۔مجمع البحرین،جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں،سنگم۔ چشمہ،پانی کی سوت،منبع۔

شرح

اے غوث الثقلین ومغیث اللوین آپ تو حضرت امامین ہمامین سید الشہداء حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں جنھوں نے اپنے تازہ لہو سے شجرہ طیبہ اسلام کو سینچ کر سر سبز و شاداب فرمایا اپنی زندگی مٹا کر اسلام کو بقاء عطا فرمائی اور ان دونوں حضرات کا خون آپ کے رگ و پے میں رواں دواں ہے۔ پھر آپ محی الدین دین کے زندہ کرنے والے کیوں نہ ہوں اس لئے کہ بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے آپ کا چشمہ فیض و کرم دو دریاؤں کا سنگم ہے وہ دریائے فیضان وعرفان آپ کے اجداد وامجاد حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

نجیب الطرفین

جس خوش بخت کی نسبت نسبی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متصل ہوا سے نجیب الطرفین کہا جاتا ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا

انا نجیب الطرفین

میں نجیب الطرفین ہوں۔

نسب نامہ پدری

شیخ محی الدین، عبدالقادر بن ابوصالح موسیٰ، بن عبداللہ الجیلی، بن یحییٰ الزاہد، بن محمد، بن داؤد، بن موسیٰ الجون، بن عبداللہ (المحض) بن حسن المثنیٰ، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

نسب نامہ مادری

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ الصومعی بن ابو جمال بن محمد، بن محمود، بن طاہر، بن ابوعطاء، بن عبداللہ، بن ابوکمال، بن عیسیٰ، بن ابوعلاؤالدین، بن محمد، بن علی، بن موسیٰ کاظم، بن حضرت امام جعفر صادق، بن امام محمد باقر، بن امام زین العابدین، بن امام حسین، بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

یہود وروافض

آپ کو یہود وروافض کے سوا تمام فرقے نجیب الطرفین مانتے ہیں تفصیل وتحقیق اور یہود وروافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب ''اماطۃ الاذی عن غوث الوریٰ'' میں لکھ دی ہے۔

محی الدین

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیشمار القاب میں سے ایک لقب محی الدین بھی ہے اس کی وجہ تسمیہ خود حضور

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بتائی کہ آپ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب محی الدین کیسے پڑ گیا آپ نے فرمایا ۵۱۱ھ میں برہنہ پا بغداد کی طرف آرہا تھا راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص نحیف البدن متغیر رنگ پڑا ملا۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر نام لے کر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کو کہا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ وصورت صحت مند نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر ڈر گیا اس نے مجھے پوچھا کیا مجھے پہچانتے ہو میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا میں دین جیسے آپ دیکھ رہے تھے میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابل رحم حالت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے از سر نو زندگی بخشی۔

تحقیق أویسی غفرلہ

یہ کوئی کراماتی مقولہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے دین کا حال نہایت کمزور ہو چکا تھا پھر آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے جس طرح عروج کو پہنچا وہ تاریخ کے اوراق الٹنے سے معلوم ہوگا مختصر الفاظ میں فقیر سپردِ قلم کرتا ہے۔

علم غیب نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی اگر اس سے بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لئے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔ (فیض الباری از انور کشمیری)

تصدیق از واقعات

چنانچہ اسی صدی میں امت پر یہ چکی چلی تاریخ کے اوراق چاہد ہیں کہ اسی دور میں اسلام پر زوال وانحطاط عمومی شروع ہو چکا تھا اگر چہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندرونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافت بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ شبلی نعمانی سید سلمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزی نے ''المنظم'' میں اس وقت کے اسلامی مما لک کے جو حالات تحریر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق وفجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

اندلس

اندلس میں امیر عبدالرحمٰن اموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

بیت المقدس

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے گویا مسیحی دنیا کی متحدہ قوتِ اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مشرق وسطیٰ

مشرقِ وسطیٰ میں دولتِ عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جا رہا تھا اور سلجوقی و دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہند

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لئے صلاح مشورکر رہے تھے۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبیدیہ جیسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں دولتِ خبیثہ کے نام سے پکارا ہے الحاد بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی اس کے اربابِ اختیار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا وہ مشہور و معروف ہے۔

اخلاقی پستی

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گر چکی تھی۔ طبقہ امراء عیش و عشرت میں مبتلا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے ایک اوسط درجے کے رئیس ابن مروان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کی حرم سرائے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا مردوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں۔ بدکاری و شراب نوشی عام تھی عوام کا ذکر ہی کیا امراء سلاطین اور علماء تک وجاہت پرستی اور دنیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی خلفشار

مذہبی اور روحانی صورتِ حال اس سے بھی بدتر تھی قرامطہ اور باطنیہ نیز اہل رفض و اعتزال و علمائے سوء کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ علماء، امراء اور دیگر سرکردہ مسلمان فرقہ باطنیہ کی سازشوں اور خنجر خون آشام کا شکار ہو رہے تھے۔ مشہور زمانہ سلجوقی وزیر نظام

الملک طوسی اور اس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوقی فرمانروا ملک شاہ بھی ان خدا ناترس قاتلین کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دور ہوتے جا رہے تھے یہی وجہ ہے مسٹر گبن و دیگر یورپین مورخوں نے اس زمانے کو دنیائے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

فائدہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں اپنے زمانہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شیعہ و سنی اور حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ کشت و خون تک نوبت پہنچنا معمولی بات تھی اور کچھ نہ تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا معاشرہ کا یہی وہ ادبار تھا جسے حضور ﷺ نے مسلمانوں کے لئے خطرناک قرار دیا تھا۔

مصر

مصر کی حکومت باطنیہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرف مٹ گئی اور اس کی جگہ سلطان نور الدین زنگی اور پھر سلطان صلاح الدین ایوبی بساطِ حکومت پر نمودار ہوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہوئے عباسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ شکستیں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرا لیا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن اثیر نے اپنی کتبِ تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی جس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرات خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپ کے خلفاء و شاگردوں اور مشائخ چشت اہل بہشت اور مشائخ سہروردیہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا، شاہ صدر الدین، ابوالفتح شاہ رکن عالم ملتانی، سید جلال الدین بخاری اوچی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی، جناب لعل شہباز قلندر سندھی وغیرہ بزرگان نے اس برصغیر میں دور و نزدیک اپنی انتھک مساعی سے لوگوں کو دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بلاواسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوشش سے نہ صرف دین اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کی روحانی قوت دفاع اس حد تک بیدار

واستوار ہوگئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۶۵ ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالت کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس اسلام کا چراغ گل ہونے کے بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوگیا سچ ہے

چراغے راکہ ایزد برفروزد

کسے کوتف زند رشیش بسوزد

اور یہ معرکہ شاہی لشکر یا دنیوی طاقت سے سرنہیں ہوا بلکہ اسی سلطان الوجود قطب الوقت خلیفۃ اللہ فی الارض وارثِ کتاب و نائب رسول اللہ ﷺ المتصرف فی الوجود علیٰ التحقیق مظہر اسمائے الٰہی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دستگیر کے روحانی تصرف کا اعجاز تھا کہ دشمنانِ اسلام نے اسلام قبول کرکے اس کی وہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاید۔

تاتاری شهزاده

تاتاریوں کے قبول اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک خراسانی بزرگ اشارۂ غیبی ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے تو وہ شکار سے واپس آرہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر باانداز تمسخر وحقارت سے کہنے لگا کہ اے درویش تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں اگر میں اپنی جانثاری اور وفاداری سے اسے خوش کرپاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لئے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے تگودار خان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنا مہمان رکھ کر آپ کی تعلیم وتبلیغ کے زیراثر درپردہ اسلام قبول کرلیا مگر اسے اس خیال سے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاری حالات کے پیش نظر کہیں اپنی قوم کو ذہنی طور پر نیا مذہب قبول کرنے کے لئے تیار کرسکوں وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے مگر چونکہ وقت پورا ہوگیا تھا اس لئے قضائے الٰہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے بمصداق ''ہر چہ پدر نتوانست پسر تمام کند'' کچھ عرصے بعد ان کے صاحبزادے باپ کی جگہ حسبِ وصیت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ باقی سرداران قوم تو قریباً مائل ہوگئے ہیں مگر ایک سردار جس کے پیچھے جمعیت ہے آمادہ نہیں ہورہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے مشورے سے اسے بلایا اور تبلیغ فرمائی مگر اس نے کہا میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں

گزری ہے میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں اگر آپ میرے پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اس سردار کا چیلنج منظور کرلیا اور مقابلے کے لئے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماعی ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کرا دیا۔ تگودار خان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ کمزور جسم درویش کا مقابلہ ناانصافی اور قتل عمد کے مترادف ہے مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اول تو اس لئے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل درمعقولات کرنے والوں کو عبرت ہوگی اور دوم اس لئے کہ خانِ اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو درخور اعتناء نہ سمجھا کریں گے۔

چنانچہ مقررہ دن ہزار ہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرت نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے انہیں کیا معلوم کہ یہ مخفی قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اس سردار نے حسب وعدہ میدان میں نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودار خان نے اپنے اسلام لانے کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا تاریخ میں اس کا نام یہی (۱۲۸۴ء) تحریر ہے اپنے دورِ اقتدار میں اس نے سلاطینِ مصر سے بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہو سکا اور شہید ہو گیا۔ مورخین نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا ہے کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد (تگودار خان) اسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔

اگر چہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اسلام کی رفتار قدرے سست پڑ گئی مگر چونکہ دوسری طرف ہلاکو خان کا ایک چچازاد بھائی برکہ ۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۶ء بھی حضرت شیخ شمس الدین باخوری کے دست حق پر اسلام قبول کر چکا تھا پھر احمد یعنی تگودار خان کے بھتیجے کے بیٹے غزن محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نے بھی اسلام قبول کرلیا اس لئے وسط ایشیا کی تاتاری حکومت تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی اس غزن محمود کے خلاف بھی اس کے جرنیلوں نے تبدیل مذہب کے باعث بغاوت کی

مگروہ سب کوشکست دے کرغالب آنے میں کامیاب ہوگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاتاری قبائل اسلام لے آئے۔

ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند

اول آں بنیاد را ویراں کنند

ایک وہ وقت تھا کہ تاتاری کفار کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ نے بقولِ مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فگن یہ کہتی نظر آتی ہیں

ایھا الکفرۃ اقتلوا الفجرۃ.

اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو۔

جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا خوب بہا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا درویش نے اپنی قوت یداللہی کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ گویا ہر دو صورتوں میں مشیت ایز دی حسبِ تقاضائے وقت واحوال اسی تجلی کی شانِ تدبیر کارفرما تھی۔ سچ ہے

از ماست کہ بر ماست

کسی کا فیض

اگر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کا چشمہ نہ پھوٹتا تو آج نہ مسجدیں ہوتیں نہ مدارس ہوتے نہ اسلام ہوتا نہ مسلمان لیکن افسوس کہ اس محسن کے احسان کو فراموش کر کے ان کی ذات کو کیسے عجیب وغریب طریقہ سے اپنے فتوؤں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

ہندوپاکستان پر فیض کا اجراء

حضرت مولانا عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ

قال الشیخ نور اللہ حضید الفقیہ الشیخ حسن القطبی فی اللطائف القادریہ ان الشیخ الواصلین معین الحق والدین طلب العراق من الغوث الاعظم فقال لہ الغوث اعطیت العرق شھاب الدین عمر السھروردی واعطیتک الھند.

شیخ نوراللہ فقیہ شیخ حسن قطبی کے حفید اللطائف القادریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ الواصلین معین الحق والدین قدس سرہ نے حضور

غوثِ اعظم سے عراق مانگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو میں شہاب الدین عمر سہروردی کو دے چکا ہوں آپ کو ہندوستان عطا کرتا ہوں۔

زندہ کرامت

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ کرامت اور عینی مشاہدہ ہے کہ ہندو پاکستان میں جتنا عروج وتصرف سلسلہ چشتیہ کو حاصل ہے دوسرے سلاسلِ طیبہ کو بہت کم ہے۔

ایسے ہی عراق وغیرہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی کے سلسلہ مبارکہ کا طوطی جس طرح بول رہا ہے دوسرے سلاسل کو وہ مرتبہ حاصل نہیں ایسے ہی سلسلہ نقشبند پر بھی پیرانِ پیر کا فیض ہوا۔ یہ لقب نقشبند بھی پیرانِ پیر کے فیض کا پتہ دیتا ہے اور سلسلہ قادریہ تو ہے ہی سراپا فیض جو ملا جس کو ملا اس در سے ملا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

بحر وشہر وقری سہل وحزن دشت وچمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

اس شعر کے تحت اس کی تفصیل آتی ہے۔ انشاء اللہ

اور اس حقیقت سے اسے انکار ہوگا جس نے "قدمی علی رقبة کل ولی اللّٰه" کو نہ سمجھا اور آپ کا "قدمی علی رقبة کل ولی اللّٰه" فرمانا اور تمام اولیاء عالم کا آپ کے حضور میں گردنیں خم کردینا شعبدہ بازی نہیں بلکہ اس قدر حقیقت کے قریب ہے کہ ماننے کے سوا چارہ کار ہی نہیں وہ عراق کے جنگلوں میں مجاہدات میں منہمک اور یادِ خدا میں اس قدر مستغرق ہیں کہ کئی کئی ہفتے فاقہ سے گزر جاتے ہیں اور پھر ایک دن پیاس کی انتہائی شدت میں پانی کے لئے اپنے رب سے عرض کرتے ہیں اس وقت بارش ہوتی ہے اور آپ پیاس بجھاتے ہیں یکلخت زمین وآسمان کے درمیان ایک روشنی کی چادر پھیل جاتی ہے اور آواز آتی ہے کہ اے عبدالقادر تمہاری عبادت وریاضت مقبول ہوئی تم آج سے مقبول بارگاہ ناز ہوئے اب تمہیں عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کردیا گیا۔ تمہارے لئے یہ ہیبت ناک آواز کس قدر مسرت وشادمانی کا موجب اور مژدہ ہوتا مگر آپ وہ تھے جن کی ہر صفت مظہر صفاتِ خدا ہے وہ فرماتے ہیں

لاحول ولا قوة الا باللّٰه

دور ہو مردود تو مجھے بہکانا چاہتا ہے۔ شیطان مایوس اور سراسیمگی کے عالم میں بھاگتا ہوا پکارتا ہے اے عبدالقادر تم وہ پہلے شخص ہو جو اپنے علم وعرفان کی وجہ سے میرے اس حربے سے محفوظ رہے حالانکہ میں نے اس طرح سے ہزاروں

انسانوں کا ستیاناس کر دیا ہے۔ شیطان کا یہ کہنا بظاہر معمولی بات تھی ہر شکست خوردہ یہی کچھ کہتا ہے مگر فاتح عام انسان نہیں تھا وہ غوثِ اعظم تھا جسے اس مقام کے لئے خود رب الارباب نے منتخب کیا تھا وہ فرماتا ہے کہ اولعین تو مجھے پھر بہکانا چاہتا ہے ارے مردود مجھ میں بچنے کی کب قوت ہے اور میرا علم وعرفان کب مجھے بچا سکتا ہے یہ تو میرے رب کا مجھ پر فضل ہے جو اس نے آج تک مجھے تیرے شر سے محفوظ رکھا۔

بہت کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے مگر کیا زیادہ طویل مضمون زیادہ موثر ہوتا ہے کیا کوئی ایسی بات رہ گئی جو محتاجِ وضاحت ہو اگر نہیں تو حدیثِ مذکور پر ایک بار پھر غور کرو اور حضرت غوثِ اعظم کی گفتار و کردار کا اچھی طرح مطالعہ کرو اور جب تعصب کے پردے جو ہٹ دھرمی نے ڈال رکھے ہیں ہٹ جائیں تو آپ کو ایک ایسا نورِ بصیرت عطا ہوگا جس کی بے پناہ روشنی میں آپ اولیاء کرام کی بے پناہ روحانی قوتوں کو مشاہدہ کر سکیں گے۔ نکتہ چینی چھوڑ کر تعریف وتوصیف کا مشغلہ اختیار کرو اس لئے کہ نکتہ چینی کے لئے ہدایت کی راہیں مسدود کر دی جاتی ہیں نکتہ چینی کبھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔

جیسے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال تھا کہ ابتداء میں اولیاء کرام کے مخالفین میں تھے ان کے خلاف بڑی تحریریں تصنیفیں لکھیں جونہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ تلطف سے نوازے گئے تو پھر اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے مجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

شرح

اے محبوبِ ربانی غوثِ صمدانی آپ کا پیار کرنے والا خدائے محبوب آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ عہد واقرار لے کر آپ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ دراصل یہ شعر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ

یاعبدالقادر بحقی علیک کل وبحقی علیک اشرب .الخ

کہ اے عبدالقادر قسم ہے میرے اس حق کی جو تم پر ہے تم کھاؤ اور میرے اس حق کی جو تم پر ہے پیو۔

خوراکِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوراک نہایت سادہ ہوتی تھی جو کی روٹی سے عموماً افطار فرماتے تمام عمر ایک لقمہ حرام تو کیا مشتبہ نوالہ تک نہ کھایا۔

غوثِ الثقلین علیہ الرحمہ علومِ دینیہ کے حصول اوران کی تکمیل کے بعد ریاضت ومجاہدہ کی جانب متوجہ ہوئے۔تاریخ وسیر کی کتابوں کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشیت ایز دی کے تحت ریاضات ومجاہدات میں جس قدر آپ نے محنت کی اورفقروفاقہ وتحصیلِ علم میں جس قدر مشقت آپ نے برداشت فرمائی اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ کاشانۂ اقدس سے بوقت روانگی عظیم ماں کے عنایت فرمودہ وہ ۴۰ دینار تو چند ایام میں ہی چرخ ہو گئے۔ایک طویل عرصہ تک یہ کیفیت رہی کہ قوت لایموت کے لئے دجلہ کے کنارے نکل جاتے اور گری پڑی سبزی ترکاری اُٹھا کر شکم پُری کرتے۔آپ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ شہر سے نکل کر ویرانوں اور جنگلوں میں جا کر زندگی بسر کی اور عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی تالیف لطیف ''طبقاتِ الکبریٰ'' میں خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی اس زمانے کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا حال لکھتے ہیں ''میں نے اپنی ابتدائی حالت میں بڑی کڑی مشقتیں جھیلیں اور کوئی خوفناک وخطرناک چیز نہ چھوڑی جس کا منہ چڑھا ہوں میرا لباس اون کا جبہ تھا اور سر پر مختصر سا خرقہ ،کانٹوں پر ننگے پاؤں چلتا،سوکھی ساگ اور ندی کے کنارے خس کے پتوں پر گزرا کرتا اور نفس کو برابر مجاہدے میں لگائے رکھا یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی جانب سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا وغیرہ۔''

صاحب قلائد الجواہر نے شیخ عبداللہ نجار کی زبانی بیان کیا ہے کہ سرکارِ غوثِ اعظم نے اپنی زندگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر میں مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔

شیخ ابوالسعود الحزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مجاہدہ اور ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے نفس کے لئے نہ اپنایا ہو اور اس پر قائم نہ رہا ہوں چنانچہ آپ نے کئی دن بغیر کھائے پیئے اور بغیر سوئے مجاہدہ وریاضت میں گزارے۔۲۵ برس تک عراق کے بیابان جنگلات میں تنہا رہ کر عبادت کی۔آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ بغداد کے ایک ویرانے میں پرانا برج تھا آپ کی اس برج میں گیارہ برس تک شب وروز عبادت وروزہ کی وجہ سے اس کا نام برجِ عجمی پڑ گیا۔

نانبائی

ایک دن فاقوں سے میری حالت غیر ہو رہی تھی کہ میں نے غیب سے آواز سنی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ روٹی قرض لے کھا تا کہ علم حاصل کرنے میں نقص نہ آجائے اور تسلی سے علم حاصل کر سکے۔آپ نے کہا کہ میں غریب ہوں مجھے کون قرض دے گا اگر قرض کسی نے دے بھی دیا تو ادا کہاں سے کروں گا جواب آیا تو اپنا کام کر ہم ادا کریں گے۔اس پر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نانبائی کے پاس پہنچے اس سے کہا اے بھائی اگر مناسب سمجھتے ہو تو مجھے اس شرط سے روٹی قرض دے دیا کرو کہ اگر کہیں سے کچھ مل گیا تو قرض ادا کردوں گا اور مر گیا تو تم معاف کر دینا۔ نانبائی کوئی فقیر دوست تھا یہ سنتے ہی آنسو ڈبڈبا آئے بولا آپ ﷺ جو کچھ چاہو مجھ سے لے لیا کرو اور کچھ فکر نہ کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ڈیڑھ روٹی روزانہ لینے لگے۔ مدت گزر گئی ایک دن خیال آیا بڑے شرم کی بات ہے روٹی اس سے لے کر روز کھالیتا ہوں دینا اسے کچھ نہیں۔ اس وقت غیب سے آواز آئی فلاں مقام پر جا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سونے کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا اسے اُٹھایا اور لا کر نانبائی کو دے دیا۔ (سیرۃ غوثیہ صفحہ ۱۴)

غوثِ اعظم تعلیم کے دنوں میں سبق پڑھ کر شہر میں نہ رہتے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور وہیں پڑے رہتے اور دریائے دجلہ کے کنارے اُگی ہوئی ہری بھری بوٹیوں کو کھاتے اور گھاس وغیرہ پر گزارا کرتے۔

اپنا مال

چالیس دینار جو آپ ساتھ لائے تھے وہ تو آتے ہی غریبوں اور فقیروں میں خیرات کر دیئے خود پتوں اور گھاس پر گزارا کرتے۔ ایک سال بعد والدہ صاحبہ نے کچھ اور روپیہ بھیجا وہ بھی درویشوں میں بانٹ دیئے خود پھر فاقہ اُٹھاتے پھر والدہ نے آٹھ دینار بھیجے ان کے پہنچنے کا یہ واقعہ ہے کہ آپ بھوک سے سخت کمزور سر چکرا رہا تھا ایک مسجد میں گئے دیکھا ایک شخص بیٹھا ہوا گوشت اور روٹی کھا رہا ہے خود فرماتے ہیں سخت بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ وہ لقمہ اُٹھا کر اپنے منہ کی طرف لے جاتا تو میرا منہ خود بخود ہی بے اختیار کھل جاتا۔ میں نے اپنے آپ کو شرم دلائی کہ اتنا بے صبر ہو گیا ہے اس شخص نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا اور کہا آؤ بھائی کھانا کھاؤ۔

جی چاہا کہ شریک ہو جاؤں لیکن میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور رک گیا مگر اس نے ضد کر کے مجھے ساتھ بٹھا ہی لیا اور کھانا کھلایا۔ گفتگو سے پتہ چلا کہ میں جیلان کا ہوں اور عبدالقادر نام ہے تو اُس پر رقت طاری ہوئی کہا آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لئے بھیجے تھے میں آپ کو تلاش کرتا رہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے میرا ابھی خرچ ختم ہو گیا اب یہ گوشت روٹی تمہارے پیسوں سے خریدی کیونکہ مجھے بھی تین فاقے ہو گئے اب اس کھانے کے اصل میں تم ہی مالک ہو اور باقی دینار آپ کے سامنے رکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی چند دینار اسے دیئے کہ تیرا خرچ ختم ہے۔ (قلائد الجواہر مصری صفحہ ۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بغداد میں ۲۰ دن گزر گئے کوئی چیز کھانے کو نہ ملی میں پرانے محلوں کے کھنڈروں میں پھر رہا تھا کہ کوئی گری پڑی چیز کھانے کو ملے وہاں ستر درویش بیٹھے دیکھے اور وہ بھوکے تھے میں پھر شہر بغداد

کی طرف آیا ایک مرد مجھے ملا میں نے اسے نہ پہچانا وہ میرے وطن جیلان سے تھا مجھے ایک تھیلی پیسوں کی دی کہ تیری ماں نے یہ بھیجے ہیں میں نے وہ تھیلی لے کر تھوڑا سا اپنے لئے رکھا اور باقی پیسے ان فقیروں کو بانٹ دیئے۔ انہوں نے کہا یہ کہاں سے؟ میں نے کہا یہ میری نے بھیجے ہیں جو میں نے اپنے لئے حصہ رکھا بازار سے ان کی روٹی لی اور دوسرے بھوکوں کو آواز دی ان سے مل کر کھانا کھایا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۹)

الجوع الجوع

خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن سے چالیس دن تک میں نے روزہ رکھا ان دنوں میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا ہرگز طعام نہ کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلایا جائے گا۔ چالیسویں دن ایک شخص آیا میرے آگے طعام رکھ کر چلا گیا نفس نے سخت بھوک کی وجہ سے چاہا کہ کھانے پر گرے میں نے کہا خدا قسم میں اللہ کے عہد کو نہ توڑوں گا میں نے اپنے اندر سے الجوع الجوع (بھوک بھوک) کی آواز سنی لیکن میں نے پرواہ نہ کی اتنے میں شیخ ابو سعید نے فرمایا ''باب ازج تک میرے ساتھ آ'' یہ کہہ کر چلے گئے میرے دل میں آیا یہاں سے نہ اُٹھوں گا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچانک حضرت خضر علیہ السلام آئے مجھے کہ ابو سعید کے پاس جا میں اُٹھ کر شیخ کے ہاں پہنچا حضرت شیخ دہلیز پر کھڑے انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا اب خضر کے کہنے سے آئے پھر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور کھانا کھلایا میں سیر ہو گیا اسی وقت بیعت کیا اور خرقہ عطاء فرمایا۔

آواز آئی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو گیا غیب سے آواز آئی اے عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم نے تجھے سونے کے لئے پیدا کے لئے پیدا نہیں کیا۔

گائے بولی

فرمایا میں ابھی لڑکا تھا عرفہ کے دن جنگل کو گیا ایک گائے کو جنگل لئے جا رہا تھا اچانک گائے نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کام کا تجھے حکم کیا گیا۔ میں یہ سن کر ڈر گیا واپس آ کر گھر کی چھت پر چڑھ گیا تب حاجیوں کو میں نے عرفات میں کھڑے دیکھا اسی وقت اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خدا کے کام میں لگاؤ اور اجازت دو کہ بغداد میں جا کر علم حاصل کروں اور نیکوں کی زیارت کروں۔ (الانس جامی صفحہ ۳۵۱)

ریاضاتِ شاقہ کا انعام

مذکورہ بالا ریاضات شاقہ پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو انعام ملا خود غوثِ پاک فرماتے ہیں کہ رب جلیل کی درگاہ سے ہر رات اور دن میں مجھ سے ستر بار

انا اخترتک و لتضع علی عینی

یعنی میں نے پسند کیا تجھ کو اور تو پرورش کیا جاتا ہے روبرو میرے۔

اور آپ فرماتے ہیں بخدا عزوجل کہ نہ کھایا اور کہا اور نہ کیا میں نے کسی چیز کو جب تک کہ مجھے اس کا منجانب اللہ امر نہ ہوا ہو۔

غوثِ اعظم کا آہ و نالہ ببارگاہ حق تعالیٰ

ماہ ربیع الثانی ۵۲۱ھ کی ایک رات مبارک تھی جب کہ غوثِ الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مقدس دل پر خدا تعالیٰ کے رحمتِ خاص کا نزول ہوا محبت و شیفتگی کا ایک سمندر موجزن ہو گیا جوش و محویت کا ایک عجیب عالم طاری ہوا اور اس کیف و سرور کے عالم میں جب کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کے نالے رحمت خداوندی سے والہانہ عشق کر رہے تھے ۔حضرت نے یہ وجد آفریں اشعار لکھے جو اردو ترجمے کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔

اشعار

اے خوش آں روزے کہ در دل مہر یارے داشتم

وہ خوش نصیب دن تھا جبکہ میں اپنے محبوب کی محبت رکھتا تھا

سینہ پرسوز وچشم اشکبارے داشتم

میرے پاس پرسوز سینہ تھا اور چشم اشکبار تھی

یاد باد آں کہ فارغ بودم از باغ وبہار

میں اس ساعت کو یاد کرتا ہوں جبکہ میں باغ و بہار سے بے نیاز تھا

درکنار از اشك گلگوں لالہ زارے داشتم

اپنے آنسوؤں کی برکت سے میں اپنی آغوش میں ایک لالہ زار رکھتا ہوں

بازرو گردانی ازمن چونکہ آئم سوئے تو

آپ مجھ سے منہ پھیر لیتے ہیں جبکہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں

آخر اے پیماں شکن ! باتو قرارے داشتم

اے پیماں شکن دوست آخر میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد ومحبت تو تھا

ناامید م کردی از خود اے خوش روزے که من

آپ نے مجھے اپنی ذاتِ گرامی سے مایوس کردیا حالانکہ میں آپ کو

آرزوئے بوس و امید کنارے داشتم

انتہائی شوق وآرزو کے ساتھ اپنے سامنے دیکھنے کا آرزومند تھا

شکر گرناله بردن شد از دلم یك بارگی!

شکر ہے کہ میرے دل سے نالہ یک دم باہر آگیا

گرهم از خوف وخطر خاطر غبارے داشتم

(یقین کیجئے) کہ خوف وہراس کی وجہ سے میرے دل میں ایک تکرار اور بوجھ تھا

انعام ربانی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز کیا تو بوعدۂ حق

من تواضع لله فقد رفع الله درجاته.

جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر سرِ تسلیم خم کرتا ہے تو اللہ اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

کے مطابق آپ کو مرتبہ نصیب ہوا کہ آج منتہی اولیاء آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے نظر آتے ہیں۔

گویم زکمال توجه غوث اثقلینا   محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حسینا

سر درقدمت جمله نهادند وگفتند   تالله لقد آثرك الله علینا

میں آپ کا کمال کیا عرض کروں اے غوثِ الثقلین آپ محبوبِ خدا اور ابن حسن وآلِ حسین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ کے قدم پر تمام اولیاء نے سر رکھ کر عرض کی بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر برگزیدہ بنایا۔

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مناقب خواہاں ہیں

یا غوثِ معظم نورِ هدیٰ   مختارِ نبی مختار خدا

سلطان دوعالم قطب علی   حیران زجلالت ارض وسما

گردادمسیح به مردار روان   دادی تو یدین محمد ﷺ جان

همه عالم محی الدین گویان　　　　برحسن جمالت گشته فدا

(۱)اے غوثِ معظم نورِھدیٰ نبی مختارِ خدا

(۲) سلطانِ دو عالم قطب بلند قدر آپ کی جلالت قدر سے زمین و آسمان حیران ہیں۔

(۳)اگر مسیح علیہ السلام نے مردوں کو روح بخشی اور آپ نے دین محمدی ﷺ کو جان بخشی۔

(۴)جملہ جہان آپ کو محی الدین مانتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے۔

مصطفٰی کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

حل لغات

تن بے سایہ،بغیر چھاؤں کا جسم یعنی وہ جسم جس کی پرچھائیں نہ ہو۔سایہ،بمعنی خُو بو مجاز اًعادات واطوار اور نمونہ و اولاد۔میری جان،اے میری روح اے میرے محبوب یہاں حرفِ ندا پوشیدہ ہے۔جلوہ (عربی) لفظ ہے نمودار ہونا،ظاہر ہوکر دکھانا۔زیبا بمعنی خوبصورت مناسب

شرح

اے پیارے مصطفٰی ﷺ کے لاڈلے آپ کا جلوۂ زیبا جن لوگوں نے دیکھا انہوں نے جناب محمد مصطفٰی ﷺ کے جسم بے سایہ کا سایہ دیکھا کیونکہ آپ کے اندر اپنے جد امجد ﷺ کی خُو بُو عادات و اطوار بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اس کی شاہد عدل ہے۔

غوثِ اعظم فنا فی الرسول

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم کو ولایت محمد یہ سے فنائے اتم وفناء فی الرسول کا پورا پورا حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں یہ بھی ہے کہ جسم شریف میں بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی لہٰذا آپ کبھی جوش میں فرماتے تھے۔

یااللہ ھذاوجود جدی محمد ﷺ لا وجود عبدالقادر۔

محو ذاتِ مصطفائی ہوگئی　　　　مظہر شانِ خدائی ہوگئی

مل گئے ذاتِ رسول اللہ میں　　　　دور سب رنگ جدائی ہوگئی

سیر العارفین میں مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوبِ سبحانی اکٹھا سو سو غلام خرید کرتے اور اسی وقت بیعت سے مشرف فرما کر آزاد کر دیتے اور برکت فیضانِ عالی کوئی زر خرید آپ کا ولایت سے خالی نہیں رہا باوجود ایسے کامل واکمل ہونے کے حضرت غوثِ پاک نہایت متبع شریعت تھے اور بڑی ریاضت کرنے والے بڑی نماز پڑھنے والے بڑے روزے رکھنے والے تھے نہایت قلیل کھانے والے اور بالکل کم سونے والے تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ تمام عمر آپ نے پشت بقبلہ ہو کر اجلاس نہیں فرمایا خوشبو کو نہایت مرغوب رکھتے تھے جسم شریف اور لباس لطیف اور مدرسہ اور خانقاہ شریف ہر وقت معطر رہتا تھا اور آپ اکثر اس طرح زبانِ مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔

هزار بار بشويم زبان بمشك و گلاب — هنوز نام تو گفتن كمال بے ادبی ست

سوا فرض کہ ہر روز دو ہزار رکعتیں نفل کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے بعد ہر فرض کے ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور بعد از تہجد ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اشراق و چاشت و اوابین و تہجد و سنت قبل عشاء و سنت قبل عصر و نوافل داخل المسجد دو رکعت اور دو رکعت تحیۃ الوضو کوئی آپ سے فرد گذاشت نہیں ہوتی تھی۔ چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی اور چالیس برس تک شب کو آپ نے پیٹھ نہیں لگائی۔ ایک رسی سے بال باندھ کر شب بیداری کرتے تھے اور نماز میں قیام ایسا طولانی ہوتا تھا کہ پائے مبارک ورم کر جاتے تھے اور کثرتِ اشغال سے یہاں تک نوبت پہنچائی تھی کہ سات سات روز تک لب مبارک آب و غذا سے آشنا نہ ہوتے تھے غذائے روحی ذکر اللہ تھا صرف دو شنبے کو دو چار لقمے رزقِ حلال سے نوش فرماتے تھے شعر بوباس جس میں چھونہ گئی اشراک کی۔ بیشک وہ ذاتِ خاص ہے اس غوثِ پاک کی آپ کا احاطہ وجہ حلال سے تھی بعض مرید آپ کے اس میں کھیتی کرتے تھے وقت مغرب کے تین روٹی پکا کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر رہا کرتے تھے پہلے ایک روٹی اللہ کی راہ میں دیتے پھر ایک روٹی حاضرین کو تقسیم فرماتے اور ایک روٹی سے آپ روزہ افطار فرماتے تھے اور از قسم نقرہ و طلا کو کبھی اپنے دست مبارک سے نہیں چھوا لباس بہت قیمتی پہنتے تھے مگر اس میں کچھ کپڑا کم ہوتا تھا تو جوڑ کمل کا لگاتے تھے اور نہایت قیمتی کپڑا ایک روز پہن کر کسی غریب کو للہ دیتے تھے اور شب کو گھر میں کچھ نہیں رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے کل کے واسطے فکر نہ فرماتے تھے۔ غرض بالکل تارکِ دنیا و عارف باللہ تھے۔ مدامِ حق کے حضور ماسوائے اللہ سے دور اور دنیا سے نفور رہتے تھے اخیر عمر میں تو ترقی مدارج کی غایت کی یہ معراج ہوئی کہ فنافی الرسول کا مرتبہ بدرجہ اتم آپ کی ذات برکات میں ہویدا تھا حتیٰ پاخانہ زمین نگل جاتی مگس کی مجال نہ تھی کہ بدن مبارک پر بیٹھ سکے اور یہ بھی کہ پسینہ مبارک کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو کو گرد کرتی۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالجبار نے امور متذکرہ کے معائنہ سے...... تعجب کیا کہ اسفارِ اسلامیہ میں ان امور کو خاصۃ الرسول لکھا ہے اور حضرت والد صاحب

قدس سرہ کو بزرگ ترین مقاماتِ عالیہ طے کر چکے ہیں لیکن یہ تو سچ ہے کہ آپ رسول و نبی نہیں پھر خصوصیاتِ رسول کا غیر رسول میں پایا جانا حیرت انگیز ہے آخر رہ نہ سکے۔موقعہ پا کر باادب التماس کی کہ

ان النبی المختار کان اذاقضیحاجة تبتلع الارض مابرزمنه ویفوح عرقه کالعطر ولا یقع علیه الذباب وهذهٖ خاصة النبی و نری هذهٖ الخاصة من حضرتکم.

یعنی سرورِعالم جب قضائے حاجت کرتے تو زمین فضلات کو نگل جاتی اور حضور کا پسینہ معطر تھا مکھی آپ کے بدن مبارک پر نہ بیٹھتی اور یہ خصوصیاتِ نبی ہیں

اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام امور جناب والا میں پائے جاتے ہیں ۔حضرت غوثِ صمدانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے فرزند

ان عبدالقادر فاینا وباقیا فی ذات جده ﷺ تاالله هذه وجود جدی لاوجود عبدالقادر.

یعنی عبدالقادر کا وجود فنا ہو کر اپنے جدامجد ﷺ کی ذاتِ پاک کے وجود سے باقی ہے پھر اس کی تائید میں حلفیہ فرمایا کہ خدا کی قسم یہ میرا وجود میرے جد اقدس کا وجود ہے نہ کہ عبدالقادر کا وجود ہے۔

صاحبزادے نے انکشافِ تام کے لئے عرض کی کہ حضور! اگر معاملہ ایسا ہے اور ضرور ہے تو پھر یہ بھی ہوتا کہ نبی کی طرح آپ پر بدلی کا سایہ ہوا کرتا کیونکہ اس کا بھی کوئی مانع نہیں

فقال الغوث ترکته عمداً ولا یظنوا انی نبی.

حضرت غوث الاعظم نے فرمایا ہاں بات تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اس امر کو عمداً ترک کیا ہوا ہے کہ لوگ مجھے نبی ہی نہ کہنے لگ جائیں۔

نمونہ عشق رسول ﷺ

جس قدر عشق ومحبت اطاعت سرورِ عالم تھا۔وہ خود اس کا مقتضی تھا کہ آپ میں تمام وہ انوار جلوہ گر ہوں جو حضور میں تھے میاں لوہا بھی اگر آگ کی مجالست کرے تو آخر ہم رنگ نار ہو کر خصوصیاتِ نار پیدا کر لیتا ہے چہ جائے کہ نور علیٰ نور۔ مزے کی یک رنگی تو یہی ہے علی المراتب۔ باایں ہمہ خشیت یہ تھی کہ جب حضرت غوثِ صمدانی مدینہ عالیہ میں بجسد عنصری ہوئے تو روزہ منورہ پر باادب یہ اشعار نیاز یہ کہے

ذنوبی کموج البحر بل هی کالکثل الجبال الشم بل هی اکبر

ولکنها عند الکریم اذا عفا من العوض بل هی اصغر

یعنی میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زائد اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہیں لیکن اگر رحیم وکریم معاف کردے تو پشہ کے پر سے بھی خوردتر ہیں

اور پھر حجرہ شریفہ کے قریب ہو کر یوں مناجات کی

فی حالة البعد روحی ارسقلبهل الارض عنی وهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قد حضفامددیمینک کے تحظی بهما شفتی

فاظهرت یدیه فصافهما وقبلهما ووضعهما علے راسه.

یعنی ہمیشہ تو میری روح نیابۃً زمین بوسی کیا کرتی ہے اب کی دفعہ بمعہ جسد عنصری حاضر خدمت ہوا ہوں۔ از راہ کرم گستری دست کرم پھیلائے کہ مرحمت خسروانہ ونوال شاہانہ حاصل کروں پس بمجرد اس مقولہ کے حضور سرورِ عالم ﷺ کے دونوں دست کرم ظاہر ہوئے۔ حضرت غوثِ صمدانی نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مصافحہ کیا اور چوما اور سر پر رکھا۔

علامہ عبدالجلیل نے اس واقعہ کا نہایت صحیح ترجمہ لفظی نظم میں زیب قلم کیا ہے اور وہ یہ ہے

روز کہ غوثِ اعظم مادر مدینہ شد

می گفت نزد مرقد سلطانِ انبیاء

یا سید البشر چوبدم من بملک خویش

روحی فرستمت کہ بود نائبِ زما

ادمی رسیدہ بوسہ دے زجا نم

براض مرقدت کہ بود بہتر از سماء

ایں نوبت است آنکہ رسیدم بدیں جسد

برحضرتِ شریف تواے شاہ اصفیاء

خواہم دہی دو دست مبارک کہ بوسمس

گیرم نصیب خویش از الطاف وازعطاء

برعرض اورسول خدا ﷺ ہردودست خویش

کردہ دراز سوئے شہنشاہ اولیاء

بوسید ویافت گوہر نعمت ازاں دوکف

زان روز شد براہ ہدا مرجع ہداء
عبدالجلیل بندۂ محتاج فیض اوست

امید دار لطف ز آغاز وانتہاء

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر سے بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور کبھی جوش میں آکر فرماتے

ھذا وجود جدی محمد ﷺ لاوجود عبدالقادر

بخدا یہ میرے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے۔

عشق رسول اللہ ﷺ کی ایک بین دلیل

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عشق رسول ﷺ کی بین دلیل آپ کا مبارک سلسلہ ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم سے سلسلہ فیض روحانی قادریہ جاری ہوا۔ طریقت وتصوف میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی تعلیمات ،مقدمہ قرآن وشریعت کے عین مطابق ہیں۔ کوئی بھی سیدنا مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی کو خلوصِ محبت سے چاہتا ہے تو اسے فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ سچائی اور صداقت کی ایک بہترین مثال ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ قادریہ کے اہم ترین اصولوں میں امرونواہی کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علومِ ظاہری اور راہِ طریقت وسلوک میں بڑی مشقت برداشت فرمائی ،مصیبتیں جھیلیں اور ہر اس کٹھن اور دشوار ترین منزل سے گزر گئے جسے عام آدمی اپنے تصور تک میں نہیں لاسکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی اس عبادت وریاضت مجاہد اور صدقِ عظیم کو قبول فرما کر شریعت وطریقت کے اس بلندو بالا منصب ومرتبہ پر فائز فرما دیا جو صرف اور صرف آلِ رسول ہی کے شایانِ شان تھا لیکن افسوس ہے ان وابستگانِ غوثیتِ مآب سے جو اپنے آقا کے طریقہ کے خلاف شریعت مطہرہ کی پابندی نہیں کرتے اللہ ہم سب کو شرع پاک کا پابند بنائے۔ آمین

شریعت کی پاسداری

آپ کی عاداتِ کریمہ میں تھا کہ اگر کوئی شریعت کی پاسداری نہ کرتا تو اس پر غضب ناک ہو جاتے چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ابو بکر حمامی کو ایک بار حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیری زیادتیوں کی مجھے شکایت کی گئی ہے مگر وہ ان باتوں سے نہ رکا تو آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے ابو بکر بغداد سے نکل جا۔ فوراً اس کا حال سلب

ہو گیا اور وہ بغداد سے نکل بھاگا پھر جب واپس بغداد شریف میں داخل ہوتا تو منہ کے بل گر جاتا اگر اسے کوئی اُٹھا کر لانا چاہتا تو دونوں گر جاتے آخر اس کی والدہ روتی آئی اور اس کی محبت اور اپنے عجز کو بیان کیا تو آپ نے یہ اجازت دی کہ وہ زمین کے نیچے نیچے آکر تیرے گھر کے کوئیں میں تجھ سے بات کر سکتا ہے چنانچہ وہ اسی طرح ہر ہفتہ میں ایک بار کرتا رہا۔ ایک دن شیخ مظفر کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر کوئی آرزو کر عرض کی ابوبکر کا حال واپس مل جائے تو فرمان ہوا یہ تیرے لئے میرے ولی عبدالقادر کے پاس ہے اسے میرا پیغام دینا کہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ وہ بیدار ہوا تو حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے خود ہی فرمایا وہ پیغام پہنچاؤ جب وہ عرض کر چکے تو آپ نے ابوبکر حمامی کو توبہ کرائی اور سینے لگا کر وہ تمام حال اسے پھر عطا فرما دیا۔

ابن زہراء کو مبارک عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

حل لغات

زہرہ بمعنی خوبصورت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک اس لئے کہ وہ بڑی خوبصورت تھی۔ ابن زہرا سے مراد حضرت فاطمۃ الزہرا کے فرزند ارجمند حضرت شیخ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ عروس بمعنی دولہا دولہن یعنی قدرت طاقت کی دلہن کی مبارکباد دی گئی۔ اس لئے کہ دلہن ہمیشہ ماتحت اور فرمانبردار رہتی ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ آپ کو دنیا اور آخرت میں تصرف کی قدرت عطاء فرمائی گئی اور آپ شبانہ روز تصرف فرماتے ہیں۔ قادری یعنی سیدنا شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھنے والا ان کے سلسلہ بیعت میں داخل شخص اور ان کے طریقہ پر چلنے والے لوگ۔ تیرا بمعنی آپ کا صدقہ۔ میرے دولہا یعنی میرے قابل احترام میرے سردار۔

شرح

اے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی قدرت و طاقت کی دلہن مبارک ہو اے میرے سردار قابل احترام آپ ہی کا صدقہ قادری لوگ پاتے ہیں یعنی جو آپ کے در ہو جاتے ہیں وہ بھی قدرت واختیار کا صدقہ پا جاتے ہیں۔

قادری مریدوں کے تصرفات کا نمونہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کا ہر ہر شعر ہزاروں مضامین کا حسین وجمیل مرقع ہے اور ہر شعر کی شرح کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے لیکن کیا کروں تنگ دامن ہوں اسی لئے اختصار کرتا ہوا محض نمونوں پر اکتفاء کئے جارہا ہوں شعر مذکور میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اے میرے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے تصرفات کی تو حد ہی نہیں آپ کے ایک دانیٰ قادری کو بھی اتنا بلند پایہ مرتبہ نصیب ہے کہ ایک تصرف سے جہاں آباد ہو سکتا ہے چنانچہ فقیر اُویسی غفرلہ بڑے فخر و ناز سے کہہ سکتا ہے کہ صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس میرے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قادری غلام تھا جس کے تصرفِ ظاہری سے عیسائیت آج تک لرزہ براندام ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور صلاح الدین ایوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ احمد الرفاعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند مریدین کو ساتھ لے کر دسنانی علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ آپ کی دعوتِ دین پر ان کا ایک الاٹ پادری سامنے آیا وہ کچھ عرصہ بغداد اور مصر میں بھی رہ چکا تھا اس نے مسلمان علماء سے بعض حدیثیں بھی سنی ہوئی تھیں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے جس میں فرمایا ہے کہ میری امت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل ہوں گے۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم کو اس میں کیا شک ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور خدا نے ان کو یہ معجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مردے کو جلا دیتے تھے۔ اب حدیث کی رو سے آپ اپنے حضور پاک ﷺ کی امت کے علماء میں سے ہیں لہٰذا بنی اسرئیل کے پیغمبروں کے مثل کر کے دکھائیں۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ ہمارے نبی کے علمائے ربانی یعنی اولیاء اللہ کی یہی شان ہے چنانچہ وہ پاس ہی کے ایک قبرستان میں لے گیا اور اس نے ایک بہت پرانی سی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مردہ کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں آپ اس کی قبر کے قریب آ گئے اور آپ نے اس کی قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا حکمِ الٰہی سے کھڑا ہو جا اور اس شخص کو بتا جو یہ چاہتا ہے۔ فوراً وہ قبر شق ہوئی اور مردہ باہر کھڑا ہو گیا آپ نے با آواز بلند السلام علیکم کہا اور کہنے لگا کہ قیامت آ گئی۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا اس کو بتا تو کس دور کا آدمی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہو اور انہی کا پیرو تھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم واپس قبر میں چلے جاؤ تم کو قیامت تک وہیں رہنا ہے وہ قبر میں واپس چلا گیا بحکمِ الٰہی قبر بند ہو گئی۔ آپ کی کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اس کی ساری کُرد قوم حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئی جس نے بعد کے دور میں بڑے بڑے فاتحانہ اسلامی کارنامے انجام دیئے۔ بیت المقدس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی اسی کرد قوم کا فرد تھا اس کا باپ اسی دور میں

مسلمان ہوکر آپ سے بیعت ہوا تھا جو بعد میں شام کے زنگی سلاطین کا بہت بڑا فوجی افسر ہوا۔ اسی نے ایک بار بغداد حاضر ہوکر اپنے دس سالہ بیٹے صلاح الدین ایوبی کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ یا حضرت اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں اور دعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے چنانچہ آپ نے اس بچہ (صلاح الدین ایوبی) کے سر پر دست مبارک رکھا اور دعا فرمائی اور کہا کہ انشاء اللہ یہ تاریخِ عالم کی ایک نامور شخصیت ہوگا اور خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلامی فتح کرائے گا چنانچہ تاریخِ عالم نے دیکھا کہ صلاح الدین ایوبی جو سلطان نورالدین زنگی کے بعد سلطان بنایا گیا کس عظیم پیمانہ کا فاتح تھا بیت المقدس اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر اس کی مجاہدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ صلیب میں سارے یورپ کو ہرا دیا اور یہ سب فیض غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ کرامت اور دعاؤں کا تھا کہ تاریخِ عالم کا اس فتح مبین کے بعد سارا نقشہ بدل گیا اور ملت اسلامیہ کو بڑی سربلندی حاصؒ ہوئی۔

(نوائے وقت روزنامہ لاہور)

عرضِ اُویسی غفرلہ

فقیر اُویسی غفرلہ نے مثال کے طور پر ایک دنیوی لیکن دین کے عاشق سلطان کی کہانی عرض کردی ورنہ آپ کے مرید یعنی روحانی قادریوں کے تصرفات کا عرض کروں تو دفتر بھر جائیں گے۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حل لغات

ابوالقاسم بمعنی قاسم کے باپ، سرکارِ مدینہ ﷺ کی کنیت آپ کے تین صاحبزادے، طیب طاہر، قاسم اور ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ اور فاطمۃ الزہراء تھیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، والد، مختار بمعنی اختیار دیا ہوا خدا کی خدائی میں خودمختار۔ بابا، باپ دادا کو کہا جاتا ہے۔

شرح

اے ولایت وقطبیت کے تقسیم کرنے والے آپ تو سیدنا وسید الکونین ابوالقاسم محمد بن عبداللہ ﷺ کے فرزند ہیں پھر آپ کی صفت قاسم کیوں نہ ہو اور آپ کے جد امجد حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار وقدرت بخشا ہے اور آپ جب کہ ان

کے فرزند ارجمند ہیں تو آپ اسم بامسمی قادر کیوں نہ ہوں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ولایت کی تقسیم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہے اب اس کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ولایت کی ڈور غوثِ اعظم کے ہاتھ میں

حضور علامہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور مظہر جانجاناں نقشبندی خلیفہ شاہ غلام علی مجددی نقشبندی کے خلیفہ اپنی کتاب السیف المسلول صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸ میں لکھتے ہیں۔

بعض اکابر اولیاء اللہ بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم است امام ازمعنی دیگر حاضر گشتہ وآن آن است کہ فیوض وبرکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء اللہ نازل می شد وازان شخص قسمت شد بوبھر یك از اولیاء عصر موافق مرتبہ وبحسب استعداد بادمیر سد خدا وھیچ کس راز اولیاء اللہ بے توسط اوفیض نمی رسدد کسے از مردان خدا بے وسیلہ رد درجہ ولایت نمی یا بداقطاب جزئ واوتاد وابدال ونجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بوے محتاج می با شد صاحب وایں منصب عالی را امام گویند وقطب الارشاد بالاصالہ نیز خوانند وایں منصب عالی از وقت ظھور علیہ السلام بروح پاك آنحضرت می رسید و بعدہ بوجود عنصری تاوقت رحلت اوازاصحاب وتابعین ھمہ راایں دولت تبوسط اورسید و بعد رحلت او این منصب بحسن مجتبیٰ وبعد از دے شھید کربلا پستر بامام زین العابدین پسر محمد باقر بعدازاں جعفر صادق پسر بامام موسیٰ کاظم پسر بعلی رضا پسر محمد تقی بعدازاں محمد نقی بسر بحسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنھم آن منصب معلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تاوقت ظھور سید الشرفاء غوث الثقلین محبوبِ سبحانی پیدا شد ندایں منصب مبارك بوے متعلق شدہ یاظھور محمد مھدی ایں منصب بروح مبارك غوث الثقلین متعلق باشد۔

بعض اکابر اولیاء امت کو کشفِ صریح کے ذریعہ امام کا ایک اور معنی منکشف ہوا ہے کشف بھی علم کے اسباب سے ایک ہے وہ معنی یہ ہے کہ اولیاء اللہ پر حق تعالیٰ کی جناب سے جو فیوض وبرکات نازل ہوتی ہیں سب سے پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہیں اس خوش نصیب کی وساطت سے دوسرے اولیاء عصر اپنی اپنی استعداد ومرتبہ کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔اس کی وساطت ووسیلہ کے بغیر کوئی شخص بھی درجہ ولایت نہیں پا سکتا۔اقطاب،ابدال،نجباء،نقباء اور اولیاءِ خدا کی جمیع اقسام اس

کے محتاج ہوتے ہیں۔اس عالی منصب انسان کو امام کہتے ہیں اور قطب الارشاد بالا صالت بھی انہیں کہا جاتا ہے۔

آدم علیہ السلام کے ظہور سے یہ عالی مرتبہ ۔ علی مرتضیٰ کی روح کے لئے مقرر ہو چکا تھا آپ کی نشاتِ عنصری سے پہلے اُمم سابقہ کو آپ کی روح مبارک کے توسط سے ہی درجہ ولایت ملتا تھا اور وجودِ عنصری کے بعد اور تا وقت وفات صحابہ و تابعین سب کو یہ دولت انہیں کے توسط سے ملی۔آپ کی رحلت کے بعد یہ عالی منصب حسن مجتبیٰ کے سپرد ہوا پھر حسین شہید کربلا کے ہاں آپ کے بعد امام زین العابدین پھر امام باقر پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری اس منصب جلیل پر فائز ہوئے۔عسکری کی وفات کے بعد سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلی کے ظہور تک یہ منصب حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے تو منصب مبارک ان سے متعلق ہو گیا اور امام مہدی کے ظہور تک آپ کی روح سے متعلق رہے گا۔

آپ فرماتے ہیں

قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله

اور ترنم سے یہ بیت پڑھا

افلت شموس الاولین وشمسنا　　　　ابدا علی رفق البلا وتغرب

جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے یہ منصب ان کے سپرد ہو جائیگا اور آپ کے زمانہ تک ان سے متعلق رہے گا۔

(السیف المسلول اردو،مطبوعہ ملتان،صفحہ ۵۲۷،۵۲۸)

معروضِ اُویسی

جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنہیں وہابی دیوبندی بیہقی وقت اور نقشبندی حضرات محقق برحق مانتے ہیں) نے لکھا بعینہٖ اس طرح حضور مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی تسلیم کرتے ہیں وہ بھی (بلاکم وکاست) یونہی لکھتے ہیں اور یہی حقیقت ہے جب ہمارے اکابر و مشائخ ہمیں یہی سبق دیتے ہیں تو پھر ہمیں ضد کیوں اور قدم سے مراد بھی ظاہری قدم نہ سہی افضلیت سہی اور وہ بھی ان کے لئے جن کے لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت کا حق رکھتے ہیں اس سے انکار کر کے بتائیے کون سی دین اور تصوف کی خدمت ہو گی یا محرومی کا طوق گلے میں ڈالنے کا شوق ہے ہاں کوئی بدقسمتی اور محرومی کا طوق اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتا ہے تو ہمارا کیا زور ہے ان سے پہلے وہابیوں دیوبندیوں نے یہ ہار گلے میں ڈالا تو ان

کا حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

انکارِ وھابی وتوضیح اُویسی

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتمۂ کتاب میں لفظ امام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک معنی وہی لکھا جو ہمارا مدعا ہے اسے اہل سنت تمام نے بسروچشم مان لیا لیکن وہابیوں غیر مقلدوں نے اس کا انکار کیا۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس میں ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔امام کے چند معانی ہیں (۱) روافض کا مخترع معنی جس کا کوئی ثبوت نہیں اس کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے۔(۲) خلیفہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس معنی کے اعتبار سے امام کا اطلاق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد مہدی کے سوا دوسروں پر کرنا دروغ اور افتراء ہے۔(۳) پیشوائے ملت اس معنی کے اعتبار سے اکثر اکابرین امت پر لفظ امام کا اطلاق ہوسکتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ امام شافعی اسی طرح ائمہ اہل بیت پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ اکابرین امت ظاہر و باطن میں ان کی طرف مراجعت کرتے رہے بالخصوص امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد جوتھا معنی وہی لکھا جو ہم نے اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے لیکن اس کا صرف وہابیوں نے کیا۔

وھابی غیر مقلد نے کھا

لفظ امام جو اہل سنت کا مدعا ہے اس پر وہابی کتاب کے حاشیہ پر ـــہ کا نشان لگا کر لکھتا ہے کہ امام عربی زبان کا لفظ ہے عرب عرباء نے اس لفظ کو جن معنی میں استعمال کیا ہے انہی میں سے کوئی ایک معنی موقع محل کے اعتبار سے ہوسکتا ہے یا پھر رسول اللہ ﷺ نے قدیم معنی سے کسی لفظ کو بدل کر نیا معنی دیا ہو کشف کے ذریعہ جس صاحب نے امام کا ایک معنی نیا ڈھونڈا ہے تو قاضی صاحب کی اپنی ذہنی پیداوار ہے اصل حقیقت سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں خود امام کا ایک معنی ایجاد کر لینا اور اسے اپنے محاورات میں استعمال کرنا ٹھیک ہوسکتا ہے مگر اسے شریعت کی ایک اساس اور بنیاد بنا ڈالنا اور یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک امام ہے جس کے توسط سے کُل اولیاء اللہ مقامِ ولایت حاصل کرتے ہیں بے دلیل اور غیر وزنی بات ہے۔ مقامِ ولایت حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسے اصطلاح شرع میں اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کا نام دیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایہ. (پارہ ۳،سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

اللہ کی محبت حاصل کرنا جو کہ مقامِ ولایت ہی ہے اتباع رسول سے معلق ہے نہ کہ کسی اور امام کی نظر عنایت پر موقوف۔قاضی صاحب کا یہ فرمانا کہ کشف بھی علم کے اسباب میں سے ایک ہے تب صحیح ہے کہ کشف بھی ہو چونکہ امام کا یہ

مخترع معنی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جمیع اقسام اولیاء مقامِ ولایت حاصل کرنے کے لئے روح علی کے محتاج ہیں صریح نصوص قرآن واحادیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ کسی صاحب کا کشف کشفِ رحمانی نہیں کوئی اور کشف ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هو لا يخرق ستراولا يجاوز حداو لايخطئى ابدا. (مدارج السالکین جلد ا صفحہ ۴۸)

یعنی الہام صحیح وہ ہے خارق ستر نہ ہو، حد سے تجاوز نہ کرے اور کبھی خطاء نہ کرے۔

لايجاوز حدا کی وضاحت کرتے ہیں

لايقع على خلاف الحدود الشرعية فهو شيطاني لارحماني. (ایضاً)

یعنی وہ الہام وکشف حدودِ شرعیہ کے خلاف نہ واقع ہوا تو وہ کشف شیطانی ہوگا رحمانی نہیں۔

حقائق بھی مبینہ کشف کی تکذیب کرتے ہیں۔ابن تیمیہ لکھتا ہے

وكل من الصحابة الذين سكنوا لامصار اخرعة الناس الايمان والذين واكثر المسلمين بالمشرق والمغرب لم ياخذوا عن على رضى الله تعالىٰ عنه شيئا واهل المدينة لم سكو نوا يحتاجون اليه الا كما يحتاجون الى نظراه (الى ان قال) والعباد والزهاد من اهل هذا البلاد اخذوا الذين عمن شاهده من الصحابة فكيف يجوزان يقال ان طريق اهل الزهد والتصرف متصل به دون غيره انتهىٰ. (منہاج السنہ جلد ۴، صفحہ ۱۵۷)

یعنی بعض جمیع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو کہ مختلف اطراف میں متوطن ہوئے لوگوں نے ایمان و دین حاصل کیا مشرق ومغرب کے مسلمانوں کی اکثریت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ بھی نہیں لیا۔اہل مدینہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج نہ تھے مگرا تنا جتنا ان کے ہم مرتبہ دوسرے صحابہ کرام کے ان علاقوں کے عباد اور زہاد نے اخذ دین ان صحابہ کرام سے کیا جو انہیں ملے تو یہ کہنا کہاں جائز ہے کہ اہل زہد وتصوف کا طریق علی سے ہی متصل ہے کسی اور سے نہیں۔

امام صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا

ان الله قدجعل محمد اهاديا فقال وانک لتهدى الى صراط مستقيم صراط الله فكيف يجعل الهادى من لم يوصف بذلک.

یعنی اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی راہنمائی کے لئے محمد ﷺ کو ہی متعین فرمایا ہے۔

قرآن میں ہے

وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم. (پارہ ۲۵،سورۃ الشوریٰ،آیت ۵۲)

تو اس کو ہادی (مقامِ ولایت) کیوں کہا جا رہا ہے جس کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی۔ نیز فرمایا

کل من اھتدی من امۃ محمد فیہ اھتدی. وھذا کذب بین فانہ قدآمن بالنبی ﷺ خلق کثیر واھتدوا بہ دخلوا الجنۃ ولم یسمعوا من علی کلمۃ واحدۃ. (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۳۹)

یہ کہنا کہ امت محمد ﷺ سے جس نے بھی ہدایت پائی (مقامِ ولایت) وہ حضرعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پائی یہ جھوٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک خلقِ کثیر نے ہدایت حاصل کی اور جنت میں داخل ہو گئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کلمہ بھی نہ سنا۔

ے دلیل؟ اس کے برعکس قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا

ترجمہ

جب ہم نے موسیٰ کی طرف امر کیا آپ موجود و حاضر نہ تھے (الی ان قال) اہل مدین میں بھی آپ مقیم نہ تھے مگر ہم نے رسول بھیجے طور کی جانب میں آپ نہیں تھے ہم نے ندا کی لیکن آپ کے رب کی رحمت ہے تا کہ آپ ایک قوم کو ڈرائیں جن کے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ (القصص ۴۴،۴۲)

اس طرح ایک دوسرے مقام پر ہے

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپ کو وحی کی جب وہ قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے آپ وہاں نہیں تھے۔ (آل عمران ۴۴) چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ روحِ علی پہلے سے موجود تھی اور انہی کے توسط سے امم سابقہ کو مقامِ ولایت مل رہا ہے۔ پھر سابق انبیاء اور رسل علیہم السلام تو روحِ علی کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے تشریف لائے کہ تمہیں ادھر سے مقامِ ولایت ملے گا حالانکہ یہ بات صریح البطلان ہے۔

انتباہ از اُویسی

دیکھا ناظرین کہ وہابی کیسے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور وہی کہہ رہا ہے جو اولیاء کے ازلی دشمن ابن تیمیہ و ابن قیم نے کہا اور دلائل وہی دیئے جو عالمِ ارواح کے انکار کے ہیں اور وہ لوگ تو نہ صرف روحانیت کے منکر ہیں بلکہ عالمِ ارواح اور دیگر فیوضات و برکات کے بھی قائل نہیں۔ اس کوئی وہابیوں کے اصول اپناتا ہے تو ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس قول اور شعر کی نسبت شیخ عبدالقادر کی طرف ثابت نہیں ویسے بھی یہ مقولہ بالکل غلط ہے کیا شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی گردنوں پر بھی ہے وہ بھی تو اولیاء تھے اور کیا ان کا سورج ڈوب گیا ہے؟

تبصرہ اُویسی

حضور سرورِ عالم ﷺ نے سچ فرمایا کہ

وھم سفھا الاحلام

وہ پرلے درجے کے غبی ہوں گے

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں

الوھابیۃ قوم لایعقلون.

بھلا یہ بھی کوئی اعتراض ہیں مثلاً ان کے اسی آخری اعتراض کو دیکھ لیجئے کہ صحابہ پر بھی ثابت کر رہے ہیں حالانکہ عرفِ عام میں صحابہ ولی کے اطلاق میں داخل ہی نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ''ان یتامیٰ فی العلم'' کو تا حال معلوم نہیں ہوسکا کہ عرفِ عام کو شرح پاک میں بہت بڑی فوقیت حاصل ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ گوشت کھاؤں گا مچھلی کھائی تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ عرفِ عام میں لحم (گوشت) کا اطلاق مچھلی پر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اسے ''لحماً طریا'' کہا گیا ہے ایسے ان کے دیگر اعتراضات کا حال ہے۔

نبوی مینہ ، علوی فصل ، تبولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حل لغات

نبوی یعنی نبی کریم ﷺ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ مینہ بمعنی بارش۔ علوی یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ فصل عربی لفظ ہے موسم، موسمِ بہار۔ بتولی بمعنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزندی نسبت رکھنے والا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب بتول ہے جس کے معنی ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف لوٹ جانا۔ گلشن (فارسی) باغ چمنستان۔ حسنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا ۔حسینی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ مہکنا بمعنی خوشبو دینا، بسنا۔

شرح

اے حبیبِ خدا ﷺ کے لاڈلے آپ ﷺ کی سخاوت ورحم وکرم کی بارش ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موسمِ بہار ہیں اور حضرت فاطمۃ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چمنستان ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھول ہیں اور آپ اس پھول کی پھیلی ہوئی خوشبو ہیں لہٰذا آپ بیک وقت سراپا جود وسخاوت کی بارش پیہم ہیں جو اپنے نانا جان ﷺ سے آپ کو وراثت میں ملی ہے اور کرم وبخشش کے موسم بہار ہیں جو آپ نے دادا جان امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی ہے اور آپ چمنستان عنایت وسعادت ہیں جو اپنی دادی جان حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آتی ہے اور آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چمنستان فیضان عرفان کے پھول ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان وعرفان کی بو باس آپ کو وراثت میں آتی ہے۔

وارثِ پنجتن پاک

اس شعر میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنجتن پاک کی وراثت کا ذکر ہے اسی لئے آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ سیرۃ غوثِ اعظم میں ہے کہ دورانِ حمل درشکم مادر بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے والد ماجد ابو صالح کو خبر دی تھی کہ ابو صالح تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ سب اولیاء اللہ کا سردار ہوگا۔ سلسلہ پدری حضرت غوث پاک کا منتہی ہوتا ہے حضرت حسن مجتبیٰ تک اور سلسلہ مادری پہنچتا ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا تک۔ اسی لئے آپ کو حسنی وحسینی کہتے ہیں۔ حضرت غوث کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ بنت سید عبداللہ الصومعی ہیں جو کہ پیشوائے عارفات وسید الزاہدات تھیں آپ کی ساٹھ برس کی عمر ہوئی تب حضرت غوثِ پاک پیدا ہوئے۔ وقت یاس اور ناامیدی میں محبوب سبحانی کا آپ سے پیدا ہونا بھی از جملہ کرامات ہے۔ حضرت غوثِ پاک شکم مادر میں ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کی ماں کو چھینک آتی اور الحمد للہ کہتیں تو آپ ان کو پیٹ میں سے جواب دیتے تھے "یرحمک اللہ" پورے نو مہینے میں آپ پیدا ہوئے۔

سب نے آپ کی پہلی کرامت یہ دیکھی کہ ذکر اللہ کے ساتھ زبان آپ کی جاری تھی اور دونوں ہونٹ ہلتے اور اللہ اللہ فرمارہے تھے اسی واسطے تاریخی آپ کا نام عاشق ہے خدا کی محبت کے ساتھ آپ کا دل جوش مارتا۔

؎ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء ثلاثہ پر فضیلت نہیں رکھتے لیکن ان کے بعد باقی تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں خواہ وہ کسی بھی درجہ کا ہو تو بعدازاں تابعین وتبع تابعین اور آپ کی اولاد ودیگر سے اہل بیت علی الاطلاق افضل ہیں ایسے ہی جب ان کے نائب سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گدی نشین ہوئے تو ان کے لئے وہی حیثیت ہوگی۔ (فافہم)

اور آپ کو حسنِ یوسفی علیہ السلام و اخلاقِ محمدی و صدقِ صدیق و عدلِ فاروقی و حیائے عثمانی و شجاعتِ حدیری سب کچھ درگاہِ الٰہی سے عطاء کیا ہوا تھا اور روئے مبارک آپ کا ایسا تاباں و درخشاں دلیخ تھا کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا تھا اس کو تاب نظر نہیں ہوتی تھی۔ آپ یکم رمضان شریف روز دوشنبہ وقت صبح صادق پیدا ہوئے۔ تشریف لاتے ہی روزہ رکھ لیا اور دن بھر دودھ نوش نہیں فرمایا جب مغرب کی اذان مسجدوں میں ہونے لگی اور سب آدمی اپنے اپنے روزے افطار کرنے لگے اس وقت آپ نے بھی روزہ افطار کیا اور دودھ پینے لگے آپ کی والدہ فرماتی ہیں تمام ماہِ رمضان میں میرے بیٹے عبدالقادر نے روزہ رکھا ہے دن بھر دودھ نہیں پیتے تھے شام کے وقت سب روزہ داروں کے ساتھ افطار کرتے تھے۔

جب آپ پانچ برس کے ہوئے ایک عالم صاحب کے پاس لے جا کر بسم اللہ کرائی آپ کتاب لے کر عالم صاحب کے سامنے بیٹھے انہوں نے فرمایا میاں صاحبزادے بسم پڑھو "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم" آپ نے بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھی پھر الم سے لے کر اٹھارہ پارہ تک پڑھ کر سنا دیئے۔

عالم صاحب نے کہا اور پڑھیئے فرمایا بس مجھ کو اسی قدر یاد ہے۔ عالم صاحب نے کہا اس قدر کیوں ہے فرمایا میری والدہ صاحبہ کو اسی قدر یاد تھا جب میں ان کے پیٹ میں تھا وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے وہ یاد کر لئے۔ سبحان اللہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے کہ پیدا ہوئے تو اٹھارہ پارے کے حافظ ہو کر آئے اسے مادرزاد ولی کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں لڑکپن میں لڑکوں کے ہمراہ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک آواز غیب سے آتی کہ اے عبدالقادر کیا ارادہ کرتا ہے ہم نے تجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اور جب سونے کا وقت ہوتا تو آواز آتی اے عبدالقادر ہم نے تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہم نے تجھ کو اپنے واسطے پیدا کیا ہے ہم سے غافل نہ ہو ہماری طرف آ تیرا یار و فادار میں ہوں۔

سوئے من آ کہ ترا یار وفادار منم

۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہونے کے بعد جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دولتِ ولایت انہی کے توسط سے ملی بلکہ غلط اور بلا دلیل دعویٰ ہے جب کہ اُوپر امام ابن تیمیہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کسی نے اس کا اظہار نہیں کیا نہ ہی خود حضرت علی نے کبھی اس کا دعویٰ کیا۔ شیعی اور رافضی صوفیاء کی کوششوں سے عقیدہ سنی صوفیوں میں آیا اصل حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایمان وہدایت کے جملہ مراتب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرماں برادری میں حاصل کئے جیسا کہ خود مؤلف بار بار یہ دلائل اس کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ ارشادِ حق تعالیٰ ہے

الذین امنوو ھاجروا وجھدوافی سبیل باموالھم وانفسھم اعظم درجة عنداللہ واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمة منه ورضوان وجنت الایة (التوبة ۲۰، ۲۱) اس آیت میں اعلیٰ ترین مقام ولایت یعنی اللہ کے ہاں عظیم درجہ پر فائز المرام ہونا، اس کی رحمت و رضا حاصل کرنا اور بہشت کا مالک بن جانا ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا براہ راست نتیجہ قرار دیا ہے نہ کہ بتوسط علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر چہ داری بمن آری خریدارِ منم

جب آپ مکتب میں جاتے آواز آتی ''افسحو الولی اللّٰہ'' یعنی جگہ دو واسطے ولی اللہ کے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ کو فرشتے اُٹھا کر حضرت بی بی عائشہ کے پاس لے گئے آپ نے مجھ کو دودھ پلایا پھر حضرت رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ عبدالقادر تیرا بیٹا ہے۔

فائدہ

ایک روز خاص گیلان وطن شریف میں آواز آئی اے عبدالقادر ہم نے تجھ کو درجہ عاشقیت و معشوقیت دونوں عطا فرمائے۔ جب غوثِ پاک کی عمر دس برس کی ہوئی تمام علوم ظاہری سے فارغ ہوئے عالم فاضل قاری واعظ ہوئے اور کرامات کی آپ کی روز بروز ترقی ہونے لگی۔

بچپن میں کرامات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بچپن سے ہی ظہور پذیر ہونے لگیں اور زمانہ طفولیت میں ہی بڑے ظالم جابر ڈاکوؤں کو راہِ راست پر لگا دیا جیسا کہ آپ کی بچپن کی کرامت ذیل مشہور ہیں۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ سے بسلسلہ تعلیم ترکِ وطن کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے۔ جب راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا اور ہر ایک کی جامعہ تلاشی لی گئی اور حضرت محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری پر پوچھا گیا تمہارے پاس نقدی ہے آپ نے جواب دیا جی ہاں میری قمیص میں اندر کی جانب چالیس دینار سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکوؤں کو بڑا تعجب ہوا جامہ تلاشی پر واقعی چالیس دینار برآمد ہوئے۔ آپ کی اس راست گوئی سے ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا اور کہا کہ یہ دینار ایسی جگہ تھے اگر تم نہ بتاتے تو ہمیں ہرگز نہ ملتے تم نے یہ کیوں بتایا؟ حضرت نے جواب دیا میری والدہ نے کہا تھا کہ ہمیشہ سچ بولنا جب ڈاکوؤں کے سردار نے یہ الفاظ سنے تو فوراً توبہ تائب ہوئے پھر حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ہدایتِ خلقِ خدا ہوئی۔

نبوی ظِل ، علوی برج تبولی منزل
حسنی چاند ، حسینی ہے اجالا تیرا

حل لغات

ظل، سایہ۔ بُرج محل، قلعہ، وہ جگہ جہاں مسافر آرام وغیرہ کے لئے اترتے ہیں۔ مکان، اجالا، روشنی، نور۔

شرح

اے غیاث الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا سایہ نبوی سایہ ہے اور آپ کا قلعہ علوی ہے اور آپ کی منزل تبولی اور فاطمی منزل ہے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاند ہیں اور اس مبارک چاند میں نور اور روشنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور اسی طرح آپ کا نور ہدایت حسینی نورِ ہدایت ہے۔

فائدہ

اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ نسب کی برکتیں اور خوبیاں جس طرح اچھوتے انداز میں بیان کی گئی وہ بےنظیر و بےمثال ہیں۔

خاندانِ عالیشان

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت خاندانی تھی آپ کا خاندان نہ صرف والدین یا دادا نانا ولایت کا حامل تھا بلکہ حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک تمام کے تمام اولیائے کاملین میں سے تھے۔نمونہ کے طور پر چند بزرگوں کی کرامات سپردِ قلم کرتا ہوں مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''اماطۃ الاذی'' میں ملاحظہ ہوں۔

غوثِ اعظم کے نانا نے کرامت دیکھی

بحیرۂ اخضر کے دامن میں آباد ایک خانقاہ میں ایک نحیف ونزار بڑھیا ایک سرپوش بچہ کو گود میں لئے زاروقطار رو رہی ہے اس کی ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور پلکوں کی کیاری سے آنسو ٹپک رہے ہیں ایک معصوم وخوبرو بچہ حیرت کی تصویر بنے اس عورت کے قریب آیا اور بڑی متانت سے اس کے رونے کا سبب دریافت کرنے لگا۔ دکھی عورت کی کربناک سسکاری الفاظ کی صورت میں ڈھلی۔ بیٹے میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے مرحوم شوہر کی واحد نشانی اور میری زیست کا کُل سرمایہ یہی ایک بچہ تھا جس کے بیمار ہونے پر میں اسے اس خانقاہ میں لارہی تھی کہ یہ راستے میں انتقال کرگیا میں نے اپنی پوری قوت مجتمع کرڈالی اور بڑی امیدوں سے یہاں تک آئی لیکن اس خانقاہ کا مردِ کامل مجھے تقدیر کے بھنور میں پھنسا چھوڑ کر اور صبر کی تلقین کرکے چلا گیا ہے۔عورت کے ملتجیانہ لہجہ کے فسوں سے پیارے بچہ کا دل پگھل گیا بالکل سادہ اور پیارے لہجے میں کہنے لگا اماں تجھے غلطی فہمی ہوئی ہے تیرا بچہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے لو دیکھو وہ حرکت کررہا ہے۔

دکھیاری ماں نے بیتابی سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو بچہ سچ مچ ہمک رہا تھا عورت کے بےقرار دل سے طمانیت کی

ـــــ آخران بزرگوں کا نام قرآنِ پاک اور سنت رسول میں کہاں آیا ہے جس سے یہ تعین ہوا اگر کوئی دوسرے بزرگوں کو اس مقصد کے لئے متعین کرکے پیش کردے آپ اس کا کیا کریں گے۔

تیز آواز بلند ہوئی جسے سن کر خانقاہ کا معمر درویش اپنے حجرے سے باہر نکل آیا۔ مردِ حق نے ایک نظر زندہ متحرک بچے پر ڈالی اور پھر لاٹھی اُٹھا کے اس بچے کی طرف لپکا کہ جس کے معصوم بچپنے نے تقدیرِ خداوندی کے سربستہ راز کو سرِ عام کھول دیا تھا۔

بچہ بزرگ وقہر آلودہ دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگا بزرگ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور بچہ آگے آگے نا کارہ بچہ قبرستان کی طرف مڑا اور بلند آواز سے کہنے لگا قبرستان کے دفینو! میری مدد کرو۔ تیزی سے لپکتے ہوئے بزرگ اچانک ٹھٹک کر رک گئے کیونکہ قبرستان کے تین صد مردے اپنی قبروں سے اُٹھ کر اس بچے کی ڈھال بن چکے تھے اور بچہ چہرے پر ملکوتی وجاہت لئے دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ درویش حق آگاہ نے بڑی حسرت سے بچہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بیٹے ہم تیرے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے اس لئے تیری مرضی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں۔

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

حل لغات

خور، خورشید کا مخفف، آفتاب۔ معدن، سونے چاندی کی کان۔ لعل، ایک قیمتی سرخ پتھر۔ تجلا، چمک جلوہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم! آپ تو نبی کریم ﷺ کے آفتاب ہدایت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزم راسخ کے بلند پہاڑ ہیں اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان اور خزانہ ہیں اور حسنی ہیرے جواہر ہیں اور آپ کا جلوہ مبارک حسینی جلوہ ہے یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پنجتن پاک کے کمالات کا نمونہ ہیں۔ نبوی کمالات آپ میں ایسے روشن وتاباں ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب چنانچہ خود فرمایا

انا نائب رسول اللہ ﷺ ووارثہ فی الارض. (بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲)

یعنی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں اور زمین میں آپ کا وارث ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سال دنیا بھر میں سب لڑکے ہی پیدا ہوئے اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شہر جیلان میں آپ کی کرامت یہ ہوئی کہ اس سال جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب سے فرزند پیدا ہوئے۔

فائدہ

یہ شعر ارضیات پر مبنی ہے۔ (معارفِ رضا ۱۴۱۳ھ، صفحہ ۱۵۰)

حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے سارا جہاں منور ہوا جب حضرت غوثِ پاک پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کی چمک سے سارا گھر چمکنے لگا اور اس وقت کے سب اولیاء اللہ مبارک باد دینے لگے اور کثرت سے آپ کی کرامات کا ظہور ہوا۔ یہ حبیب خدا ﷺ کی نیابت کی نشانی ہے کہ وہاں معجزات کثیرہ کا صدور ہوا اور یہاں کراماتِ کثیرہ کا ظہور ہوا۔

چنانچہ مناقب غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وقت ولادت شریف قدرتِ غیب سے عجیب وغریب کرامات اس پاک ذات سے وقوع میں آئیں کہ زبان قاصر ہے مقصود صرف یہی تھا کہ تربیت خلق اللہ ہو اور دستگیری بندگانِ مدنظر تھی ورنہ اولیائے کرام کے نزدیک خوارق عادت کی کچھ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریمی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامت گویا ایک گراں ہار ہے جس میں جواہرات بیکراں یکے بعد دیگرے پروئے ہوئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

اے رونق بزم اصطفائی — اے یوسف مصر دو برمائی

اے شمع حریم مصطفائی — در حسن تو از همه جدائی

بحر و بر شہر وقریٰ سہل وحزن دشت وچمن

کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حل لغات

بحر و بر، سمندر اور خشکی۔ شہر وقریٰ، شہر اور گاؤں۔ بستی سہل وحزن، حزنہ کی جمع نرم زمین اور سخت پہاڑ۔ دشت وچمن، جنگل اور باغ کس قسم کے چک (سنسکرت) حصہ زمین کا پہنچتا نہیں دعویٰ یعنی والی وارث نہیں ہوتا، تصرف کا حق نہیں ہوتا۔

شرح

سمندر ہو کہ خشکی شہر ہو کہ بستی نرم نرم زمین ہو کہ محنت دشوار گزار پہاڑیاں جنگل ہو کہ چمن زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر آپ کا حق تصرف نہ ہو اور آپ اس کے والی و وارث نہ ہوں بلکہ پوری روئے زمین آپ کے تحت قدرت اللہ نے فرما دی ہے آپ تصرف کرتے ہیں۔

قرآن مجید

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون. (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۵)

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

حضورﷺ نے اعلان فرمایا کہ

فاعلموا انما الارض للہ ورسولہٖ. (بخاری شریف جلد۲صفحہ۱۰۲۷)

جان لوکہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ساری زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اس کی عطاء سے ساری زمین کا مالک اس کا رسول بھی ہے(ﷺ)اور یہ بات ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی چیز میں تصرف واختیار حاصل ہوتا ہے پس ہمارے حضورﷺ روئے زمین کے مالک ومختار ہیں اور زمین پر حضورﷺ کی حکومت بھی ہے۔

واقعہ ھجرت رسول

حضورﷺ نے مکہ معظّمہ سے جب ہجرت فرمائی اور غار سے باہر تشریف لاکر بجانب مدینہ روانہ ہوئے تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کے قریب پہنچ کر حضورﷺ سے کہنے لگا کہ

من یمنعک منی الیوم

تجھے آج مجھ سے کون بچایگا۔

حضورﷺ نے فرمایا

یمنعنی الجبار الواحدالقھار

مجھے میرا جبار وقہار خدا بچائے گا

اتنے میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جعلت الارض مطیعة لک فامرھا ماشئت.

ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کردیا آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔

حضورﷺ کا حکم سننا تھا کہ اسی وقت

اخذت ارجل جوادہ الی الرکب.

زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔

سراقہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی مگر گھوڑا ہل نہ سکا آخر مجبور ہو کر سراقہ پکار اُٹھا

یامحمد الامان

اے محمد مجھے امان دیجئے

اور پھر منت کرنے لگا اور وعدہ کیا کہ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کا پتہ نہ بتاؤں گا تو حضور ﷺ نے زمین کو حکم فرمایا

یا ارض اطلقه فاطلقت جوادہ. (حجۃ اللہ علی العالمین)

اے زمین! چھوڑ دے اسے

تو زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ

عالم کائنات میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام روشن ہے چنانچہ تحفہ قادریہ میں حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالیٰ عنه در وائل مراصحاب رامی فرمود که اولیاء عراق مراتسلیم کرده اند بعد ازدتے فرمود که ایں ازمان جمیع زمین شرق وغرب وبروبحر سهل وجبل مراتسلیم کرده اندوهیچ ولی از اولیاء نماند درانومت مگر آنکه برشیخ آمد د تسلیم کرد اورابه قطبیت.

فائدہ

مذکورہ آیت و احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ اللہ کی عطاء سے ساری زمین کے مالک و حاکم ہیں اور آپ کا حکم زمین پر بھی چلتا ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے بھی لکھا ہے

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ''یا محمد الامان'' کا وظیفہ دشمن کو بھی پڑھنا پڑا۔اس قسم کی روایات بکثرت ہیں نیز شعر میں تصرف کے علاوہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ظاہری فیض کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی ذات سے اہل زمین کو نصیب ہوا۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جملہ عالم پر

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ زمانِ وسطی میں مرکزی حکومت کی کمزوری کا آخری زمانہ مذہبی انتشار کا زمانہ بھی تھا

لیکن سیاسی استحکام اور علومِ اسلامی کی اشاعت کے ساتھ حالات سدھر گئے۔اس اصلاح حالت میں ایک نئے صوفیانہ سلسلے سے بھی مدد ملی جس نے شمالی ہندوستان بالخصوص پنجاب اور سندھ میں بڑا اقتدار حاصل کیا اور جس کا اثر آج کسی دوسرے خانوادے کے اثر سے کم نہیں۔ یہ سلسلہ پیرانِ پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے شروع ہوا اور اس سے قبل جملہ سلاسل یا ختم ہو چکے یا معمولی طور پر چل رہے تھے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے ہر سلسلہ نئی زندگی پا کر نئے نام پائے مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور یہ سلاسل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے جاری ہوئے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں

قادریہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اتنا ہمہ گیر ہے کہ جہاں بھی اسلام کا نام ہوگا وہاں سلسلہ قادریہ کا بفضلہ تعالیٰ فیض عام ہوگا اور خوش بخت ہے وہ انسان جو سلسلہ قادریہ سے نسبت رکھتا ہے۔ جامعہ نظامیہ بغداد کے وائس چانسلر اور شیخ سعدی کے استاذ اور محدثین کے سرتاج حضرت محدث ابن الجوزی قدس سرہ نے فرمایا

لامرید شیخ اسعد من مرید الغوث.

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر سعادت منداور کوئی نہ ہوگا۔

اس طرح کے اقوال متعدد مشائخ کبار جیسے مسافر بن عدی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں الحمد للہ یہ ناکارہ اُویسی غفرلہ بھی سلسلہ قادریہ میں داخل ہے۔ سیدنا مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل فرما کر اس سلسلہ عالیہ میں دوسرے مسلمانوں کو شامل کرنے کی اجازت بخشی اگرچہ فقیر کو سلسلہ اُویسیہ سیدنا محکم الدین سیرانی حنفی اُویسی قدس سرہ کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ محی الدین اُویسی حنفی قدس سرہ کے توسط سے پہلے شرف حاصل تھا لیکن قسمت کی یاوری سے بندہ کو سلسلہ قادریہ میں بھی داخلہ مل گیا۔ (الحمد للہ علیٰ ذلک)

سلسلۂ قادریہ کی فضیلت

شیخ ابومسعود عبداللہ شیخ محمد الاوالی، شیخ عمر البزار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں

ضمن الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمرید یہ الیٰ یوم القیامۃ ان لایموت احد منھم الا علیٰ توبۃ. (بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹، قلائد الجواہر صفحہ ۱۶، اخبار الاخیار صفحہ ۶۵)

ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔

اسی لئے ہم بڑے فخر و ناز سے کہتے ہیں

قادریم نعرۂ یا غوثِ اعظم می زنم

دم شیخ احمد رضا خان قطب عالم مے زنم

اور خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

لو انکشفت عورة لمریدی بالمغرب وانا بالمشرق لسترتها.

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۵، بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۹، تحفہ قادریہ صفحہ ۳۸، تفریح الخاطر صفحہ ۵۳)

اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کی ستر پوشی کروں گا۔

امیر دستگیر غوثِ اعظم قطب ربانی حبیب سید عالم زہے محبوبِ سبحانی

بدہ دست یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

شیخ ابوالفتح السردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن الہیتی علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا

لا مریدین بشیخهم اسعد من مریدی الشیخ عبدالقادر رحمة الله تعالیٰ علیه.

کسی مرید کا شیخ اور مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الباری کے مریدین کے شیخ سے زیادہ فضل نہیں ہوسکتا۔

مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ

نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے شیخ مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے خرقہ اجازت کا تبرک حاصل کے بعد میرے باطن میں نسبت شریفہ قادریہ کی برکات کا احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے انوار سے پُر ہوگیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت ہے۔ (مقالاتِ مظہری صفحہ ۳۸)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

شیخ المحدثین، امام المحققین والمدققین عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں مشائخ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص جس نے آپ سے بیعت تو نہیں کی مگر آپ کا ارادت مند تھا اور اپنی نسبت آپ سے کرتا ہے تو کیا وہ آپ کے مریدین میں شمار ہوگا اور ان کی فضیلتوں میں شمار ہوگا کہ نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا

ہرکہ انتساب کرد بمن وخود راباز بست بنام من قبول کند اور احق سبحانہ وتعالیٰ ورحمت

کند بروئے وتوبہ بخشد اور اگرچہ بفضل خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحاب مرا د اھل مذھب وتابعان طریق مراد ھر کہ محب من بود در بھشت در آرد۔(اخبار الاخیار)

یعنی جس شخص نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہو گیا حق تعالیٰ جل جلالہ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اگرچہ اس شخص کا یہ طریقہ مکروہ ہے ایسا شخص میرے اصحاب اور میرے مریدین میں سے ہے اور میرے پروردگار عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے تمام اصحاب اہل مذہب میرے طریقہ پر چلنے والوں اور میرے محبوبوں کو بہشت میں جگہ دے گا۔

اسی لئے ہمیں امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے روزانہ سلسلہ قادریہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہوئے شعر ذیل کا ورد بتایا کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

بصورتِ دیگر

اس شعر میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشادِ گرامی کی طرف اشارہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ

اولیاء عراق مراتسلیم کردہ اند بعداز مدتے فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین مشرق ومغرب وبر و بحر و سھل وجبل مراتسلیم کردہ اندو ھیچ ولی از اولیاء نماند و درانوقت مگر آنکہ برشیخ آمد وتسلیم کرد اور بہ قطبیت۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱، تحفہ قادریہ ۳۸)

مجھے اولیائے عراق نے مان لیا بعد از مدت فرمایا کہ اب مشرق ومغرب اور بحر و برزمین اور جبل کے تمام لوگوں نے مانا بلکہ کوئی ایسا ولی نہیں جس نے مجھے قطب تسلیم نہ کیا ہو۔

فائدہ

تجربہ شاہد ہے کہ جس اسلامی ملک میں جاؤ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود پاؤ گے بلکہ قدرت نے ایسا نظام بنایا ہے کہ جوں جوں انکار بڑھتا چلا رہا ہے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے بلوچستان اور سندھ کے ایسے دیہاتوں میں جا کر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار وعقیدت دیکھی جہاں ان میں دینی اسلامی شعور سے لاشعوری کا احساس ہوتا ہے۔

نائیجیر یا کا قادری

فقیرمدینہ طیبہ میں اصحابِ صفہ کے مقام پر محو صلوٰۃ و سلام تھا کہ نائیجیر یا کاایک نوجوان عربی میں بولا "انــــــت باکستانی" میں نے کہا "نعم" پھر اس نے کہا "من مرشدک" تیرامرشدکون ہے؟ میں نے کہا "السید عبدالقادر الجیلانی" یہ نام سنتے ہی لپٹ گیا اور ہاتھ چومنے لگا اور کہا "ھـو مـرشـدی و مرشدنا بل مرشد الثقلین" رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تو ہمارا بھی مرشد ہے بلکہ ثقلین کا پیرومرشد ہے (رضی الله تعالیٰ عنه و ارضا عنها ومن جمیع المسلمین)

حسنِ نیت ہو خطاء پھر کبھی کرتا ہی نہیں

آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

حل لغات

حسنِ نیت بمعنی اچھی نیت ۔ خطاء بمعنی لغزش ۔ یگانہ بمعنی یکتا، بےمثل دوگانہ دورکعت والی نماز ۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی نیت سے اگر کوئی آپ کا دوگانہ یعنی نمازِ غوثیہ یعنی صلوٰۃ الاسرار ادا کرے یہ آزمودہ ہے جس مقصد کے لئے ادا کیا جائے اس کی تکمیل کے لئے بےنظیر و بےمثال ہے کبھی نامرادی کا سامنا ہوتا ہی نہیں ۔ یہ نماز امام ابوالحسن نورالدین علی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہم نے حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نمازِ غوثیہ کی ترکیب بہار شریعت جلد۴ صفحہ ۳۱ و اخبار الاخیار میں یوں ہے بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دورکعت نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں قل ھواللہ شریف (۱۱بار) پڑھے اور سلام کے بعد اللہ کی ثناء کرے پھر ۱۱بار درود شریف پڑھے اس کے بعد ۱۱بار یہ کہے۔

یا رسول الله یا نبی الله اغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یاقاضی الحاجات.

پھر عراق کی جانب ۱۱قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے

یا غوث الثقلین ویا کریم الطرفین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔

تجربہ اسلاف صالحین

صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ قضائے حاجت کے لئے تریاق اور اکسیر و بےنظیر ہے ہمارے مشائخ کرام اور اسلافِ عظام اپنے اپنے دور میں آزماتے چلے آئے ہیں ۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے ان کے فیض و کرم سے آزمایا اور خوب آزمایا بہت

سے دکھ درد کے ماروں کواس کا عمل کرایا سو فیصد تیز بہدف پایا۔حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ کے ارشاد مطابق فقیران دکھ کے ماروں کے ساتھ خود بھی جب صلوٰۃ الاسرار پر عمل کیا تو وظیفہ قادریہ بھی ساتھ شامل رکھا۔

وظیفہ قادریہ

تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو بار

''یاشیخ عبدالقادر شیئا للّٰہ حاضر شو''

ارشادِ سلطان باھوقدس سرہ

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ نے فرمایا وظیفہ مذکورہ کے ورد پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی ورنہ کام ضرور ہو جائیگا۔فقیر اُویسی غفرلہ اسے عمل میں لاتا ہے زیارتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ز ہے نصیب لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اکثر و بیشتر کام ضرور ہو گیا۔

ازالہ وھم

بعض لوگ اس نمازِ غوثیہ کو شرک سمجھتے ہیں ان کے اوہام کا قلع قمع مطلوب ہو تو امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ''انہار الانوار'' یا فقیر کے رسالہ ''صلوٰۃ غوثیہ کا ثبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔

گیارھویں شریف

ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف قضائے حاجات کے لئے مجرب ہے عدم جواز والوں کے پاس سوائے بدعت کی رٹ لگانے کے کچھ نہیں ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس کے جواز و برکات کے قائل بھی تھے اور عامل بھی تھے چند حوالے حاضر ہیں۔

برکات الرسول فی الھند

حضرت علامہ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں ہم نے اپنے سردار امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یومِ عرس (گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں مشہور و متعارف ہے۔(ما ثبت بالسنۃ صفحہ ۲۴۲)

ایضاً

یہی شیخ محقق فرماتے ہیں کہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ گروہ اولیاء میں مرتبہ بلند و پایۂ ارجمند رکھتے

تھے۔ ربیع الآخر کی دس تاریخ (گیارہویں شب) کو حضرت غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲)

ابن ملاجیون

ملا محمد اپنی کتاب ''وجیز الصراط'' کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔

تیرے جد کی ہے بارہویں غوثِ اعظم
ملی تجھ کو ہے گیارہویں غوثِ اعظم

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جنہیں علماءِ اہلحدیث و دیوبند اپنے اکابر میں شمار کرتے اور اپنی سند حدیث ان تک ملاتے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب ''کلمات طیبات'' فارسی صفحہ ۷۸ میں نقل کیا کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں۔ پھر یہ سب حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے چل دیئے۔ جب علی المرتضیٰ تشریف لائے تو ان کے ہمراہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے چنانچہ یہ سب حضرات ایک نورانی حجرہ میں تشریف لے گئے پوچھنے پر ان میں سے ایک بزرگ نے بتایا کہ آج حضرت غوث الثقلین کا عرس (گیارہویں شریف) ہے اس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ایک نامور علمی و روحانی شخصیت کے حوالہ سے ایسی عظیم روحانی سند اور ایسے عظیم بزرگوں کی سرپرستی بیان فرما کر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس غوث الثقلین و گیارہویں شریف کے جواز و ثبوت پر کیسی مہرِ تحقیق و تصدیق ثبت فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بدیں الفاظ گیارہویں شریف کا تاریخی ثبوت و مقبولیت بیان کی ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وقت و اکابرینِ شہر جمع ہوتے۔ نمازِ عصر سے مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے، قصائد و منقبت پڑھتے، ذکرِ جہر کرتے پھر طعام شیرینی وغیرہ جو نیاز تیار کی ہوتی وہ تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی صفحہ ۶۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پیشوائے علماءِ دیوبند نے فرمایا حضرت غوثِ پاک کی گیارہویں، دسواں، بیسواں، چہلم،

ششماہی، برسی (عرس) وغیرہ اور ایصالِ ثواب کے دوسرے طریقے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں کہ یہ سب چیزیں اصولی طور پر منع نہیں اوران میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں جہاں تک عوام کے غلو کا تعلق ہے اس کی اصلاح کرنی چاہیے اصل عمل کو منع کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر عوام کسی بات میں غلو (غلطی) کریں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ اہل فہم کا عمل غلط ہو گیا۔

عرس

مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے اب یہ تاریخ وفات کا دن کیوں ہے اس میں کچھ راز پوشیدہ ہیں۔ جن کے اظہار کے لئے ضرورت اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوتِ قرآن اور تقسیمِ طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ ہر سال اپنے پیرو مرشد کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں پھر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو مولود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ملخصاً)

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم"

گیارہویں شریف دراصل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن وحدیث سے اظہر من الشّمس ہے ایصالِ ثواب کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایصالِ ثواب کے مخالفین بھی معترف ہیں ہاں انہیں ضد ہے تو لفظ گیارہویں سے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اہل اسلام کے مقتدا ہیں اسی لئے بطورِ ادب اولیائے کرام سے آپ کے ایصالِ ثواب اور گیارہویں ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین کا عرس مبارک گیارہویں شریف ہر مہینے میں مقرر فرمادیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے امام شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یومِ عرس (گیارہویں شریف) کی پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور ومتعارف ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ صفحہ ۱۲۷)

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستہ تیرا

حل لغات

عرضِ احوال، اپنے حالات پیش کرنا۔ پیاسوں، پیاسا کی جمع، تشنۂ لب اور خواہشمند حضرات۔ آنکھیں تکتی ہیں یعنی

امیدوابستہ ہے۔ رستہ، راستہ کا مخفف ہے۔

شرح

اے چشمۂ سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے آرزومندوں میں طاقت نہیں کہ آپ کے سامنے اپنے حالات اور مافی الضمیر عرض کرسکیں لیکن اے بخشش وکرم کے بادل آرزومندوں کی آنکھیں آپ کی راہ دیکھ رہی ہیں اور نہایت والہانہ عقیدت مندی کے ساتھ آپ سے حاجت روائی کی امیدیں وابستہ کئے بیٹھے ہیں کیونکہ بارہا ہر صدی میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے آس لگانے والوں کی مدد فرمائی۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کشتی پار لگادی

ایک مرتبہ کچھ لوگ کشتی میں سوار ہوکر دریا میں سفر کررہے تھے کہ دریا میں طغیانی آنے سے کشتی ہچکولے کھانے لگی اور قریب تھا کہ ڈوب جائے۔ اس کشتی میں آپ کے ایک مرید بھی تھے انہوں نے یہ دیکھ کر نعرہ لگا کر آپ کو پکارا چنانچہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً تشریف فرما ہوئے اور آپ نے کشتی کو کنارے لگایا۔

غوثِ اعظم المدد

شیخ محمد عبداللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میرے ایک دوست نے خبر دی کہ مجھ پر حال وارد ہوا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں بیقرار جنگل کو نکل گیا مجھ پر امر مشکل ہوگیا۔ مجھے کسی شیخ کی امداد کی ضرورت پڑی غیب سے آواز آئی کہ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں جو ایسی مشکلات کو حل کرتے ہیں زمانہ میں ان جیسا کوئی نہیں میں نے اسی وقت پیارے دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ دیکھا تو اُسی وقت آپ تشریف لائے اور حال درست کردیا اور میری مشکل حل کردی۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۳۴۶)

ازالہ وھم

کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ آج ہمارا کام کیوں نہیں بنتا اس کا ازالہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ پہلے لوگ دل کے صاف تھے، عقائد میں بھی صاف، اعمال میں تھی اس لئے ان کی ہر بات رسائی رکھتی تھی ہمارے دل چونکہ بُرائیوں سے سیاہ ہوچکے ہیں اسی لئے رسائی نہیں ہوتی اگر کچھ ہوتا ہے تو دیر سے اگر آج بھی ان حضرات کی طرح کسی کا دل صاف ہو تو رسائی میں دیر نہیں جیسے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے دور میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قربِ معنوی کی وجہ سے بارہا فیض پایا اور مشکل حل کرائی۔ یہ ایسے ہے جیسے بارگاہِ حق کے مقبول کے کام جلدی ہوجاتے ہیں اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ حال کہ جب میں کہتا ہوں یارب میرا حال دیکھ جواب ملتا ہے کہ تو اپنا نامۂ اعمال دیکھ۔

لے گیارھویں والے کا نام

ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا اور خاندانِ قادریہ میں مرید تھا۔ وہ ہر سال غوثِ پاک کی گیارھویں شریف کیا کرتے تھا ایک سال اس شخص کو بکری نہ ملی تو اس نے ناچار ہو کر جو گائے اس کے گھر میں پلی ہوئی تھی اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے ہمسائے میں ایک برہمن رہتا تھا بہت غصے میں آیا اور کہا ابھی راجہ صاحب کو خبر کرتا ہوں تو نے گوسار ہتھیار کیا ہے دیکھ تیرا کیا حال ہوتا ہے؟ اس مسلمان نے برہمن کی بہت خوشامد کی اور ہاتھ پاؤں جوڑے مگر وہ ہرگز راضی نہیں ہوا۔ جب اس مسلمان کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور گرفتار کروایگا کچھ لالچ دے کر اس برہمن کو اپنے گھر میں بلایا اور اس کی گردن پر ہاتھ تلوار کا ایسا جمایا کہ سر تن سے جدا ہو گیا جب آدھی رات ہوئی تو اس کی لاش کو ایک کپڑے میں باندھ کر وہ مسلمان دریا میں پھینکنے کو چلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر سپاہیوں نے پوچھا تو کون ہے قاتل نے کہا میں دھوبی ہوں دریا پر کپڑے دھونے جاتا ہوں۔ سپاہیوں نے جو گٹھڑی دیکھی تو آدمی کی لاش معلوم ہوئی فوراً اس مسلمان کو گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں اس پر مقدمہ پیش ہوا۔ اظہار کے وقت راجہ صاحب نے کہا سچ بات ہم کو پسند ہے جو کچھ ہوا ہے تو سچ سچ کہہ دے۔ قاتل نے قصہ گیارھویں شریف اور ذبح کرنا اپنی گائے کا اور مجبوراً برہمن کا قتل کرنا اور لے جانا اس کی لاش کو دریا میں پھینکنے کے لئے اور گرفتار ہونا سب اس نے سچ سچ بیان کر دیا۔ راجہ نے یہ سن کر کہا واقعی تو نے واقعہ سچ بیان کیا لہٰذا تیرا قصور معاف ہے اور یہ تیرا برہمن ہمسایہ بے رحم اسی قابل تھا کہ تجھ پر کچھ رحم نہ کیا۔

(گیارھویں شریف ۱۲)

قربان جاؤں

کیا اپنے غلاموں پر نوازش ہے کیسا اپنے متعلقین کا خیال فرماتے ہیں میرے پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منصور کی دستگیری

خوارق الاخبار میں شیخ ابوالقاسم سامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی لغزش میں دستگیری کرتا اگر میں ہوتا تو بیشک ان کی دستگیری کرتا اسے لغزش سے باز رکھتا اور میرے مریدوں سے جس کو ایسی لغزش پیش آتی ہے اس کی دستگیری کرتا ہوں اور قیامت تک کرتا رہوں گا۔

فائدہ

نقد سودا ہے ادھار نہیں آج بھی اگر کوئی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا رابطہ مضبوط کر لے پھر قدرت کے کرشمے دیکھے۔

لجپال غوثِ اعظم

جناب قاضی وجیہ الدین قادری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ برہانپور میں ہمارے گھر کے قریب ایک ہندو کھتری رہتا تھا اور آپ کا عرس شریف کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر درویشوں کو کھلاتا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ اپنے دستور کے موافق اس کو مرگھٹ میں لے گئے۔ گھی اور آگ میں جلایا ہر چند جلاتے تھے اس کا ایک بال بھی نہیں جلتا تھا مایوس ہو کر دریا میں بہانے کا ارادہ کیا دریا کے مگر مچھ ہی کھائیں گے۔ اس عرصے میں حضرت غوثِ پاک کے ایک خلیفہ کو عالمِ باطن میں حکم ہوا کہ فلاں ہندو ہمارے فلاں فرزند کے پاس مسلمان ہوا اور کلمۂ محمدی پڑھ کر ہمارے سلسلے میں داخل ہوا اور اس کا نام سعد اللہ ہے وہ مر گیا ہے چاہیے کہ اس کو مرگھٹ سے لا کر غسل دو اور جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دو۔ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمارا مرید باایمان مرے گا اور دونوں جگہ دنیا و دین میں اس پر آگ اثر نہ کرے گی۔

فائدہ

ذیل میں چند مستند حوالہ جات عرض ہیں جن سے مذکورہ بالا دعویٰ غوثیہ کی تائید و توثیق ہو۔ تتمہ فتوح الغیب برحاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ مصر میں ہے

انا لمریدی حافظ ما یخافه　　　واحر سه من کل شر و فتنة

یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

توسل بنافی کل هول وشدة　　　اغیثک فی الاشیاء طراً بهمتی

مجھ سے توسل کرو ہر ہول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

مریدی اذا ماکان شرقاً و مغرباً　　　اغثه اذا ما سارفی ای بلدة

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو مشرق میں یا مغرب میں۔

(تتمہ فتوح الغیب برحاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۲۳۱ مطبوعہ مصر)

مرید ی لاتخف واش فانی　　　عزوم قاتل عند القتالی

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا، سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

مرید ی لاتخف الله ربی　　　عطانی رفعة نلت المنالی

میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا رب ہے مجھے وہ رفعت ملی ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔

مریدی تمسک بی و کن بی واثقاً فاحمیک فی الدنیا و یوم القیامة

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ میں ہے

ولو انکشفت عورة مریدی بالمشرق وانا بالمغرب استرتها.

اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول

آ برس جا کہ نہا دھو لے یہ پیاسا تیرا

حل لغات

تہیں، تہہ کی جمع ایک کے اوپر دوسرا جما ہوا۔ خول، اُوپر کا غلاف، چھلکا (اردو) آ کر برس جا (اُردو) بارش کر جا کہ تا کہ مخفف ہے۔ پیاسا، امیدوار۔

شرح

اے حاجت روائی کرنے والے غوث الاعظم موت بالکل قریب ہے عمر بھر کے گناہ ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ جم چکے ہیں۔ میرے جسم پر گناہوں کا میل کچیل اتنا دبیز ہو چکا ہے کہ گویا وہ میرے لئے گناہوں کا غلاف بن چکا ہے اور میں اس کے اندر ڈھک گیا ہوں اور میں گناہوں کے اس دبیز غلاف سے باہر نکلنے کی حاجت رکھتا ہوں لہٰذا اے حاجت روا اے رحیم و کریم آپ سے فریاد کرنے والا فریاد کر رہا ہے۔ آپ اپنے ضرورت مند کے پاس تشریف لائیں اور رحمت و رافت کی بارش برسا جائیں تا کہ گنہگار کے گناہوں کی میل دھل جائے اور آپ کا عقیدت مند غلام پاک و صاف ہو کر جنت الفردوس میں داخل ہونے کا حقدار ہو جائے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مردِ کامل اپنے مرید کو دارین کی فلاح و بہبودی میں مدد کرتا ہے اور یہی اہل سنت کے مخالفین پیشوا بھی کہتے ہیں۔

کتاب تذکرۃ الرشید دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اور دوسرے اکابر علمائے دیوبند کی اسے تائید حاصل ہے۔ چنانچہ مصنف کتاب و جامع ملفوظات مولوی عاشق الٰہی صاحب

دیوبندی اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حسبِ ارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (اسیر مالٹا) صدر مدرس دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نے تالیف کی ہے تو گویا اس کتاب کو ان صاحبان کی تائید و تصدیق حاصل ہے۔ اس کتاب کے مؤلف اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ پر اپنے قطب الوقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی ایک واقعہ لکھتے ہیں جس کو ہم من وعن نقل کرتے ہیں۔

ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا ہونا چاہیے۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کی جائے تو یہ سمجھے گا نہیں اور جواب دینا ضروری ہے اس لئے فرمایا کہ اچھا کل آنا بتائیں گے۔ اگلے دن جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اس کے حوالہ کیا اور فرمایا لو اس کو فلاں کے پاس پہنچا دو جب لوٹ آؤ گے تو اس وقت تمہاری بات کا جواب ملے گا۔ مکتوب الیہ (جس کی طرف خط لکھا گیا تھا) وہاں سے تیس منزل پر تھا اور اس کے یہاں ایک لڑکا تھا امرد (جس کی ڈاڑھی نہیں تھی) نہایت حسین وجمیل شیخ نے خط میں لکھ دیا کہ آوندہ نامہ خط لانے والے کی خوب خاطر کرنا، علیحدہ پر تکلف مکان میں ٹھہرانا اور خاص اپنے لڑکے کو اس کی خدمت گاری پر مامور کرنا اور اس کو تاکید کر دینا کہ اس کی تعمیل سے سر مو تجاوز نہ کرنا (یعنی مکمل تابعداری کرنا) اور ہر بات ماننا حتی (یہاں تک) کہ گناہ کا مرتکب بھی ہو (یعنی گناہ کا ارادہ کرے اور کرنے لگے) تو عذر نہ کرے۔ اس نامہ بر (خط لے جانے والے) کو فرمایا کہ ٹھیک تیسویں دن منزلِ مقصود پر پہنچ کر اکتیسویں دن واپس ہو جانا۔ یہ شخص حسبِ الحکم خط کر چلا تیس دن میں وہاں پہنچا اور خط حوالے کیا مکتوب الیہ نے کرامت نامہ قابلِ احترام خط کی پوری تائید کی جب اس شخص کو اس لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھٹکی تو مرتکبِ فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی (تھپڑ لگا) گویا خاص حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ ہے معاًرک گیا اور نادم (پشیمان) ہوا کہ کیا حرکت ہے۔ اگلے روز وہاں سے جواب لے کر چلا شیخ کے پاس پہنچا اور کہا کہ حضرت اب میرے سوال کا جواب دیجئے فرمایا پیر ایسا ہونا چاہیے جیسے تمہیں دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسا مکتوب الیہ یعنی عین لغزش کے موقعہ سے بچالے اور مرید اپنے پیر کا مطیع ہو کہ امتثالِ امر سے سر مو تجاوز نہ کرے عام اس سے کہ آبرو دنیوی جائے یا رہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)

دور سے پیر کی امداد

دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولانا رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا

سوال

اولیاء کرام کو عالم کی سیر کرنا مثلاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہری کے یعنی مافوق الاسباب یہ ممکن اور کرامات سے ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

جواب

یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہیں اور حق ہے کہ کرامات حرقِ عادت ظاہری عادت کے خلاف کا نام ہے اس میں کوئی تردد (شک وشبہ) کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکارِ کرامت کرنا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہل سنت ہے۔ واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ (فتاوی رشیدیہ کامل مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۲۱ کتاب العقائد جلد اول)

فائدہ

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو من جانب اللہ بڑی بڑی طاقتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ جس کی جیسے جب چاہیں مدد کر سکتے ہیں۔

دل کا راز

وہ دل کے راز کو بھی جانتے ہیں چنانچہ تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۲۱۲ پر مولف کی کتاب مولوی عاشق صاحب اپنے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرات جن کو ولی اور قطب مانتے ہیں ان کا باطنی علم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ

اگر دیوبندی حضرات کے اپنے گھر کے بزرگ لوگوں کے ارادوں اور نیتوں تک سے بغیر بتائے واقف اور باخبر ہو سکتے ہیں تو کیا تمام دنیا کے مسلم اور مانے ہوئے پیشوا اور غوث وقطب واقف نہیں ہو سکتے اور نہیں جان سکتے کہ یا کہ یہ مسئلہ صرف اپنے گھر ہی کے لئے ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ مسئلہ صرف ہمارے گھر کے لئے ہے پھر بھی اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ کے ولی لوگوں کے دلوں کے ارادوں اور نیتوں کو جانتے ہیں کفر و شرک نہیں۔ لیکن ان لکھنے والوں نے اپنے پیروں کے لئے تو عین توحید اور رسول اللہ ﷺ اور دیگر جملہ اولیائے کرام کے لئے شرک کہا۔

جہاز کو کاندھا دیا

کراماتِ امدادیہ مدنی کتب خانہ دیوبند یوپی کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردشِ طوفان میں آ گیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔

محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی آخر جہاز ڈوبنے لگا۔ ناخدا (ملاح) نے پکار کر کہا لوگو!

اب اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اس وقت مراقبہ میں ہوکر ایک طرف بیٹھ گیا حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ ضامن اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھ کر اوپر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ دیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازلِ سفر کے تھانہ بھون آ کر اس لکھے ہوئے دیکھا اور دریافت کیا اس وقت ایک طالب علم قدرت علی (نام) ساکن (پنڈری ملک پنجاب) مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنوئیں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی کو جو سونگھا تو اس میں دریائے شور (سمندر) کی بو اور چکناہٹ معلوم ہوئی اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی بھیگی ہوئی لنگی دی اس میں بھی دریا کا اثر معلوم ہوا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ ولی اللہ خاک کو سونا بنا دیتے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیوی ذرائع و وسائل سے مافوق اور اوپر آنِ واحد میں متعدد جگہ پہنچ جاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اپنے حجرہ میں مقیم بھی ہیں اور عین اُسی وقت سمندر میں پہنچ کر جہاز کو طوفان سے بچا بھی رہے ہیں پھر اُسی وقت حجر سے برآمد ہوتے ہیں تو لنگی سمندر والے پانی سے بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے دیکھو حجرہ سے غائب بھی ہیں اور ہزاروں میلوں پر سمندر کی گرداب (بھنور) میں کھڑے ہوکر کتنے بھاری وزنی جہاز کو اُٹھا رہے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیاوی ذرائع و وسائل سے بے نیاز ہوکر جہاز والوں کی مشکل کشائی کر رہے ہیں پھر اُسی وقت حجرہ سے باہر بھی آ رہے ہیں اور اوپر تذکرۃ الرشید کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اولیاء اللہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ پیر آن واحد میں بغیر کسی ظاہری اور مادی سامان کے سینکڑوں میل دور پہنچ کر مرید کو گناہ سے بچا سکتا ہے اور مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیر کے حکم کی تعمیل کرے خواہ اپنا بچہ ہی کسی اجنبی کے حوالے کرنا پڑے۔

یاغوثِ اعظم المدد

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

جنات پر شاھی

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں ایسے ہی جنات کے بھی غوث ہیں اسی لئے آپ کو غو

ث الثقلین کہا جاتا ہے اور آپ کا تصرف جن وانس پر تھا جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوتے اور اپنے پچھلے گناہوں سے تائب اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے اسی طرح جنات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور جن و ملائکہ میں بھی شیخ ہوتے ہیں اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔ شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ فاطمہ نامی میری ایک بیٹی تھی جس کی عمر سولہ سال کی تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہوگئی۔ میں نے یہ حال غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرمایا کہ آج رات تم بغداد کے محلّہ خرابۂ کوخ میں جاؤ اور زمین پر ایک دائرہ بناؤ اور ''بسم اللہ علیٰ نیت عبدالقادر'' پڑھتے جاؤ اور اس دائرہ میں بیٹھے رہو۔ جب رات کی تاریکی شباب پر آئے گی تو جنوں کا ایک گروہ اس طرف آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی مگر تم ان سے خائف نہ ہونا۔ صبح کے وقت جنوں کا بادشاہ معہ لشکر آئے گا اور تم سے پوچھے گا کہ بتاؤ کیا کام ہے تم کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا واقعہ اس کو بتا دینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسبِ الحکم ایسا ہی کیا جنات گروہ در گروہ مختلف شکلوں میں گزرتے گئے لیکن اس دائرہ کے قریب جس میں میں بیٹھا ہوا تھا کوئی نہیں آیا حتی کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نمودار ہوا اور دائرہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا کام ہے میں نے کہا مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اتر از مین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کس لئے بھیجا ہے۔ میں نے اس کو اپنی بیٹی کے غائب ہو جانے کا قصہ سنایا اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اُٹھا کرلے گیا ہے فوراً حاضر ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس جن کو معہ اس لڑکی کے وہاں حاضر کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۵، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۱، تحفۂ قادریہ صفحہ ۶۸، بہجۃ الاسرار صفحہ ۷۱، قلائد الجواہر صفحہ ۳۰)

یہ تلخیص ہے تفصیل آئے گی۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ غوثِ اعظم کو جن بھی مانتے ہیں لیکن ہمارے دور کے بعض جن وہابی نہیں مانتے۔

فقیر اُویسی کا جنات کے بھگانے کا تجربہ

جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونے میں تین بار کہیں اے لوگوں ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والے کے مرید ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم ان کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح و شام کہہ

دیا کریں انشاءاللہ یہ حق کی آواز سے اس گھر میں جنات نہیں رہیں گے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۳۹)

آپ بھی آزمائیے

جس مسجد یا علاقہ میں وہابی دیوبندی قابض ہوں ہمت کر کے ہر ماہ گیارہویں شریف کا جلسہ منعقد کریں اور گیارہویں شریف کا ختم دلائیں پہلے تو یہ لوگ واویلا کریں گے لیکن اس وظیفہ پر ڈٹ جائیں تو یہ لوگ جنات کی طرح بھاگ نکلیں گے۔ انشاءاللہ

غوث الثقلین

یہ لقب آپ کا اس لئے ہے کہ آپ انسانوں کے علاوہ جنات کے بھی پیر ہیں چنانچہ ابونظر بن عمر البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ایک مرتبہ بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے اپنے معمول کے مطابق دیر کی میں نے پوچھا تو کہا کہ ہم غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوں اُس وقت ہمیں آپ نہ بلایا کریں میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے ہو۔ جواب دیا کہ

اردحامنا بمجلسه اشد من ارد حالم الانس وان طوائف متا كثيره اسلمت وتابت على يديه. (قلائد الجواہر صفحہ ۳۹)

آپ کی مجلس میں انسانوں سے زیادہ ہمارا ہجوم ہوتا ہے اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

فائدہ

غوث الثقلین کا معنی ہے انسانوں اور جنوں کا فریادرس اس لئے کہ ثقلین یعنی انسانوں اور جنوں کا گروہ۔

آب آمدہ کہے اور میں تیمّم برخاست
مشتِ خاک اپنی ہوا ور نور کا اہلا تیرا

حل لغات

آبِ آمد، پانی آیا۔ وہ کہے (اردو) وہ فرمائیں۔ اور میں یعنی میں کہوں۔ تیمّم برخاست، تیمّم جاتا رہا پانی نہ ملنے کی صورت میں یا کوئی اور سخت مجبوری کی حالت میں ہو کہ وہ پانی کے استعمال سے قاصر ہے ایسی حالت میں تیمّم کیا جاتا ہے اور تیمّم کرنے کے لئے سب سے احسن مٹی ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو کہ اس میں نہ تو آگ لگے اور نہ ہی آگ میں پگھلے یہ تیمّم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ آبِ آمد تیمّم برخاست فارسی کا محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصلی

اور مستقل چیز مل جائے تو نقلی اور عارضی چیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی کے ہوتے ہوئے نقلی کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشت خاک، مٹھی بھر مٹی مجازاً آدمی، انسان۔ نور کا اہلا، روشنی کا سیلاب یعنی وافر نور۔

شرح

اے کاش غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلا فرمائیں کہ بارانِ رحمت و کرم جو میرا اصل مطلوب ہے اور میں کیونکہ میرے سارے گناہ دھل کر ختم ہو گئے اور صاف ہو گیا۔ اے کاش! میں ہوں اور آپ کا وافر اور مقدس یہ پہلے شعر کے دعویٰ کی دلیل ہے اور قرآن و حدیث کے مضمون کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید

ان الحسنت بذھبن السیات. (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۱۱۴)

بے شک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

حدیث شریف

ہم شفاعت کی احادیث مبارکہ تفصیل سے عرض کر چکے ہیں جن میں تصریح ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے گناہ محبوبانِ خدا کی نگاہ کرم سے معاف ہو جائیں گے بلکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں مریدوں کے واقعات تاریخ کے اوراق قلمبند کئے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف نام ہی عذابِ قبر سے نجات کا ضامن بنا۔ چند ایک حکایت حاضر ہیں۔

غوثِ اعظم کا دھوبی

دھوبی کا قصہ بہت بڑا مشہور ہے مخالفین کے حکیم الامۃ نے ملفوظات فیوض الرحمٰن اور الافاضات الیومیہ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہوا اس سے منکر نکیر نے سوالات کئے تو ہر سال کے جواب میں کہتا کہ میں غوثِ اعظم کا دھوبی ہوں صرف اسی جواب پر اس کی بخشش ہو گئی۔

ابدال کی خطاء معاف

ایک ابدال خطا سرزد ہو جانے کی وجہ سے مقامِ ابدالیت سے معذول کر دیا گیا تو اس نے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ملتجی ہو کر استغاثہ کیا اور اپنی پیشانی کو مدرسہ کی چوکھٹ پر رکھ کر رونے لگا تو اسی وقت ہاتف غیبی سے آواز آئی

یا فلاں لطخت جبھتک بتراب باب محبوبی السید عبدالقادر عفوت عن خطیتک و اعطیتک مقاماً اعلی من مقامک السابق الیٰ خدمته. و اشکر الله علیٰ هذه العطیة العظمیٰ فی حضور.

(تفریح الخاطر)

اے فلاں! چونکہ تو نے میرے محبوب سید عبدالقادر کے دروازہ کی خاک پر نیاز مندی کے لئے سر رکھ دیا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اور پہلے سے بھی بلند مقام عطاء فرمایا ہے تم حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

فائدہ

یہی وجہ ہے کہ اکثر عراق کے مشائخ کو جو حضرت کے ہمعصر تھے جب مدرسہ اور خانقاہ میں حاضر ہوتے ان کی

چوکھٹ کو چومتے

آں قبلہ صفاء کہ تواش ماہ منظری

اسرھا برآستانۂ او کاک را شوند

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۴۰، تحفہ قادریہ صفحہ ۷۶)

بلکہ آپ سے معمولی نسبت کے صدقے بھی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔ خود حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے

ایما مسلم عبر علےٰ باب مدرستی فان عذاب یوم القیامة یخفف عنه.

جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے گزرے گا تو قیامت کے دن اس کو عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، تحفہ قادریہ صفحہ ۴۴، نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ ۷۷)

نیز یہ واقعات آپ کی کرامات میں مفصلاً مذکور ہیں۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

حل لغات

جان تو جاتے ہی جائے گی، مرنے کے وقت پر ہی مرنا ہے، موت خدا جانے کب آئی گی۔ قیامت، روزِ حشر، مجازاً مصیبت۔ یہاں، اسی جگہ اس دنیا میں اپنے مرنے پہ مرنے کے بعد ٹھہرا ہے (اردو) کا ہے معلق ہے۔ نظارا، دیکھنا، دیدار۔

شرح

اے روشن ضمیر آقا میں آپ کی زیارت کے لئے بے قرار ہوں اور نہایت مضطرب ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مرنے کے بعد آپ کی زیارت کا شرف ضرور نصیب ہوگا مگر ابھی سے میرے دل میں شوقِ دیدار کا دریا موجزن ہے مگر افسوس یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے خدا جانے کب وقت پورا ہوگا اور آپ کا جمال پر کمال میسر ہے ہمیں شوق یہ تھا کہ مرنے سے پہلے ہی آپ کا دیدار کر لیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کا دیدار ممکن نہیں ہے۔

فائدہ

اس میں اشارہ ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت بھی قبر میں ہوتی ہے چنانچہ امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اپنی معروف کتاب عہو دصفحہ ا میں لکھتے ہیں

كل من كان متعلقا بنبي او رسول او ولي فلا بد ان يحضره وياخذ يده في الشدائد.

جوکوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی وولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

میزانِ الشریعۃ میں فرماتے ہیں

جميع الائمة المجهدين يشفعون متبعيهم ويلا خطو نهم في شدائد هم في الدنيا و البرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز والصراط.

تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے عبور نہ کر جائیں

اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور "لا خوف عليهم و لا هم يحزنون" کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آ گیا نہ انہیں کوئی خوف اور نہ کچھ غم۔ للہ الحمد نیز فرماتے ہیں

ان ائمة الفقها ء والصوفيه كلهم يشفعون مقلديهم ويلاحظوهم عند طلوع الموت وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولايفعلون عنهم في موقف من المواقف.

بے شک سب اولیاء علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کی پیروں کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر ان سے سوال کرتے ہیں جب ان کا حشر ہوتا ہے تو جب ان کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب ان کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتے ہیں ہر وقت ہر حال میں ان کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ ان سے غافل نہیں ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں

واما شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ مافعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر یسالانی اتاھما الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الیٰ سوال فی ایمانہ باللہ و رسولہٖ تخیا عنہ فتخیناعنی.

یعنی جب ہمارے استاد شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔ بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا جب منکر نکیر نے مجھ کو سوال کے لئے اُٹھایا۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔

نیز فرماتے ہیں

واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاخطون ابتاعھم ومریدھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف ائمۃ المذاھب.

جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت اپنے پیرووں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا

درھر حالتے کہ باشید مرایاد کنید تامن شمار اممد باشم در ھر لباسے کہ باشم۔

یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

جناب مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب کہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسباً وعلماءً و اداطریقۃً پردادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو عرب وولایت میں ایسا متبع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں

التفات غوث الثقلین بحال متوسلا ن طریقہ علیا ایشاں بسیار معلوم شد باھیچ کس از اھل این طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست۔

نیز فرمایا

عنایت حضرت خواجه نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلا دل در صحراها وقت خواب اسباب واسپان خود بحمایت حضرت می سپارند وتاپیداست از غیب همراه ایشان میشود وقاضی ثناء الله پانی پتی۔

مولوی اسحٰق فی مائۃ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیااور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرومرشد نے مکتوب ۵ میں ان کوفضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز ترین موجودات ومصورانور فیوض وبرکات لکھا اورمنقول کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے ہیں۔اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں

راھلاك می نمایند از ارواح بطریق اُویسیت فیض باطنی میر سید۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہمارا یہ عقیدہ شفاعت کا ایک شعبہ ہےاور شفاعت حق ہے۔ ہاں جہاں انبیاء واولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکارصریح ہے بے دینی اور بحکم فقہاء موجب کفار ہے۔

فقہائے کرام کےنزدیک وہ منکر کافر ہے۔امام اجل ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں

لا تجوز الصلاۃ خلف منکر الشفاعة لانه کافر.

منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی اس لئے کہ وہ کافر ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خلاصہ وبحرالرائق وغیرہا میں ہے فتاویٰ تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے

من المنکر شفاعة الشافعین یوم القیمةفھو کافر.

قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کامنکر کافر ہے۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حل لغات

در، چوکھٹ دروازہ۔سگ، کتا۔نسبت، لگاؤ،تعلق۔گردن، گلا۔دور کابعید سےڈورا، دھاگہ۔

شرح

اے شہنشاہ اولیاء! مجھے آپ کے کتے سے گہرا لگاؤ اور تعلق ہے اس لئے کہ کتے کو آپ کی مقدس چوکھٹ سے لگاؤ ہےاور آپ کی مقدس چوکھٹ کو آپ سے لگاؤ ہے اسی طرح دور دراز سے میرے گلے میں بھی آپ کی غلامی کا دھاگہ اور

اور ماتحتی کا طوق پر شوق ہے جو باعثِ نجات وصد فخر ہے۔

نسبت کے فوائد

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام المسلمین رحمہ اللہ نے نسبت کا سبق دیا ہے اور ولایت بالخصوص غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کا فائدہ بتایا لیکن جو اس نسبت سے بے خبر ہیں وہ بد قسمت ہیں ورنہ کسے معلوم نہیں کہ نفس کی حقیقت کتے سے بدتر ہے لیکن اگر اس کے گلے میں کسی کامل کا پٹہ ڈال دیا جائے تو اس کی خباثت سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے شیخ یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی ہے کہ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا یعنی آپ کی نسبت کا پٹہ یعنی شجرہ قادریہ سے نسبت کی زنجیر میرے گلے میں ہے اور اس زنجیر کی آخری کڑی رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک میں ہے اور یہ پٹہ اور زنجیر قائم رہا تو نفس بہک نہیں سکتا اور نہ ہی آخرت کا خوف وخطر ہوسکتا ہے۔

نفسِ امارہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتی ہے جس نے اس پر عبور حاصل کرلیا حقیقت میں وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوگیا۔ بقول شاعر

نہنگ واژدھا وشیر نرمارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا

اور نفسِ امارہ یا تو مسلسل جہد وعبادت سے قابو میں آسکتا ہے یا کسی اللہ والے کی نگاہ سے اس کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ عبادت وریاضت سے تو نفسِ امارہ پر آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ عبور ہوتا ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کی نگاہ پڑ جائے تو نفس امارہ ایک لخت قابو میں آجاتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

کونو مع الصدقین . (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۱۹)

اور سچوں کے ساتھ ہو

یہ ایک ظاہری بات ہے کہ نفس شیطان کے بہکانے سے بہکتا ہے اور جب بندہ کسی اللہ کے ولی کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو پھر شیطان وہاں پر قریب نہیں آسکتا کیونکہ شیطان نے اللہ کے سامنے جب قسم اُٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا تھا تو اسی وقت ہی رب کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کردیا تھا

الا عبادک منھم المخلصین. (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۴۰)

مگر جو ان میں تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔

تو جو اللہ والوں کے پاس آجائے وہ بھی شیطان سے محفوظ رہ جاتا ہے لہٰذا نفس امارہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی

لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس شعر میں اپنی گردن میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈورے کے ہونے کو نہایت فخر سے بیان فرما رہے ہیں اور در حقیقت یہ بات مذکورہ قرآنی تفصیل کی روشنی میں ہے ہی بڑی قابل فخر بات مگر

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے　　　　دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حل لغات

نشانی، علامت، پہچان۔ گلے، گردن۔ پٹا، چمڑے یا ریشم کا گلوبند جو کتے کے گلے میں ڈالا ہوا ہوتا ہے جسے دیکھ کر معلوم کرلیا جاتا ہے کہ یہ پالتو ہے لاوارث نہیں ہے ایسا کتا اگر کوئی نقصان و جرم کرتا ہے تو مارنے کے بجائے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ کہنا ہوتا ہے مالک سے کہتا ہیں مالک خود نقصان پورا کرتا ہے محض اس پٹے کی وجہ سے وہ کتا محفوظ رہتا ہے۔

شرح

اے شہنشاہِ اولیاء مجھ ناکارۂ مجرم کی تمنا ہے کہ اس غلامی کی وجہ سے جو میری گردن میں پٹا پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ سلامت اور ہمیشہ کے لئے باقی رہے ہیں وہ سگ ہوں جسے کوئی شخص نہیں مارے گا اس لئے کہ بالواسطہ میری گردن میں آپ کا پٹا ہے اور یہ ایسی نشانی ہے جسے دیکھتے ہی آسمان و زمین والے پہچان جاتے ہیں کہ یہ آپ کا غلام ہے جو مصائب و حادثات سے محفوظ رہنے کی یقینی علامت ہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کو دونوں جہانوں میں امان ہے جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے مریدوں کو یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کامل نہیں ہیں اگر وہ کامل نہیں ہیں تو کیا ہوا میں تو کامل ہوں۔ آپ کے اس فرمانِ عالی سے بالکل ظاہر ہے کہ آپ اپنے مریدوں کے ہر وقت نگہبان ہیں اور آپ کے مرید آپ کو جب بھی اور جہاں پکاریں آپ ان کو فوراً جواب دیتے ہیں اور ان کی ہر مشکل و مصیبت کو حل فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے

مدد کے لئے ان کو جب بھی پکارا
خدا کی قسم بن گئے کام سارے
غرورِ عمل زاہدوں کو مبارک

ہمیں ناز یہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑا ہوا ہو تو اس کو مارنے سے ہر ایک گریز کرتا ہے اور ہر ایک اس نشانی کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ اس کتے کا کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہے یہ آوارہ کتا نہیں ہے چنانچہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر اس کتے کو مار دیا یا زخمی کر دیا تو مقدمہ نہ بن جائے یا مالک اس کا بدلہ لینے کے لئے حملہ نہ کر دے کیونکہ کتے کے گلے میں پٹہ ڈال کر نشانی دینے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے اور اپنے آپ کو حضور غوثِ پاک کا سگ کہہ کے فرمایا ہے کہ حضور میں آپ کا غلام بے دام ہوں اور میرے گلے میں آپ کی غلامی کا طوق ہونے کی نشانی آج بھی ہے اور کل بھی ہوگی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سگِ غوثِ اعظم کہلوانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سگِ مدینہ کہلوانے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے تو ایک شعر میں یہاں تک فرمایا ہے کہ

کوئی کیا پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

حل لغات

قسمت، تقدیر۔ قسم کھائیں، تمنا و حیرت سے سوگند کھائیں۔ سگانِ بغداد (فارسی) بغداد کے کتے۔ ہند، ہندوستان فاضل بریلوی قدس سرہ کی جائے پیدائش و رہائش گاہ جو بغداد سے تقریباً ڈھائی ہزار میل دور ہے۔ دیتا رہوں پہرا تیرا، آپ کا محافظ اور چوکیدار بنا رہوں۔

شرح

بتوفیق الٰہی اے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دربار گھربار سے دور دراز ہندوستان میں رہ کر بھی آپ کی عزت و ناموس کی چوکیداری کا پورا پورا حق ادا کرنا میری تقدیر میں ہے آپ کے مخالفین و معاندین کو منہ توڑ جواب دیتا ہوں اور آپ کے نام کا ڈنکا پاک و ہند میں بجاتا ہوں میری اس تقدیر پر بغداد کے وہ کتے بھی ناز کرتے جو آپ کے بالکل قریب

ہیں آپ کے دربار میں ہمیشہ رہنے والے لوگ میری تقدیر کی قسمیں کھایا کرتے ہیں جس سے میری خوش قسمتی کا اظہار ہوتا ہے۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ اتنی دور رہ کر بھی آپ کی چوکیداری میری تقدیر میں آئی میں ہندوستان میں بھی رہوں تو آپ کی عزت وناموس کی دربانی کرتا رہوں اور بدمذہبوں اور اولیاءِ کرام کے مخالف لوگوں کا رد کرتا رہوں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا یہ دعویٰ اظہر من الشّمس ہے کہ جس طرح آپ نے مخالفینِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت کھٹے کئے نہ کسی کو پہلے اسی طرح زبردست تردید کا موقعہ ملا اور نہ یہ بعد والوں کے لئے ممکن ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ نے دشمنانِ اولیاء کی سرکوبی میں کبھی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور ہمیشہ ان پر ٹھیک ٹھیک وار کئے خود آپ کے اپنے بقول

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے جو عدو کے سینے میں غار ہے

اور ایسا آپ کیوں نہ کرتے جب کہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ولیوں کا دشمن خدا کا بھی دشمن ہے بلکہ ایک حدیث قدسی میں خود خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم کا ارشادِ گرامی ہے

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب.

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ولیوں کے دشمن خدا کے دشمن ہیں لہٰذا ان کی سرکوبی کرنا، ان کا قلع قمع کرنا، ان پر زبردست وار کرنا اور ان کو ذلیل ورسوا کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف ہند میں دشمنانِ اولیاء اور دشمنانِ غوثِ الوریٰ کی سرکوبی فرمائی بلکہ آپ کے فیوض وبرکات کا یہ سلسلہ پھیلتا ہوا پاکستان وعرب تک پہنچا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس وقت پوری دنیا میں آپ کی تحریروں اور کتابوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور آپ کی ہی کتابیں پڑھ کر پاک وہند عرب وعجم کے اولیاء ولیوں کے دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم اور
امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے حضور عالم اسلام کے اکثر مشائخ واولیاء وعلماء اور دانشوروں قوم نے عقیدت کے پھول نچھاور فرمائے ان میں ایک بین الاقوامی دانشور حکیم الامت علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت جودتِ طبع، کمالِ فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہد عدل ہیں۔ مولانا

ایک دفعہ جورائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے بعد کرتے ہیں لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے ۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ١٦، ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ١٩٧٠ء، صفحہ ٢٧)

مجددِ اسلام کے حضور میں عقیدت

مجددِ اسلام امام احمد رضا کو ہر دور میں عرب وعجم میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے گئے یہاں تک ملک غیر میں بھی آپ کے کمالات کے گیت گائے جارہے ہیں ۔ کچھ عرصہ قبل مبلغ اسلام علامہ سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربار نوشاہی عظیم الشان سنی کانفرنس برمنگھم (انگلینڈ) میں ایک نظم فی البدیہہ پیش کی جس کے چند اشعار حاضر ہیں

مجددِ عصر شاہ احمد رضاخاں

بشد چوں از بریلی شعلہ افشاں

بحفظ عظمتِ سلطانِ کونین

بروں شد از میاں حسام الحرمین

بعشق مصطفی روشن جبیں کرد — بعالمِ آشکار مزدیں کرد

چنیں شد مذہب حق آشکارا — بت لاندہباں شد پارہ پارہ

امین امت خیر البریہ — محافظ دولت سنت سنیہ

چوں بر قرطاس خامہ ادرواں شد — فریب دیو بر عالم عیاں شد

از تحریر ش جہاں رخشندہ گشتہ — نصیب سنیاں تابندہ گشتہ

بعزم ہمت وہم استقامت — برائے دشمنان دیں قیامت

چوں کرد آں احتساب بدخیالاں — رواں بندگان دیو نالاں

ازوں تاباں جمال اہل سنت — وزد ظاہر کمال اہل سنت

ترجمہ از اُویسی غفرلہ

(١) مجددِ زمانہ الشاہ احمد رضا خان بریلوی سے رونق افروز ہوئے ۔

(۲) سلطانِ کونین علیہ ﷺ کی عظمت کے تحفظ کے لئے حرمین کی تلوار کی میان نمودار ہوئی۔

(۳) پیشانی کو عشقِ مصطفی علیہ ﷺ سے روشن کیا مزدیں کو عالم دنیا میں ظاہر فرمایا۔

(۴) مذہبِ حق ایسا روشن ہوا کہ بد مذہبوں کا بت پارہ پارہ ہوگیا۔

(۵) آپ حضور علیہ ﷺ کی امت کے امین تھے آپ سنت سنیہ کی دولت کے محافظ تھے۔

(٦) جب کاغذ پر آپ کا قلم رواں دواں ہوا تو شیطان کا مکروفریب جہان میں ظاہر ہوگیا۔

(۷) آپ کی تحریر سے جہان روشن ہوا اہل سنت کا بخت بیدار ہوا۔

(۸) آپ کے پختہ ارادہ و استقامت سے دشمنانِ دین کے لئے قیامت قائم ہوئی۔

(۹) جب آپ نے بد مذہبوں کا محاسبہ کیا تو دیو کے بندے بھاگے آہ وگریہ کرتے ہوئے۔

(۱۰) آپ سے جمالِ اہل سنت روشن ہوا اور آپ سے ہی کمالِ اہل سنت ظاہر ہوا۔

تیری عزت کے نثار اے میرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

حل لغات

تیری عزت، آپ کی آبرو وعظمت کے بمعنی پر۔نثار، قربان، نچھاور۔اے میرے غیرت والے، اے میرے عزت والے۔آہ صد آہ، افسوس صد افسوس۔خوار، ذلیل، رسوا۔بردا، دراصل بردہ ہے ضرورت شعری کی وجہ سے الف استعمال کیا گیا ہے بمعنی غلام قیدی۔

شرح

اے میرے عزت وآبرو والے میں آپ کی عظمت پر قرباں ہو جاؤں آپ کا غلام ہو کر یوں ذلیل ورسوا کیا جاؤں اس شعر میں وہابیہ اور اہل بدعت نے اعلیٰ حضرت پر جو نا روا حملے کئے اور آپ کو بدنام کیا اس طرف اشارہ ہے کہ میں تیری عزت اور غیرت کا مظاہرہ کروں اور مجھے بدنامی اور رسوائی سے بچاؤ چنانچہ یہ دعا اعلیٰ حضرت کی مستجاب ہوئی اور عرب وعجم میں آپ کو مجددِ وقت اور امام اہل سنت تسلیم کیا اور آپ کے علم وفضل اور عظمت وشان کا حرمین طیبین کے علماء نے بھی اقرار کیا ہے۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ دشمنانِ اولیاء آپ کی عزت گھٹانے میں شب وروز ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگاتے رہیں گے لیکن آپ کی ہر آن عزت واحترام اور شہرت وعظمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پچاس سال پہلے اعلیٰ حضرت کا نام صرف خواص تک محدود تھا اب صدی گزرنے کے بعد اور نئی صدی کے آغاز میں آپ کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ ہند و پاک سے باہر بھی آپ کے نام کا شہرہ ہے آپ کی زندگی میں آپ کی تجدید کے متعلق علمائے عرب وعجم نے اعتراف کیا اور نہ صرف اپنے بلکہ آپ کے وہ حریف جو رات دن اس فکر میں رہتے کہ آپ کا کوئی معمولی سا سقم مل جائے تاکہ آپ کو رسوا اور بدنام کیا جائے لیکن قدرت نے ان کی زبان اور قلم سے آپ کے مناقب و کمالات کا اعتراف کرالیا۔

بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

حل لغات

بد، بُرا۔ سہی، مان لیا، بالفرض۔ ناکارہ، نکما۔ مجرم ناکارہ، اضافت توصیفی نکما مجرم کیسا ہی سہی کس طرح مان لیا جائے۔ کریما، کریم بخشش کرنے والا، الف ندائیہ۔ اے بخشش کرنے والے۔

شرح

میں خواہ برا ہوں یا چور مجرم ہوں یا بیکار جیسا بھی ہوں ہوں تو تیرا ہی لہٰذا میرے عیوب دور کر کے مجھے اچھے بھلا بنادے۔ اس شعر میں تلمیح ہے اس بات کی طرف کہ بعض اوقات چور آپ کے گھر میں چوری کرنے کے لئے داخل ہوئے تو آپ نے ان کو نیک و متقی بنا کر درجہ ولایت پر فائز کر دیا۔ سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں نمونہ کا ایک واقعہ حاضر ہے۔

چور قطب بن گیا

ایک دفعہ غوثِ پاک کے گھر میں چور آیا اور حضرت کی کملی اُٹھائی فوراً اندھا ہو گیا کملی اُسی وقت رکھ دی اچھا ہو گیا دیکھنے لگا پھر کملی اُٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا اسی طرح تین بار ہوا۔ چوتھی بار کملی رکھ بھی دی پھر بھی روشنی نہ آئی اندھا ہی رہا اسی مقام پر بیٹھا رہا۔ حضرت کو اس کا سب حال معلوم ہوتا رہا آپ تمام شب نوافل میں مشغول رہے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شہر میں ابدال نے انتقال کیا ہے آپ جس کو فرمائیے اس کی جگہ پر مقرر کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ شب کو ہمارے گھر میں ایک مہمان آئے ہیں ان کو لاؤ۔ وہی چور اندھا حاضر کیا گیا آپ نے ایک توجہ دے دی اسی وقت اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور ابدال کا مرتبہ حاصل ہو گیا فرمایا ان کو لیجاؤ ان کی جگہ پر مقرر کردو۔

آیا جو در پہ تیرے پہنچا وہ عرش پر
پایۂ عالی ہے پایہ جس نے پایا آپ کو
ایسے رتبے کا کہو پھر کون شایان ہو سکے
کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو

(مجموعہ میلاد شریف صفحہ ۴۳)

ایک اور چور

ایک شخص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ میں چوری کی نیت سے گھسا مگر کچھ نہ پایا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی جار ہا ہے اس میں ہمارے دروازہ کی بدنامی ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ کیا دے دیا جائے؟ فرمایا وہ دیا جائے جو دونوں جہان میں اس کے کام آئے ہمیں یاد کیا کرے گا۔ فلاں جگہ کے قطب کا انتقال ہو گیا ہے اسے وہاں کا قطب بنا کر بھیج دو۔ دیکھو آیا تھا تو چور تھا اور گیا تو قطب (اے سرکار) بغداد ہم چوروں پر بھی نظر کرم ہو جائے۔

چور نے دامن پکڑا

ایک دفعہ حضور غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں اکیلے جار ہے ہیں قیمتی قبا زیب تن ہے ایک ڈاکو نے بُری نیت سے دامن پکڑا کہ قبا اتار لیں عرض کیا مولیٰ اس نے عبدالقادر کا دامن پکڑا ہے قیامت تک اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ سبحان اللہ! ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ آپ کے دروازے پر آنے والے چور کبھی خالی نہ گئے بلکہ وہ آئے تو چوری کی نیت سے اور دنیوی مال چرانے کے لئے مگر جب واپس ہوئے تو کوئی غوث بن گیا کوئی قطب بن گیا اور کوئی ابدال کا رتبہ پا گیا۔ جب غوثِ پاک کے دروازے سے چور بھی خالی نہ لوٹے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ غوثیت میں اسی لئے عرض کرر ہے ہیں کہ مجھے بھی اور کچھ نہ سہی تو آپ چور اور مجرم ہی سمجھ لیں اور جس طرح دیگر چوروں کو آپ نے نوازا مجھے بھی اپنے وسیع خزانے سے حصہ وافر عطا فرمائیں اور اپنے کرم و فضل سے نوازیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر بھی آپ کے دیگر اشعار کی طرح آپ کی کمال شاعری کا آئینہ دار ہے اور اس شعر کو پڑھ کر بے چون و چرا تسلیم کرنا پڑتا ہے آپ بیشک شہنشاہ فن سخن ہیں اور دنیا کا کوئی شاعر آپ کی شاعری میں ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری

امام اہل سنت کی شاعری پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مجلس رضا لاہور کی جانب سے اعلیٰ حضرت کی شاعری پر رسائل شائع کئے بڑے مشہور اور پختہ کار شعراء نے آپ کی شاعری کے تفوق کا اظہارِ خیال فرمایا۔فقیر یہاں بین الاقوامی شہرت یافتہ عظیم شاعر اور حکیم الامۃ علامہ اقبال مرحوم کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ علامہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعت گوئی سے بھی متاثر ہوئے اور اولین دور میں علامہ نے فاضل بریلوی کی زمین میں ہی کافی اشعار کہے ہیں۔ لیجئے ایک دلچسپ واقعہ سنئے غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا علامہ اقبال اس جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولانا احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ کی ایک نعت شروع کردی جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

زہے عزت واعتلائے محمد (ﷺ)
کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد (ﷺ)
خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)
ہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد (ﷺ)

نعت کے بعد علامہ اپنی صدارتی تقریر کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ارتجالاً ذیل کے دو شعر فرمائے۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)
تعجب تو یہ ہے کہ فردوسِ اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

(نوادر اقبال از عبدالغفار شکیل، ایم اے صفحہ ۲۵)

اعجوبہ

اگر یہی اشعار کسی سنی شاعر نے لکھے ہوتے تو شرک کے مفتی آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے لیکن علامہ مرحوم نے فرمادیئے تو فتاویٰ شرک اندرونِ خانہ ہے حالانکہ یہی اشعار عقیدۂ اہل سنت کے ترجمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک ﷺ سے اتنا پیار و محبت ہے کہ اگر کسی مجرم کو دوزخ میں دھکیل تو محبوب ﷺ کی شفاعت سے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت عطا

فرماتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے مِلک و ملک کا مالک اپنے محبوب ﷺ کا بنا دیا کہ باوجودیکہ بہشت بریں ایک بہت بڑی شے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت ہے اسی لئے اس کے آباد کرنے کے لئے اپنے محبوب ﷺ کے سپرد فرمائی۔

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوہیں
کہ وہی نا وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

حل لغات

رسوا، بدنام۔ یوہیں، اسی طرح۔ وہی نا، برائے استفہام اقراری یعنی وہی ہے نا؟ وہ رضا، وہی احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ بندہ، غلام، مملوک۔

شرح

شرح یہ ہے کہ میں بہرصورت آپ ہی کی طرف نسبت دیا جاؤں گا لہٰذا مجھ سے رسوائی کا داغ مٹا دیں تاکہ آپ کی طرف میری رسوائی کی نسبت نہ ہو سکے۔ اس شعر میں نہایت خوبی اور ایک بڑے انوکھے طریقہ سے اپنا مدعا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ شعراء اپنے قصائد میں ممدوح کی تعریف کے بعد عرض حال کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ دنیاوی نعمت طلب کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے ممدوح حضرت غوثِ اعظم سے دنیا نہیں بلکہ آخرت کے مراتب طلب کئے اور دشمنوں پر غلبہ مانگا اور غوث الوریٰ کے دروازہ سے آپ کو دنیا میں بھی خوب صلہ ملا اور آخرت میں تو انشاء اللہ دنیا دیکھی گی۔

فاضل بریلوی کو انعامات

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کو جو انعامات نصیب ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں چند ایک تبرکاً عرض ہیں۔

انعام

فاضل بریلوی قدس سرہ جب روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو دل میں آرزو تھی کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو۔ فریادی ہوئے، دعائیں التجائیں کیں مگر مقصود پورا نہ ہوا۔ جب مقصد پورا نہیں ہوتا جس سے عاشق صادق کی بے چینی بے قراری اور بڑھ جاتی ہے پھر نہایت ہی سوز و گداز کے ساتھ مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر بارگاۂ رسالت میں ایک نعت شریف پیش کرتے ہیں اور آخر میں مقطع میں عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ

تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں

اس کے بعد بس پھر آقائے دو عالم، نور مجسم، رحمت عالم ﷺ کی طرف سے کرم ہو جاتا ہے، حجابات دور ہو جاتے ہیں اور عاشقِ صادق بیداری کے عالم میں اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارتِ اقدس سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو

سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

حل لغات

ہیں، کلمہ تعجب ہے۔ یوں بمعنی اسی طرح۔ بلک، اردو لفظ ہے نہ روئے نہ بے قرار ہو۔ جید با کمال۔ سید، سردار، مولا ۔ دہر بمعنی زمانہ، اہل زمانہ۔ مولا، مالک حاکم۔

شرح

ذرا ہوش سنبھال اے رضا اپنے ناکارہ اور نکما ہونے پر اس طرح بے قرار ہو کر نہ رو تم اگر اچھے اور با کمال نہیں ہو تو نہ سہی تیرا آقا تو سارے زمانے کے اچھے اور با کمال لوگوں کے سردار ہیں وہ اگر چاہیں گے تو تم کو اچھے اور با کمال حضرات کی صف میں کھڑا کر دیں گے اسی طرح تمہاری بھی نجات ہو جائے گی۔ یہ اس طرح اشارہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ

ان لم یکن مریدی جید انا جید

اگر میرا مرید با کمال نہ سہی میں تو با کمال ہوں۔

قادری مرید

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے سلسلہ قادریہ میں مرید کو نوید مسرت سنائی ہے کہ اگر مرید کتنا نکما اور ناکارہ کیوں نہ ہوا سے قادری نسبت سے آوارہ نہیں چھوڑا جاتا اسی لئے قادری مرید عرض کرتا ہے

مرجع عالم وملجائے غریباں مددے

دستگیر دو جہاں مرشد پیراں مددے

ازمتے صحبت اصحاب ھداتشنہ لبم

ساقی بزم خدادانی وعرفاں مددے

فخر آقا میں رضاؔ اور بھی اک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثناء خوانوں میں چہرا تیرا

حل لغات

فخر، بزرگی۔آقا، مالک، حاکم۔نظم ،شعر،قصیدہ۔رفیع ،بلند۔چل،چلو۔لکھالائیں، درج کرالائیں۔ثناءخوانوں میں،ثناءخوانوں کی جمع تعریف کرنے والوں کے گروہ میں۔چہرا،منہ،رخسار۔

شرح

اے رضا اپنے آقاومولیٰ سرکارِغوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی میں ایک اور بھی بلندوبالاقصیدہ کہہ کر سرکار کی تعریف کرنے والوں کی طرح تو بھی سرکارغوثیت میں پیش کرتا کہ سرکارِغوثیت میں تعریف کرنے والوں کے گروہ میں تیرا بھی نام درج ہوجائے اور سرکار کے فیضانِ خاص سے فیضیاب ہوتارہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض وہ بحرِقلزم ہے کہ جس نے ادھر رجوع کیاوہ دارین میں مالا مال ہوگیا۔

ہمارا تجربہ ہے کہ غوثیت مآب حضورغوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہوکرآپ کی خدمات سے دارین کی فلاح نصیب ہوتی ہے۔چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضرِخدمت ہوکرعرض کرنے لگاحضوروالا میرے والد کاانتقال ہوگیا ہے میں نے ان کوخواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذابِ قبر میں مبتلاہوں تم حضورمحبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں میرے لئے دعائے خیر فرمانے کے لئے عرض کرو۔ آپ نے ارشادفرمایاتمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گزرا تھا؟تو اس نے عرض کیابندہ نواز!جی ہاں آپ یہ سن کرخاموش ہوگئے۔

دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر ہوکرعرض کرنے لگاغریب نواز آج میں نے اپنے والدکوخواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اورسبزلباس زیبِ تن ہیں۔

وقال لی قد رفع عنی العذاب ببرکۃ الشیخ عبدالقادر.

اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادررضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دورکردیا گیا ہے

اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے رہاکرو۔

آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان یخفف العذاب عن کل من عبر علیٰ باب مدرستی من المسلمین.

بے شک میرے رب کریم عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کردوں گا۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۲ تا ۱۶، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ تا ۱۷، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۰، تحفہ قادریہ صفحہ ۴۴)

ایفائے وعدۂ غوثیہ

خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وعدہ ہے چنانچہ اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے بھائی دارالشکوہ قادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقۂ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زیارت کی ہے تو قبر کے خطرات اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کردی جائے گی۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۷۰)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں

ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرضِ طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے لوگوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا

فقال یسحق الکلا الذی حول مدرستنا ویو کل یشفی اللہ بہ الناس المرضیٰ.

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے اردگرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کراُو پر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفاء دے گا۔

نیز فرمایا

من شرب من ماء مدرستنا قطرۃً یشفیہ اللہ

جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پیئے گا اس کو بھی شفاء حاصل ہوگی۔

پس لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا

فوجدوا شفاء کاملاً.

تو ان کو شفاء کامل حاصل ہوئی۔

اہالیانِ بغداد شریف کا بیان ہے

فما وقع فی عهده الطاعون فی بغداد ثانیاً.

بعدازیں آپ کے عہد میں دوبارہ طاعون کی وباء قطعاً نہ آئی۔(تفریح الخاطر صفحہ ۳۴،۳۵ مطبوعہ مصر)

مدرسہ کے دروازہ پر جھاڑو دینا

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ بقاء بن بطو اور شیخ علی بن ابونصر الہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مدرسہ کے دروازے پر جھاڑو دیتے تھے اور پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔(بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۶۰)

برکاتِ مدرسہ

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان تھا کہ

من عتبر علیٰ باب مدرستی فان عذاب یوم القیمۃ یخفف عنہ.

جس کا میرے مدرسہ سے گزر ہوا تو قیامت کے دن اُس کے عذاب کی تخفیف ہوگی۔(طبقات الکبریٰ جلد ا صفحہ ۱۲۷)

اس بناء پر ایسے بندگانِ خدا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کو جھاڑو دینے کو سعادت سمجھتے۔

وصل سوم

درحسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت۔۳

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا

تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حل لغات

شیدا، عاشق، فریفتہ۔غیث، بارش، مینہ۔ پیاسا، خواہشمند، تشنہ لب۔

شرح

اے غوث الثقلین! لوگوں کے آپ ایسے فریادرس ہیں جس کے تمام فریادرسی کرنے والے اولیاء کاملین عاشق ہیں آپ رحم وکرم کی ایسی بارش ہیں کہ ہر فیض پہنچانے والے ابدال واقطاب وغیرہ آپ کے کرم کے پیاسے ہیں اور آپ سے فیضیابی کے خواہاں ہیں یعنی آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ سارے جہان کے اولیاء کرام کے مرجع اور ماویٰ ہیں۔

چند نمونے کے طور پر ان اولیائے کرام کے گلہائے عقیدت پیش کئے جاتے ہیں جنہیں اپنے دور میں دنیا والوں نے غوث اور قطب بنایا۔

تحقیق غوث

غوث کا معنی فریادرس ہے (جلد۲صفحہ۱۳۲) غیاث اللغات فارسی صفحہ۶۴۴۔حضرت پیر پیران میر میراں شاہ جیلاں ،واقف اسرار لامکاں، محبوبِ ربِ دو جہاں، فریادرس انس و جاں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ کو اسلاف نے اپنی تصانیف میں غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب لکھے ہیں۔

مخالفین بھی مانتے ھیں

اہل سنت کے اسلاف کے علاوہ طائفہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابر نے بھی اپنی تصانیف میں حضرت کو غوث الاعظم اور غوث الثقلین کے القاب لکھ کر آپ کو بہت بڑا فریادرس اور جنوں اور انسانوں کا بھی فریادرس ہونے کا اقرار کیا ہے مخالفین کے اکابر کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔"صراط مستقیم فارسی صفحہ ۵۶ ،۱۳۲، ۱۴۷، مصنفہ اسماعیل دہلوی، فتاویٰ نذیریہ مصنفہ مولوی نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ اشرفیہ جلد۳ صفحہ ۹ ، التذکیر جلد۳، صفحہ ۱۰۴ ، دعواتِ عبدیت جلد ۵ صفحہ ۱۷، تصانیف اشرف علی تھانوی، عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ اثروی گجراتی۔"

شرعی حیثیت

چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارین میں خلق خدا کے بہت سے امور میں بارگاہِ حق کے وسیلہ جلیلہ ہیں۔ حاضرین وغائبین کو مشکلات کے وقت نفع رساں رہے اور اب بھی نفع رسانی فرمارہے ہیں تو مجازاً غوث کا اطلاق آپ پر ہوا اور ہوتا رہے گا اور مجازاً شرعی امور میں بکثرت چلتا ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "فناء و بقاء"

غوث کا لقب منجانب اللّٰہ

تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لقب منجانب اللہ عطاء ہوا ہے

سیدنا الشیخ السید عبدالا عظم لانہ کلما ذکر الغوت فالمرادبہ ھو رضی اللہ تعالیٰ عنہ لانہ مخاطب من الحق بہ کذا ذکر فی الغوثیۃ.

یہی وجہ ہے کہ آج کل مخالفین بہت بڑا زور لگارہے ہیں کہ کسی طرح یہ لقب لوگوں کے دلوں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے مٹادیا جائے لیکن جسے خدا لکھے وہ کیوں مٹے۔

ازالۂ وھم

اس لقب سے گھبراہٹ صرف شرک کے خطرہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ صرف وہم اور اولیاء دشمنی کا بین ثبوت ہے کیونکہ غوث اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام نہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے پر اس کے اطلاق سے شرک تو ہم ہو اور وہ بھی اس وقت جب انسان کا عقیدہ ہو ورنہ شرک نہیں جیسا کہ مطول، مختصر معانی و دیگر علم بیان کی کتب میں تحقیق ہو چکی ہے اگر ان اولیاء دشمنی نہ ہوتی تو ایسے مجازات دوسرے کے لئے روا نہ رکھتے حالانکہ خود بہت سے صفاتِ الٰہیہ و اسمائے خداوندی کو مخلوق خدا پر بولتے رہتے ہیں مثلاً لفظ مولانا اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں دو مقام پر آیا ہے

انت مولانا فانصر نا علی القوم الکفرین. (پارہ ۳، آخری آیت، سورہ بقرہ)

تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

ھو مولنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون. (پارہ ۱۰، سورۂ توبہ، آیت ۵۱)

وہ ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

اس کے باوجود یہ لوگ ہرا غیرے غیرے نتھو خیرے کو مولانا کہتے ہیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حل لغات

سورج (اردو) آفتاب۔ اگلوں کے (اردو) پہلے والوں کے گزرے ہوئے ولیوں کے۔ چمکتے تھے (اردو) روشنی پھیلاتے تھے۔ ڈوبے، غروب ہو گئے۔ افق، آسمان کا کنارہ جو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین سے ملا ہوا ہے مجازاً آسمان۔ مہر، سورج۔ ہمیشہ (اردو) دائمی۔

شرح

گزرے ہوئے اولیاء کاملین کے ہدایت کے سورج ایک معین وقت تک خوب چمکتے رہے اور جب تک وہ حیاتِ ظاہری میں رہے اپنے اور بیگانے سبھی بہرہ ور ہوتے رہے لیکن جیسے جیسے ان کے وصال کا وقت آتا گیا وہ ہدایت کے سورج غروب ہوتے گئے مگر آپ کی ہدایت کا روشن سورج آسمان پر آج تک درخشندہ و تابندہ ہے اور وہ کبھی نہ غروب ہو گا۔

فائدہ

اس شعر میں حضور غوثِ پاک کے درج ذیل شعر کی طرف تلمیح ہے۔

غـــربــــت شـــمـــوس الاولـيـن وشـمـسـنـــا
ابـــداعـــلـــــىٰ افـــق لـــعـــلـــــى لاتـــغـــرب

اس شعر کی شرح از حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

ازالۂ وھم

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر اولیاءِ کرام قبور میں نہیں یا ان کا تصرف ختم ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے خود بیان فرمایا۔

(عرض) غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے (ارشاد) بغیر غوث کے زمین و آسمان نہیں رہ سکتے (عرض) غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں (ارشاد) نہیں بلکہ نہیں ہر حال یو ہیں مثل آئینہ پیش نظر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوثِ اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر حضور وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوثِ اعظم بھی ہیں ہیں اور سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطاء ہوگی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ۱۴۳)

فائدہ

یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے تا امام مہدی ولایت کی باگ ڈور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہر ولی کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلہ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے قادریہ سے ہو یا

سہروردیہ اور اُویسیہ سے۔

بعداز وصال

ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرفات کے علاوہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب بھی اولیاء کے عزل و نصب کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں کہ

در اولیائے امت و اصحاب طرق قویٰ کسیکه بعد تمام راه جذب بآکدوجوه به اصل این نسبت (اُویسیه) میل کرده اندو در انجابوجهٔ اتم قدم زده است حضرت شیخ محی الدین جیلانی اندولهذا گفته اندکه در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند۔(ہمسات ہمعہ ۱۱)

اور امت کے اولیائے عظام سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور سے اس نسبت نسبتِ اُویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنی مزار میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک یکساں

یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں کہ آپ اپنے ہمعصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند کو نقشبند بنایا تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض کمالاتِ ولایت حاصل ہوئے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

قبور میں تین اولیاء کا تصرف

شیخ عقیل سنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ حیات حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔(زبدۃ الآثار صفحہ ۳۱)

حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام

سیدنا خضر علیٰ نبینا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کے فردِ احباب ہیں اللہ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اُس وقت تک بزرگی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔ اللہ کسی کو اُس وقت تک ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔ (زبدۃ الآثار صفحہ ۴۰، تفریح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)

حضرت عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جب اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے

ان یاخذوہ بحضور المصطفیٰ ﷺ

اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرو۔

جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے تو حضور پرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

خذوہ الیٰ ولدی السید عبدالقادر یری لیاقۃ و استحقاقہ بمنصب الولایۃ.

اسے میرے بیٹے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اس کی لیاقت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ یہ اس مرتبہ و عہدہ کے لائق بھی ہے یا نہیں۔

حسب الارشاد اسے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے آپ اس کو منصب ولایت کے قابل دیکھتے ہیں تو اس کا نام دفتر محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں پھر اسے حضور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کیا جاتا ہے پھر بمطابق تحریر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا حکم لکھا جاتا ہے

فیطلع خلعۃ الولایۃ فتعطی بیدالغوث فیوصلھا الیہ ففی عالم الغیب و الشھادۃ یکون ذالک الولی مقبولا ومسلما.

اس کو ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اس خلعت کو پہن لیتا ہے اور عالم غیب و شہادت میں مقبول و مسلم ہو جاتا ہے۔

فھذہ العھدۃ متعلقۃ بحضرت الغوث الیٰ یوم القیامۃ ولیس لاحد من الاولیاء الکرام مماثلۃ ومشارکۃ مع الغوث فی ھذا المقام ففی کل عصر وزمان تستفیض من حضرتہ الاقطاب والغوث وجمیع الاولیاء.

پس اس عہدہ پر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل اور شریک نہیں ہے ہر زمان اور آن میں قطب غوث اور تمام اولیاء اللہ کی ذات منبع برکات سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۸،۳۹ مطبوعہ مصر)

مرغ سب لولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

حل لغات

مرغ، مرغا۔ بولتے ہیں، بانگ دیتے ہیں۔ ہاں، البتہ۔ اصیل اچھی نسل والا، شریف النسل۔ نواسنج، آواز دینے والا۔

شرح

سارے جہاں کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں مگر ہر وقت نہیں بلکہ بانگ دیتے ہیں پھر ایک عرصہ تک خاموش ہو جاتے ہیں لیکن آپ کا مرغا جو بڑی اچھی نسل والا ہے ہمیشہ آواز دیتا رہے گا خاموشی اختیار نہ کرے گا۔

خروسِ بغداد

یہ سیدی ابوالوفا علیہ الرحمہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے حضرت غوثیت مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

کل دیک یصیح ویسکت الا دیکئک فانه یصیح الیٰ ان تقوم القیامة

یعنی آپ کی تبلیغ کا سلسلہ اور آپ کے خدام کی تعداد قیامت تک جاری رہے گی۔

اور کسی شاعر نے کہا

کل دیک یصیح و کیسکت الا
دیکک فانه یصیح الیٰ یوم القیامة

مرغ سب لولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

کلمة الحق ارید بها الباطل

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو دیک (مرغا) جس معنی پر فرمایا وہ ان کے لائق ہے لیکن ہمیشہ سے باطل

نے اپنی کوڑھ مغزی کو چھپنے نہیں دیا بعینہٖ اسی لفظ کو لے کر لاہور کے ایک مجتہد شیعہ نے خروسِ بغدا درسالہ لکھ کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوب پھبتیاں اُڑائیں اور غلیظ بکواسات لکھے لیکن مغلظات بکنے والا مر کر ابدی عذاب میں گراہ رہا ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔ سیدنا حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علیٰ افق العلی لاتغرب.

پہلوں کے آفتاب غروب ہوگئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا۔

اس شعر کی شرح حضرت امام ربانی مجددالف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں درج ہے جسے ہم بطورِ تبرک نقل کرتے ہیں

وهو هذا راه هائے که بجناب قدس موصل اندوداند ۔ راهیت که بقرب نبوت تعلق وارد علیٰ ربابها الصلوٰة والسلام وموصل اصل الاصل است واصلاں ایں راه باصالة انبیاء اندعلیهم الصلوٰة والتسلیمات وازسائر امتاں تاکرا بایں دولت بنو ازند اگرچه قلیل بوند بلکه افل ودریں راه توسط وحیلولة نیست هر که ازیں واصلاں فیض میگیردبے توسط احدی از اصل اخذمی نماید و هیچ یکے دیگرے راحائل نیست و راهسیت که بقربِ ولایت تعلق دارد۔اقطاب واوتاد وبدلا د نجباو عامه اولیاء الله به همیں راه واصل اندوراه سلوك عبارت ازیں راه ست بلکه جذبه متعارفه نیز داخل همیں است و توسط وحیلولت دریں راه کائن است وپیشوائے واصلان ایں راه وسرگروه اینهاد ومنبع فیض ایں بزرگواراں حضرت علی مرتضیٰ است کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم وایں منصب عظیم ایشان بایشان تعلق دارد ۔ دریں مقام گویا هر دو قدم مبارك آں سرور علیه وعلیٰ آلهٖ الصلوٰة والسلام برفرق مبارك اوست کرم الله تعالیٰ وجهه وحضرت فاطمه حضرات حسنین رضی الله تعالیٰ عنهم دریں مقام باایشاں شریك اندانگارم که حضرات امیر قبل از نشاء عنصر ی نیز ملاذوملجاء ایں مقام باایشاں شریك اندانگارم که حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملاذوملجاء ایں مقام بوده اندچنانچه بعداز نشاء عنصری وهرکرا فیض و هدایت ازیں راه می رسید بتوسط ایشاں میر سید چه ایشاں نزد نقطه منتهائے ایں راه اندو مرکز ایں مقام بالیشاں تعلق وارد، وچوں ودورهٔ

حضرت امیر تمام شدایں منصب عظیم القدر وبحضرات حسنین ترتیباً مفوض ومسلم گشت وبعدازایشاں هماں منصب بهر یکے از ائمه اثناعشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت دور اعصارایں بزرگوار ان وهم چنیں بعداز ار بحال ایشاں هر کرافیض وهدایت میر سید بتوسط ایں بزرگواران بوده و بجبلولت ایشاذان هرچند اقطاب ونجبائے وقت بوده باشند وملاؤ و ملجا همه ایشاں بوده اندچه اطراف راغیر از لحوق بمرکز چاره نیست ، تاآنکه نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سره وچوں نوبت به ایں بزرگوار شد منصب مذکورباد قدس سره مفوض گشت۔ ومابین ائمه مذکورین و حضرت شیخ هیچ کس بریں مرکز مشهود نمے گردد۔ ووصول فیوض وبرکات دریں راه به هر که باشداز اقطاب ونجبا بتوسط شریف اور مفهوم مے شود۔ چه ایں مرکز غیر اور میسر نشدد۔ از ینجاست که فرموده۔

شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علیٰ افق العلی لاتغرب

مرداز شمس آفتاب فیضان هدایت وارشاد است وازا قول آن عدم فیضانِ مذکور۔ وچوں بوجود حضرت شیخ معامله که باولین تعلق واشعت باو قرار گرفت داد واسطه وصول رشد و هدایت گردید چنانچه پیش از وے اولین بوده اندونیز تامعامله توسط فیضان برپاست بتوسل اوست ناچارراست آمدکه۔

افلت شموس الاولین وشمسنا الخ۔

سوال

ایں حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیر اکه درمیان معنی مجدد الف ثانی درمکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافته است که هر چند از قم فیض دراں مدت بامتاں برسد بتوسط اور اشد هر چند که اقطاب داد باشد و بدلاد بخیاد وقت بودند ۔

جواب

گوئیم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ ست دبہ نیابت حضرت شیخ این معاملہ با د مربوط است چنانچہ گفتہ اند.

نو ر القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور. (مکتوبات شریف، دفتر سوم مکتوب نمبر۱۲۳)

ترجمہ

جوراستے ذاتِ خداوندی تک پہنچاتے ہیں دو ہیں۔ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قربِ نبوت سے ہے (ان پر صلوٰت وسلام ہو)اور یہی راستہ خدارسیدہ ہونے کا اصلی ہے اوراس راستہ سے پہنچنے والے انبیاء ہیں اوران کے صحابہ کرام ہیں اور تمام امتیوں میں سے جن کو یہ دولت عطاء ہوئی ہے اگر چہ تھوڑے ہیں اوراس راہ میں اور کوئی وسیلہ یا ذریعہ نہیں ہے جو کہ ان واصلانِ حق سے فیض لیتا ہے بغیر کسی اور وسیلے کے اصل ہی سے حاصل کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس راہ میں حائل نہیں ہے اور ایک راہ وہ ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے تمام قطب،اوتاد،ابدال و بزرگان اور عام اولیائے کرام اسی ولایت کے راستہ سے واصل ہوتے ہیں اور راہِ سلوک کا مطلب بھی یہی راستہ ہے بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس راہ سے واصل ہونے والوں کے پیشوا ہیں اور جن بزرگوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے ان کے سردار ہیں اور ان بزرگوں کا عالی مقام ان سے ہی تعلق رکھا ہے اوراس مقام پر گویا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قدم آنحضرت سرورِ عالم ﷺ کے قدم مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ وحضراتِ حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اس مقام پر ان کے ساتھ شامل ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت امیر وصال سے پہلے اس مقام ولایت کے ملجاو ماویٰ تھے اور جس کسی کو اس راستہ سے فیض پہنچتا تھا ان ہی کے توسط سے پہنچتا تھا جب حضراتِ امیر کا زمانہ ختم ہو گیا تو یہ اونچے مرتبے کا منصب حضراتِ حسنین کو ترتیب وار حاصل ہوا اوران کے بعد علی الترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا رہا اسی طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلے سے پہنچتا ہے اوران کے بعد جتنے بھی غوث،قطب یا اولیاء ہوئے ہیں ان کا ملجاو ماویٰ بھی وہی ہوئے ہیں کیونکہ اطراف کو لامحالہ مرکز سے ہی ملنا پڑتا ہے یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اس مرتبہ تک پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے اور اب اس راستے میں فیض وبرکت جتنے بھی قطبوں اور ولیوں کو پہنچتی ہیں ان کے ذریعے پہنچتی ہے کیونکہ فیض کا یہ مرکز ان کے بغیر کسی کو نہیں ملا۔

اسی جگہ پر آپ نے فرمایا ہے

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً علی افق العلی لاتغرب

سورج سے مراد آفتاب فیضان وہدایت وارشاد ہے اور افول سے یہ مطلب ہے کہ فیض کی نفی ہے۔

اور جب کہ حضرت شیخ کے ساتھ یہ معاملہ پکا ہوگیا ہے اور وہ ہدایت اور فیضان کے وسیلہ سے ہی ہوگا تو ناچارو ناچار یہی درست ہوا کہ پہلوں کے آفتاب غروب ہوگئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہوگا۔

سوال

یہ حکم حضرت مجدد الف ثانی کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ آپ نے ایک مکتوب میں جو کہ مکتوباتِ جلد ثانی میں ہے درج کیا ہے کہ جو کچھ لوگوں کو فیض پہنچتا ہے ان کے وسیلے سے پہنچتا ہے خواہ کوئی قطب ہو، اوتاد ہو یا غوثِ زمانہ ہو۔

جواب

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام پر حضرت شیخ کے نائب ہیں اور اس معاملہ میں یہ نیابت ان سے مربوط ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے

نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور.

چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل ہے پس کوئی اشکال نہیں۔

پیر پیران میر میران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قدر و منزلت خداداد ہے اسی لئے آپ تمام پیروں کے پیر اور شیخ المشائخ ہیں۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ میں خود فرماتے ہیں

الانس فهم مشائخ والجن فهم مشائخ والملائكة فهم مشائخ وانا شيخ الكل.

انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں جنات اور ملائکہ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے بھی لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

بلکہ خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مخالف کو تا قیامت چیلنج کیا ہے

ونحن لمن قد سأنا سم قاتل　　فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۴)

جو ہماری برائی کرے اس کے لئے ہم زہر قاتل ہیں　　جو نہیں مانتا وہ آزمائے پھر قدرت کا تماشا دیکھے

منکر نعرۂ ماگوکہ بماعربدہ کرد

تابہ محشر شنود نعرۂ مستانہ ما

ہمارے نعرہ کے منکر کو کہو کہ تو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے انشاءاللہ محشر تک ہمارا نعرہ گونجتا رہے گا۔

فوائد

(۱) اس نعرہ سے آپ کی بزرگی و شرافت مراد ہے اور منکر سے بد مذہب یا حاسد مراد ہے۔

(۲) اس سے یہی ثابت ہوا کہ آپ کی بزرگی اور فیض رسانی تا قیامت اور پھر محشر میں جاری رہے گی۔

(۳) نعرہ سے نعرۂ غوثیہ بھی مراد ہو سکتا ہے جس کے منکر وہابی دیوبندی ہیں لیکن ان کے انکار سے کوئی فرق نہیں ہوا بلکہ بفضلہ تعالیٰ یہ نعرہ گونج رہا ہے اور انشاءاللہ قیامت تک اور محشر میں گونجے گا اور خوب گونجے گا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا
مہم سر ہوئی ایک دم غوثِ اعظم

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

حل لغات

ولی، دوست، صوفیاء کی اصطلاح میں ایک مرتبہ ہے جو اہل ایمان کو ملتا ہے۔ قبل، پہلے۔ بعد ہوئے، پیچھے ہوئے۔ ہوں گے، ابھی پیدا ہونے والے ہیں۔

شرح

اے میرے آقا جتنے اولیاءاللہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یا آپ کے بعد پیدا ہوئے یا ابھی ہونے والے ہیں سارے اولین و آخرین دل سے آپ کا احترام کرتے ہیں اور وہ شمار سے باہر ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند کا ذکر کرتے ہیں

خضر علیہ السلام

حضرت خضر نے آپ کی شان میں فرمایا ہے

اتخذ اللہ ولیاً کان اویکون الا وھو متارب معہ الیٰ یوم القیامۃ.

جسے اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا وہ گزر گیا یا تشریف لائے گا قیامت تک سب آپ (غوثِ اعظم) کا ادب کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ

محمد بن احمد سعید بن زریغ الزنجانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ النواظر ونزہۃ الخواطر کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنھوں نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں آپ سے پہلے اولیاء الرحمٰن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانے مبارک سے لے کر حضرت شیخ محی الدین قطب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرما دیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر دی ہے بلکہ تمام اولیاء کرام آپ کے ادب سے سرشار رہے اور رہیں گے۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حل لغات

بقسم کہتے ہیں، قسم کھا کر کہتے ہیں۔ شاہان، شاہ کی جمع، بادشاہ۔ صریفین ایک جگہ کا نام ہے۔ حریم، ایک جگہ کا نام ہے۔ شاہانِ صریفین و شاہانِ حریم سے مراد وہاں کے دو اولیاء کرام ہیں جو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ ہوا ہے نہ ولی، کوئی ولی نہ پہلے گزرا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ہمتا، مثل۔

شرح

صریفین اور حریم کے بادشاہ یعنی ان دونوں جگہوں کے رہنے والے بڑی شان والے اولیاء کرام جن کا بالترتیب اسم گرامی شیخ ابو عمر وعثمان صریفین اور ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر حریمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ گئے ہیں کہ اے غوثِ پاک آپ کے برابر نہ تو پہلے کبھی کوئی ولی گزرا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ آپ تو یکتا اور بے مثل ہیں یہ صرف شہنشاہ ولایت کا اسم گرامی بطورِ تبرک ورنہ جملہ اولیاء بلکہ انبیاء بلکہ خود سرورِ انبیاء (ﷺ) نے یہی فرمایا کہ نہیں کوئی ہمتا تیرا۔

نورِ دیدۂ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا

ایک دن حضور سرورِ عالمﷺ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بی بی فاطمہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھیل میں مشغول تھے۔ حضورﷺ دونوں شہزادوں سے پیار کرنے لگے لیکن اس وقت خصوصی پیار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زائد تھا بی بی صاحبہ بھانپ گئیں عرض کرنے کو تھیں کہ حضورﷺ نے خود فرمایا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے ہیں اور عرض کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ائمہ پیدا ہوئے لیکن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسا ولی کامل پیدا ہوگا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش ہوگئیں۔ (گلدستہ کرامات صفحہ ۶۱)

امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجادہ (مصلیٰ) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے اپنے ایک مرید کو دیا اور کہا اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے۔ اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہے حتیٰ کہ غوثِ اعظم جن کا نامِ مبارک شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی ہوگا ظاہر ہوں گی یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا سلام کہنا۔

شیخ حماد نے فرمایا

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم کے دنوں میں اکثر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور ان کو شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے۔ دباس کے معنی شیرہ نچوڑنے والا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انگور کا شیرہ (سرکہ) فروخت کرنے کی دکان تھی۔ کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیرہ پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اگرچہ بے علم تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ معرفت کے نور سے منور کیا ہوا تھا۔ ایک دن پیارے دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرے میں بیٹھے تھے جب باہر اُٹھ کر آئے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے درویشوں کو کہا اس جوان کا قدم ایک دن سب روئے زمین کے ولی اُٹھائیں گے۔ (نزہۃ الخاطر صفحہ ۱۱)

جنید بغدادی

شیخ موسیٰ سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھتے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے خبر دی جب کہ وہ ایک دن مراقبہ میں تھے اچانک سر مبارک اُٹھایا

قدمہ علیٰ رقبتی

اس کا قدم میری گردن پر

پھر مراقبہ میں ہو گئے جب فارغ ہوئے تو خادموں نے یہ حال پوچھا فرمایا مراقبہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ آج سے دو سال بعد ایک بڑا بزرگ پیدا ہو گا بغداد میں سکونت رکھے گا اور خدا کے حکم سے یہ کہے گا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ ایسے پیاری شان والے کا قدم میری گردن پر بھی ہو اس خیال سے میں نے وہ لفظ کہے۔(سیرت غوث الاعظم صفحہ ۱۱)

کرامات کی کثرت

شیخ علی ہیتی کا بیان ہے میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ کسی کو صاحبِ کرامات نہیں پایا۔ ہم لوگوں میں سے جو کوئی جس وقت چاہتا ان کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا۔ خرقِ عادات جو ظاہر ہوتی تھیں وہ کبھی خود آپ سے متعلق کبھی آپ کی بابت اور کبھی آپ کے ذریعہ ہوتی تھیں۔

جواہرات اور موتی

شیخ ابو مسعود احمد بن ابی بکر حزیمی اور شیخ ابو عثمانی مرتضیٰ کا مشترکہ بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتوں کی مثال اس جواہرات کی تسبیح کی طرح ہے جس کے ہر دانہ کو ہر روز اور ہر وقت دیکھا اور شمار کیا جاتا ہے۔

شهاب الدين سهروردی

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی طریقت کے سلطان تھے اور درحقیقت وجودِ جسم پر ان کو تصرف و غلبہ حاصل تھا منجانب اللہ آپ کو ہر چیز پر تصرف کرنے کا اختیار تھا اور آپ کی کرامتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتیں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ جیسی شخصیت یا آپ کی جیسی کرامتیں دنیا کے کسی شیخ میں نہیں پائی گئیں۔ غرض کہ آپ سے ہر طرح کی کرامتیں ظاہر ہوئیں مخلوقات کے ظاہر و باطن میں آپ تصرف کرتے، انسانوں اور جنات لوگوں کے دلوں کی باتیں اور بھیدوں سے آپ واقف ہو جاتے۔

نکتہ

چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کے شفیع نائب اعظم تھے۔اس لئے آپ کی کرامات حضور نبی پاک ﷺ کے معجزات کی طرح لاتعد والاتحصی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تا قیامت حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور ہوتا رہے گا ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا صدور ہوتا رہے گا۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی

قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا

حل لغات

دہر،زمانہ عالم۔اقطاب جمع ہے قطب کی،اصلاحی معنیٰ درج ذیل ہے وہ ولی جسے خدا کی طرف سے ملک کا انتظام سپرد ہو جیسے ابدال جمع ہے بدل کی وہ ستر اولیاءکرام ہیں کہ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے اور اسی طرح اوتا دوتد کی جمع ہے بمعنی میخ کیل اور اصطلاحاً وہ اولیاءکرام کی جماعت جو دنیا بھر میں اولیاءکرام پر مشتمل ہوتی ہے یہ ماخوذ ہیں خیموں کی میخوں سے جو عموماً چار ہوتی ہیں۔چیلا (اردو لفظ ہے) بمعنی شاگرد۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ سے اور زمانہ کے قطبوں سے کوئی نسبت نہیں اس لئے کہ ہر قطب آپ کا خادم اور مرید ہوتا ہے اور کوئی خادم اور مرید اپنے شیخ سے عادۃً ارفع واعلیٰ نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا سیدنا غوثِ اعظم کی وساطت سے ہی ہوا خواہ اسے معلوم ہو یا نہ کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہوسکتا۔حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطاء فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمائیں جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔(اقتباس الانوار)

شیخ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ

گرکسے واللہ بعالم روئے عرفانی است

از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ہست ہردم جلوہ کہ ازچہرہ اش از حسین وحسن

زانجمالش مصطفی را راحت ریحانی است

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

حل لغات

سارے، تمام، سب کے سب۔ جہاں، دنیا۔ اقطاب جہاں، دنیا بھر کے قطب۔ کعبے، بیت اللہ شریف جو مکہ معظّمہ میں ہے جس کے ارد گرد حاجی لوگ چکر لگاتے ہیں۔ طواف، چکر، خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کا گھومنا جو نفل نمازوں سے افضل۔ در، دربار، چوکھٹ۔ والا بمعنی بزرگ، بلند مرتبہ۔ در والا بلند چوکھٹ۔

شرح

دنیا بھر کے قطب حضرات کعبہ شریف کے طواف حصولِ برکت و بلندی مرتبت کے لئے کیا کرتے ہیں مگر آپ کا دربار گھربار وہ دربار ہے کہ کعبہ خود بحکم الٰہی آپ کے بلند مرتبہ دربار کا طواف کرتا ہے۔

طوافِ کعبہ برائے اولیاء

یہ مسئلہ بظاہر حیران کن ہے کہ طوافِ کعبہ ہوتا ہے یہاں معاملہ برعکس ہے کہ کعبہ اولیاء کا طواف کرے یہ حیرانی صرف انہیں ہے جو شانِ ولایت سے بے خبر ہیں ورنہ یہ مسلمات سے ہے۔ ولی کامل کعبہ سے افضل ہے حدیث شریف میں صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ ولی اللہ کعبۃ اللہ سے اشرف ہے اور افضل ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ کی اس موضوع پر ایک مستقل تصنیف "القول الجلی فی ان الکعبۃ تذھب الیٰ زیارۃ الولی" ہے۔ بقدرِ ضرورت یہاں چند امور عرض ہیں۔

عرش اللہ

کعبہ شریف صرف انوارِ تجلیات کا مرکز ہے اور ولی اللہ مرکز انوار و تجلیات بھی ہے اور عرشِ حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے

لایسعنی عرش ولا کرسی ولا لوح ولاقلم ولارض ولا سماء ولکن یسعنی قلب المومن وھی عرش اللہ.

میں نہ تو عرش پر سماتا ہوں اور نہ ہی کرسی اور نہ ہی لوح میں اور نہ قلم اور نہ ہی زمین میں اور نہ آسمان پر۔ ہاں سما سکتا ہوں تو مومن کے دل پر اور یہی میرا عرش ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دل بدست آورکہ حج اکبر است

از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنیاد خلیل آذر است

دل نظرگاہ جلیل اکبر است

اہل دل کے دل کو ہاتھ میں لاؤ یعنی انہیں راضی رکھو یہی حج اکبر ہے اس لئے کہ ہزار کعبہ سے ایک دل افضل ہے کیونکہ اس کعبہ کی بنیاد تو حضرت ابراہیم نے رکھی لیکن دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم کا مرکز ہے۔

مومن یعنی ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن عمر انه نظر الی الکعبة فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عندالله تعالیٰ منک. (ترمذی صفحہ ۲۷۲)

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث مذکور اور اس کا ترجمہ لکھ کر یوں رقمطراز ہے "از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است" اس حدیث سے اس قولِ مشہور کا پورا اثبات ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے افضل کہا گیا تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلب مومن کا افضل ہونا کعبہ سے ثابت ہوا اور اعظم کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجہ اعظم کہنا بھی بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزاراں بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ "ہزاراں درجہ از کعبہ بہتر است" اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تجلی گاہ کہنا وارد ہے۔ اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے کیونکہ جب کعبہ تجلی گاہ حق ہے افضل من الکعبہ کو بدرجہ اور تجلی گاہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جائے۔

(التکشف عن مہمات التصرف صفحہ ۴۷،۷۵ جلد ۵ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۸۹۹ میں فرماتے ہیں "یہ مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ۔"

کعبہ صرف اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اسی فضاء کا نام ہے جہاں پر وہ کمرہ نصب ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر

بھی نماز جائز ہے بلکہ زمین کے نیچے تحت الثریٰ سے لے کر آسمانوں سے اُوپر عرشِ علا تک کی فضاء قبلہ ہے۔اسی لئے اگر کوئی جبل قیس پر کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے وہ شخص اگر چہ کعبہ سے اونچا ہے مگر اس کی نماز جائز ہے۔

چنانچہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ درمختار میں ہے

فھی من الارض السابعة الی العرش.

طحطاوی میں ہے

لانه لو صلی علی جبل ابی قیس لایکون بین یدیه شئی من بناء الکعبه صحت صلاته کذافی شرح.

مراقی الفلاح میں ہے

من شروط الصلوٰة استقبال القبلة وهی الکعبه واشرط استقبال جزء من بقعة الکعبة وهوالعالان القبلة اسم البقعه الکعبة المحدودة وهو المها الی عنان السماء عندنا کذافی العنایت ولیس بناء قبلة ورته حین ازیل البناء صلی الصحابة رضی الله علیه الی البقعة.

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے فقہاءکرام نے قبلہ اسی فضاء کو بتایا اور اولیاءکرام کے ہاں اسی کمرہ کی منتقلی ہوئی اور وہ منتقلی اسی طرح ہوئی جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے معراج کی واپسی کے بعد بیت المقدس آپ کے سامنے لایا گیا۔اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اس کی فضا کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب کعبہ کا کمرہ ازسرنوتعمیر کے لئے توڑا گیا تو صحابہ کرام نے اسی فضاء کی طرف نماز ادا کی۔

فقہاءکرام فرماتے ہیں کہ اگر یہی کمرہ کسی مقام پر منتقل کر کے رکھ دیا جائے اور کوئی شخص اسی کمرے کی جانب نماز کی نیت باندھے تو اس کی نماز نا جائز ہے چنانچہ کبیری شرح منیہ صفحہ ۲۲۳ مجتبائی میں ہے

فی شرح الطحاوی الکعبة اسم للعرصة فان الحیطان لو وضعت فی مواضع آخر فصلی ایها لایجرز.

یعنی کعبہ اسی فضاء کا نام ہے یہاں تک کہ اگر کمرے کی دیواریں اُٹھا کر دوسری جگہ رکھی جائیں اور اس کی طرف نماز پڑھی جائے تو وہ نماز نا جائز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ صرف کمرے کا نام نہیں اور وہ کمرہ اپنے مقام سے منتقل ہوکر دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پر نثار

شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حل لغات

اور، دوسرے، کوئی اور دوسرے۔ پروانے جمع پروانہ کی تتلیاں، پتنگے، عاشق۔ نثار بمعنی قربان، نچھاور۔ شمع، موم بتی ،فانوس۔

شرح

اورلوگ بمنزلہ پروانہ کے ہیں جو شمع کعبہ پر نثار ہوتے ہیں اوراس کے اردگرد چکر لگاتے ہیں لیکن تو ایسی شمع ہے کہ کعبہ بمنزلہ پروانہ تیرا طواف کرتا ہے۔ علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء کاملین سے ملاقات کرنے اوران کے دربار میں حاضری دینے کے لئے کعبہ خودسفر کرکے آتا ہے اور یہ صرف شاعرانہ تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کعبہ اولیاء کرام کی زیارت کوجاتا ہے۔ چنانچہ روح البیان جلد۴ صفحہ ۴۷۶ میں ہے

ومنه زيارة الكعبة ببعض الاولياء.

یعنی اس قبیل سے ہے کعبہ کا بعض اولیاءاللہ کی زیارت کوجانا۔

اور بحرالائق شرح کنزالاقائق جلد ا میں علامہ ابن نجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

الكعبة اذ رفعت عن مكانها لزيارة اصحاب الكرامة ففي تلك الحالة جازت الصلاة الىٰ ارضها.

کعبہ شریف جب صاحب کرامت اولیاءاللہ کی زیارت کے لئے اُٹھایا جائے تواس حالت میں کعبہ کی فضاء کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی ردالمختار حاشیہ درمختار جلد۲ صفحہ ۸۶۷ میں تحریرفرماتے ہیں

والانصاف ما ذكره الا مام النسخي حين سئل عما يحلى ان الكعبة كانت تزور واحداً من الاولياء هل يجوز القول به فقال نقضاً للعادة علىٰ سبيل الكرامة لاهل الولاية جائز عنداهل السنة.

انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی جب ان سے سوال ہوا کہ بعض حکایات میں ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاءاللہ کی زیارت کوجاتا ہے تو کیا یہ قول صحیح ہے توانہوں نے فرمایا بطورِکرامت (خرقِ عادت) اہل سنت کے نزدیک اولیاءاللہ کے لئے جائز ہے۔

اوراسی ردالمختار شامی جلد ا صفحہ ۳۱۲ میں ہے

الكعبة اذ رفعت عن مكة لزيارة اصحاب الكرامة ففي تلك الحالة جازت الصلوٰة الىٰ ارضها.

کعبہ جب ملہ کو ولیوں کی زیارت کے لئے جاوے تو پھر اس وقت کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

ازاں بڑھ کر

یہاں تک کہ فقہاء کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اگر وہی کمرہ اگر کسی کو کسی دوسرے مقام پر نظر آئے اور وہ اسی کمرے کو قبلہ سمجھ کر نماز اس کی جانب ادا کرے تو نماز ادا نہ ہوگی۔

کمال قال فی رد المختار جلد ا صفحہ ۳۲ لیس بالقبلة الکعبة التی ھی البنا المرتضع علی الارض ولذا لو نقل النباء الیٰ موضع اٰخر و صلی الله الیه لم یجز بل تجب الصلوٰۃ الی ارضھا کما فی الفتاویٰ الصوفیه.

یعنی قبلہ سے یہی کعبہ مراد نہیں جو زمین پر ایک کمرے کی شکل ہے یہی وجہ ہے کہ اگر وہی کمرہ اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے اور کوئی اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے تو نماز ناجائز ہوگی بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت مولانا فضل رسول بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ویرتفع بالتامل فی ھذا المقام استبعاد مشاھدة طواف الکعبه بالاولیاء الکبار عیاناً فی بلدان شتی فی حال الیقظة مع کون فی مکانھا. (کذافی المعتقد المعتمد صفحہ ٦٤، ٦٥)

اور صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ

واعلم ان البلد ھو الصورة الجسمانیة والکعبة القلب والطواف الحقیقی ھو طواف القلب بحضرة الربوبیة وان البیت مثال ظاھر فی عالم الملک لتلک الحضرة التی لا تشاھد بالبصر وھو فی عالم الملکوت کما ان الھیکل الانسانی مثال ظاھر فی عالم الشھادة للقلب الذی لایشاھد بالبصر وھو فی عالم الغیب والذی یقدر من العارفین علی الطواف الحقیقی القلبی ھو الذی یقال فی حقه ان الکعبة تزوره وفی الخبران لله عباداً تطوف بھم الکعبة وفوق بین من یقصد صورة البیت وبین من یقصد رب البیت. (روح البیان پارہ اتحت آیۃ واذاجعلنا البیت الخ)

ترجمه

اس آیۃ میں بلد سے صورۃ جسمانیہ اور کعبہ سے قلب مراد ہے اور طواف حقیقی یہ ہے کہ قلب بارگاہ ربوبیت کا طواف کرے۔ یہ بیت اللہ جو ظاہری طور پر اس عالم دنیا میں ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بارگاہ ربوبیت کا ان آنکھوں سے مشاہدہ

نہیں کر سکتے کیونکہ وہ عالم ملکوت میں ہے جیسے انسان کی ظاہری شکل عالم شہادت یعنی دنیا میں قلب کی ایک مثال جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا کیونکہ وہ عالم غیب سے ہے اور عارفین کو قلبی حقیقی طواف نصیب ہوتا ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ کعبہ معظّمہ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں جن کا خود کعبہ طواف کرتا ہے۔عام بندے صرف کعبہ معظّمہ کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ربِ کعبہ کے طالب ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اور انہی صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے فرمایا

وهذه المساجد هي المساجد المجازية واما المساجد الحقيقة فهي القلوب الطاهرة عن لوث الشرك مطلقاً كماقال من قال

مسجدے کان دردرون اولیاء ست
خانۂ خاص حقست آں جا خداست
نیست مسجد جز دردن سرداراں
آں مجاز ست ایں حقیقت اے جواں

ولهذا يعبر عن هدم المسجدبهدم قلب المومن .

(روح البیان، پارہ۱۰،تحت آیۃ انما یعمر مساجد الخ)

صاحبِ روح البیان نے فرمایا یہ تمام بحث مجازی مساجد کی تھی ورنہ حقیقی مسجد تو اولیاءکرام کے قلوب ہیں جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہیں کسی نے کیا خوب فرمایا وہ مسجد حقیقی ہے جو اولیاء کے اندر دل ہے اس لئے کہ وہی خاص خانہ خدا ہے اولیا ءاللہ کے قلوب کے سوا اور کوئی مسجد نہیں یہ مساجد مجازی مسجدیں ہیں اور حقیقی مساجد وہی قلوبِ اولیاء ہیں۔اسی وجہ سے مومن کے دل کو توڑنے کو ہدم المسجد (مسجد ڈھانے) سے تعبیر کیا ہے۔

امام جلیل سیدی حضرت ابوعبداللہ محمد عبداللہ ابن سعد یمنی یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے محقق ومعتبر طور سے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں نے بچشم خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف اولیاء کی ایک جماعت کا طواف کررہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے ان میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔

(نزہۃ البساتین ترجمہ الروض الیاحین صفحہ ۳۷ مصدقہ تھانوی)

کعبہ در طوافِ اولیاء

اس مسئلہ میں عوام حیران ہوجاتے ہیں اور مخالفین اولیاء تو اپنے مقام سے کوسوں دور سمجھتے ہوں گے لیکن حیرانی اسے ہو جو اولیاء کے کمالات کا منکر ہو مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں فقیر کی تصنیف "التحقیق الجلی" اس موضوع میں خوب ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم حضرت شیخ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ شیخ اور حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے سب عالم تحیر میں مستغرق تھے اور فقیر بھی عالم شوق میں تھا۔ ہمیں ایسا استغراق طاری ہوا کہ ہمیں اپنی بھی خبر نہ رہی اسی موقع پر شیخ اور ہمارے ساتھیوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی جس طرح کہ کعبہ کے طواف کے وقت کہی جاتی ہے........ جب ہم عالم صحو (ہوش) میں آئے تو کعبہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔ الخ

شجر و سروسہی کس کے اوگائے؟ تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا

حل لغات

سروسہی، بالکل سیدھا دوشاخہ سرو، جس سے شعراء اپنے محبوب کو تشبیہ دیتے ہیں۔ کس کے، برائے سوال، کس شخص کے۔ اوگائے، نکلے، لگائے، بوئے۔ تیرے، جواب آپ کے۔ معرفت، خدا شناسی اللہ تعالیٰ کی پہچان۔ کس، برائے سوال ۔کھلایا، غنچہ کو شگفتہ کیا کلی کو پھول بنایا۔ تیرا، جواب آپ کا۔

شرح

یعنی مشائخیت کے سیدھے سادھے ہی کولے لو آخر یہ ہدایت کے درخت آپ ہی نے تو لگائے ہیں اور طریقت و معرفت کے غنچوں کو نہایت عمدہ طریقے سے شگفتہ کرکے آپ ہی نے تو پھول بنائے ہیں یعنی علم و عمل طریقت و معرفت کے ایسے راستے آپ نے سکھائے ہیں کہ آج تک لاکھوں حضرات عمل کرکے منزلِ مقصود تک پہنچ گئے اور پہنچ رہے ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے پہلے تمام اولیاء کرام کے سلاسل یا تو بالکل ختم ہوچکے تھے یا اتنا کمزور پڑ گئے تھے کہ ان کا نام لینا بھی ایک جرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ پانچویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالت بگڑ چکی تھی، علماء کی بداعمالیوں اور شاہ پرستیوں نے مسلمانوں کے فرائض اور عبادت کی روح سے ناآشنا کردیا تھا۔ قبلہ اول بیت المقدس پر عیسائیوں کا تسلط ہو چکا تھا اور وہ بدمست ہوکر حجاز اقدس دیارِ حرم پر حملہ آور ہونے کے لئے پرتول رہے تھے۔ ادھر ہندوستان کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے جانشین وہ صلاحیتیں ضائع کرچکے تھے جس سے کفر وشرک کا جگر ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ کتاب

وسنت کی تعینات پر فلسفہ کی موشگافیوں کو غلبہ ہو رہا تھا اور یہ فساد دراصل خلیفہ یونان کے عربی تراجم سے پیدا ہوا تھا۔معتزلہ کے بانی واصل بن عطاء فلسفیوں کے معروف گرہ اخوان الصفاء کے سرخیل میموں القراح اور حسن بن صباح جیسے لوگوں کے عقائد کا دور دورہ تھا۔مصر میں سلطنت باطنیہ بے دینی اور الحاد پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی تھی غرض یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اضطراب و انتشار کا شکار ہو کر حوادث و خطرات میں گھر چکی تھی ضرورت تھی ایسے رجل رشید کی جو دین اسلام اور سرمایۂ ملت کی نہ صرف نگہبانی کرے بلکہ حق ادا کرے جو ماحول کے اندھیرے میں نورِ حق کی مشعل روشن کرے جو تجدید احیائے دین کرے جو محی الدین ہو اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ کمال حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آیا کہ آپ نے جب احیائے اسلام و تجدید دین کے لئے کمر باندھی تو شرق غرب تک علم و عمل کی شمعیں روشن فرمادیں طریقت کے سلاسل طیبہ کو نئی جان اور آن و بان بخشی اب جتنے روحانی سلسلے چل رہے ہیں یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پودے لگائے نظر آتے ہیں اور عالم دنیا میں آج یہ جو اسلامی بہار نظر آرہی ہے یہ آپ کی محنت کا پھل ہے۔ہم اپنے ملک (ہندو پاک) کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہیں تا کہ قارئین کرام کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سمجھ میں آئے۔

برصغیر میں سلسلہ قادریہ

حضرت غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی کے گنجینہ علم و اسرار سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد دنیا بھر میں نا قابل شمار ہے صرف برصغیر ہندو پاک میں متعدد ایسے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے کفر و جہالت اور شرک و انحطاط میں گھری ہوئی خلق خدا کو تعلیماتِ قادری سے راہِ مستقیم دکھانے کی کوشش کی اور اپنے مجاہدہ نفس سے ایک مقام حاصل اور شہرتِ جاوید کی ۔چند نام یہ ہیں

شیخ عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،حضرت عبداللہ شابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھٹھہ،حضرت امام پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ میر میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور، شیخ عبدالمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ بہاؤالدین جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،سید شاہ فیروز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور،حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھنگ،حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصور،سید غوث گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف،سید بہاؤالدین گیلانی المعروف بہاول شیر قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،شاہ بہلول اوچ شریف،سید عبدالرزاق گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف،سید مبارک حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف بہاولپور،حضرت جیٹھ بھٹہ (خانپور) حضرت غوثِ اعظم کے تلامذہ صاحبِ علم و فضل صاحبزادوں اور خلفاء و مریدین کے ذریعہ ان کی بلند پایہ تعلیمات چھٹی صدی ہجری میں ہی ممالک عرب،ترکستان،مصر،مراکش،وسط ایشیا اور ہندوستان میں پہنچنا شروع ہو گئیں تھیں۔

سلسلہ چشتیہ

سیدنا غریب نواز اجمیری اپنے پیرو مرشد قدس سرہ کے حکم سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ کئی دن ساتھ گزارنے کے بعد آپ کو کہا ملک عراق عطا ہو آپ نے فرمایا وہ سہروردی کو دے دیا ہے آپ کو ملک ہند سپرد کیا جاتا ہے۔ (تفریح الخاطر)

یہ بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے کہ جیسے سلسلہ چشتیہ کو اس ملک میں فروغ ملا ہے دوسرے ملک میں نہیں اور جتنا اس سلسلہ کو اس ملک میں غلبہ ہے دوسرے کو نہیں اگرچہ دوسرے سلاسل بھی بافروغ ہیں لیکن سلسلہ چشتیہ جیسے نہیں یعنی سلسلہ چشتیہ سلسلہ وار ترقی پر رواں دواں ہے مثلاً حضور اجمیری کے خلفاء ہمہ روشن چراغ قطب الدین، فرید الدین، صابر کلیر، نظام الدین چراغ دہلوی پھر آخر میں مولانا فخر الدین دہلوی، قبلہ عالم مہاروی اور ان کے خلفاء اور خواجہ فرید اور خواجہ مہر علی قدست اسرارہم۔ بخلاف دوسرے سلاسل کے ایک کے بعد دوسرے کا پہلے کی طرح شہرہ کہاں مثلاً قادریہ حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہ جیسی شہرت ان کے کسی خلیفہ کو کہاں، نقشبندیہ میں سیدنا مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی خلیفہ کہاں، سہروردیہ میں بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے بعد دوسرا ایسا کہاں وغیرہ وغیرہ۔

سلسلہ نقشبندیہ

سیدنا بہاؤالدین نقشبند پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہوا جو حضرت باقی باللہ کے ذریعہ ملک ہند میں سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خوب فیض رسائی فرمائی۔

سلسلہ سہروردیہ

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے خلیفۂ اعظم حضرت سیدنا بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے خطۂ سندھ کتنا سیراب ہوا۔

ازالۂ وہم

دورِ حاضر میں چونکہ نفسانیت کا غلبہ ہے روحانیت کا تقدم نہیں تو کالعنقاء ضرور ہے اس لئے بعض سلاسل طیبہ سے وابستگی دوسرے سلسلہ کی فوقیت ناگوار گزرتی ہے بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی یا فیض رسانی سے صریح انکار نہیں تو ارشادات و کنایات سے کام لیا جارہا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبۂ و کمال میں کمی تو نہ آئیگی البتہ تمہارے اس رویہ سے تمہارا اپنا بیڑہ غرق ہوگا اس لئے کہ جس سلاسل مبارکہ سے تم یہ

غلط تصور جماتے ہو وہی خود تمہاری اس غلط خیالی پر تمہارے رویہ سے بیزار ہوں گے۔

کوئی یہ خیال نہ فرمائے کہ مدحِ حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء ہے معاذ اللہ استغفر اللہ۔ ہم نیازمندانِ اولیاء اللہ ہیں مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھجة الاسرار یا فتح المبین از سید ظهیر الدین میں ہے وہ اردو میں بیان کردوں اور حسب "تلک الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض" ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لاتی ہے فصل سمن گوند کے سہرا تیرا

حل لغات

نوشاہ، نوجوان، دولہا۔ براتی، وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دولہا کے ساتھ جاتے ہیں۔ گلزار، چمنستان، مجازاً، دنیا، فصل، موسم بہار۔ سمن، چمبیلی کا پھول۔ گوند کے، پرو کر۔ سہرا، پھولوں کی لڑیاں جو دولہا کے سر پہ باندھی جاتی ہیں۔

شرح

اے غوث الثقلین! آپ ایک جنتی دولہا ہیں اور آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمت خدا کے موسم بہار نے رحمت و کرامت کی چمبیلی کے پھولوں کو صرف آپ کے لئے پرو کر سہرا بنایا ہے یعنی آپ کا علم و عرفان شباب ہے اور آپ پر لطف خداوندی بھی شباب پر ہے اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الٰہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الٰہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین و اصحاب و غلامانِ بارگاہ آسمان قباب کے شبِ اسریٰ اپنے مہربان باپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے وہاں حضور پرنور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے الحمد للہ رب العلمین۔ اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر وہاں ہم سے سنئے واللہ والموفق۔

(ابن جریروابن ابی حاتم وبزاروابویعلیٰ وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں

ثم صعدت الی السماء السابقه فاذا انا بابراهیم الخلیل مسند اظهرة الی البیت المعمور (فذکر الحدیث الیٰ ان قال) واذا بامتی شطرین شطر علیهم ثیاب ببض کانها القراطیس وشطر علیهم ثیاب امد فد خلت البیت المعمور ودخل معی الذین علیهم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیهم ثیاب زمد وهم علیٰ خیر فصلیت انا ومن معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت اناومن معی الحدیث.

پھر میں ساتویں آسمان پرتشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرماہیں اورناگاہ اپنی امت دوقسم پر پائی۔ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔میں بیت المعمور کے اندرتشریف لے گیااور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے میلے کپڑے والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیروخوبی پرپھر میں نے اورمیرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اورمیرے ساتھ والے باہر آئے۔ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہٖ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی توحضور غوث الوریٰ اورحضور کے متسابق باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں جنھوں نے حضوررحمت عالم ﷺ کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی والحمدللہ رب العالمین۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''شب معراج اورغوثِ اعظم'' کا مطالعہ کیجئے۔

اعجوبه

عالم ارواح میں حضورغوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات عجیب وغریب ہیں۔

شب معراج ایک سبز مرغ

حضورسرورِعالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہٰی کے متصل ایک بارگاہ بانوار آراستہ وپیراستہ دیکھی اس میں دومرغ سبزوسپید نہایت خوش پیکر دیکھے سفید تو بجائے خود متمکن ہے اورسبز دمبدم پرواز کرتا ہے اورعرشِ بریں پر پرواز کرجاتا ہے اورپھر پلٹ کراپنے مقام پرآجاتا ہے۔میں نے بارگاہِ لایزال سے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورمرغ سبز سید عبدالقادر ہیں دونوں آپ کی امت میں سے ہیں۔سید عبدالقادر آپ کی

اولادسے ہوں گے۔(میلادنامہ شیخ برحق از قیامت نامہ، تصنیف بحرالعلوم لکھنوی صفحہ ۲۷،۲۸)

پروازِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کارپردازان قضاوقدر جملۂ ارواح انبیاء، اولیاء وعوام کو بارگاہ حق میں لائے۔ان میں تین صفیں مرتب کیں

(۱)ارواحِ انبیاء

(۲)ارواحِ اولیاء

(۳)ارواحِ جملہ عوام

اس وقت غوثِ اعظم کی روح پرواز کرکے صف اول میں بار بار شامل ہوئی جسے ملائکہ کرام بار بار صف اولیاء میں لاتے لیکن روحِ غوثِ اعظم قرار نہ پاتی ملائکہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے حضور استغاثہ کیا۔حضور سرورِ عالم ﷺ نے روحِ غوثِ اعظم سے فرمایا آج آپ صف اولیاء میں ٹھہرے کل قیامت میں آپ کو مقامِ محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔اس پر نہایت مسرت سے صف اولیاء میں رونق افروز ہوئے۔مزید کمالات ومناقب فقیر کی کتاب "غوثِ اعظم کا ہر ولی پر قدم"

نوٹ

یاد رہے کہ عالم ارواح حق ہے اس کے احوال بھی حق ہیں لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اس عالم سے وابستگی ہے اہل سنت کو اس عالم پر بھی یقین ہے اوراس کے احوال پر بھی اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر پارہ ۹ میں ملاحظہ ہو۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حل لغات

ڈالیاں، شاخیں، درخت کی ٹہنیاں۔جھومتی ہیں، مستی کے عالم میں جھو نکے لیتی ہیں، لہراتی ہیں اور جھولتی ہیں۔ رقص، ناچ، اُچھل کود، مستی، جوش، زور، شور، تیزی۔بلبلیں، بلبل کی جمع، چمن کا ایک مشہور پرندہ عندلیب۔جھولتی ہیں، جھولا جھولتی ہیں۔سہرا وہ نظم جو دولہا کے سر پر پھولوں کا سہرا باندھنے کے بعد پڑھتے ہیں۔

شرح

اے محبوبِ ربانی غوثِ سبحانی آپ کے دولہا بننے کی خوشی میں درختوں کی ایک ایک ٹہنی مستی میں جھولتی اور لہراتی ہے۔خوشی اور مسرت کی مستی پورے زور وشور ہے باغوں کی بلبلیں درختوں کی نرم ونازک شاخوں پر بیٹھ کر جھولا جھولتی جاتی

ہیں اور خوش خوش آپ کا سہرا گاتی جاتی ہیں یعنی آپ کی وہ ذاتِ گرامی صفات ہے جس سے جن وانس، چرند و پرند، نباتات ، جمادات الغرض ساری کائنات والہانہ وابستگی رکھتی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

شیخ عارف ابو محمد شادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ خلیفہ بغداد نے دعوتِ ولیمہ کی اور سارے بزرگوں کو بلایا۔ جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دعوت میں حاضر نہ ہوئے۔ خلیفہ سے کہا گیا کہ اور تو سب بزرگ شامل ہوئے لیکن یہ تین حضرات حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا پھر تو کوئی مزہ نہ آیا۔ دربان سے کہا کہ جا ان بزرگوں کو ان کے مقامات سے بلا کر لا۔ راوی کہتا ہے میں اُس وقت خدمت غوثیہ میں حاضر تھا۔ اجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جا حلیہ کی مسجد میں شیخ عدی معہ دو آدمیوں کے بیٹھے ہیں انہیں کہہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلاتے ہیں۔ پھر مقبرہ شونیزیہ میں وہاں شیخ احمد رفاعی دو مردوں کے ساتھ ملیں گے انہیں بھی یہی پیغام دے میں گیا عین ایسا ہی اُن دونوں کو وہاں پایا۔ وہ آپ کا پیغام سن کر اُسی وقت کھڑے ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے سلام کر کے بیٹھ گئے۔ عین اُسی وقت خلیفہ کا قاصد جناب کی خدمت میں پہنچا دیکھا تو تینوں حضرات وہاں موجود ہیں جن کو طلب کرنے آیا تھا بڑا خوش ہوا کہ تینوں ایک ہی مقام پر مل گئے۔ سلام کے بعد خلیفہ کا پیغام دیا تینوں حضرات اُٹھے خلیفہ راستہ میں آملا اس نے کہا اے میرے سردار بادشاہ رعیت پر گزرے تو رعایا اس کے لئے ریشمی کپڑا بچھاتی ہے۔ آپ بادشاہ ہیں میں آپ کا غلام حکم دیں میں ریشم کی چادریں بچھا دوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر چل کر آئیں اس کی درخواست منظور ہوئی یہ تینوں دین کے چاند گزر رہے تھے۔ جب کھانا کھا کر واپس لوٹے تو رات بڑی اندھیری تھی جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درخت یا دیوار یا پتھر کے پاس سے گزرتے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے وہ چاند جیسا روشن ہو جاتا اس کی روشنی ختم ہوتی تو دوسری شے روشن ہو جاتی اور آپ آگے آگے تھے باقی سب پیچھے۔ (بہجۃ الاسرار)

سوال

بہجۃ الاسرار تو ایک ملفوظ کا مجموعہ ہے اس سے کب ثابت ہوتا ہے کہ ڈالیاں جھومتی، بلبلیں جھولتی، گاتی ہیں اور جو تم نے واقعہ پیش کیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں بہجۃ الاسرار میں غلط باتیں درج ہیں اور سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسے مبالغے ہیں جو شایانِ خدا ہیں۔

جواب

مذکورہ مناقب کون سے عقائد ہیں کہ جن کے لئے نصوص قطعیہ چاہئیں فضائل ومناقب اور کمالاتِ ولی کامل مذکور جن کے لئے مستند مکتب کی نقل کافی ہے اور بہجۃ الاسرار کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ کمالات کے ذکر میں

اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے سند مانا ہے۔ کشف الظنون جو کتب وتصانیف کے تعارف میں بہترین تصنیف ہے اس کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکور میں علامہ چلپی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

اقول المبالفات التی عزیت الیه مما لا یجوز علے مثله وقد تتبقها ولم اجد فیها نقلا الاوله فیه متابعون و غالب ما اورده فیها نقله الیافعی فی اسنی الماخرون فی نشر المحاسن وروض الریاحین وشمس الدین الزکی الحلبی ایضاً فی کتاب الاشراف واعظم شئی نقل عنه انه احی الموتی کاحیائه الدحاجة........ان هذه القصة نقلها التاج الدین السبکی ونقل ایضاً عن ابن الرفاعی و غیره وانی لغبی جاهل حاسد ضیع عمره فی فهم مافی السطور وقنع بذلک عن تزکیة النفس واقبالها علی الله سبحانه وتعالیٰ ان یفهم مایعطی الله سبحانه وتعالیٰ اولیائه من التصریف فی الدنیا والاخرة ولهذا قال الجنیه التصدیق بطریقتنا ولایه کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون. (جلدا صفحہ۲۰۴)

میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کون سے ہیں جو آپ سے منسوب کردیئے گئے ہیں اوران کا اطلاق آپ پر جائز نہیں میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے بہجۃ الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصہ کثیر ان حالات کا جن کو صاحب بہجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام یافعی نے اسنی المفاخر اور نشر المحاسن اور روض الریاحین میں اور شمس الدین بن الزکی الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کردیا مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصے کو علامہ تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے ابن الرفاعی رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو دنیا وآخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اسے وہ غبی وجاہل اور حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے عمر کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ کی طرف توجہ کو چھوڑا اسی پر قناعت کی۔ اسی لئے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔ احادیث مبارکہ اگلے اشعار میں عرض کروں گا جن سے ثابت ہے۔ اولیاء کرام کے ساتھ حیوانات ونباتات اور احجار واشجار کو کتنا پیار اور محبت ہے اور انہیں ان کے ساتھ کتنی عقیدت ونسبت ہے اور اس کے شواہد میں چند واقعات بھی پیش کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ

یاد رہے کہ اولیاء انبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام نائبین خدا ہوتے ہیں اس لئے جملہ مخلوق ان کی تابع ہوتی ہے۔ حضرت شیخ

سعدی قدس سرہ کی حکایت مشہور ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرزمینِ رود بار (فارسی میں ایسی زمین کو رودبار کہا جاتا ہے جہاں نہروں کا جال بچھاہوا ہوحضرت سعدی کے زمانے میں ایک خاص باغ کا نام بھی تھا) میں تھا کہ اچانک ایسا شخص میرے سامنے آگیا جو چیتے پرسوار تھا میری نگاہ اُس پر پڑی تو میں تھرتھر کانپنے لگا۔اس شخص نے میری یہ حالت دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا اے سعدی مجھے چیتے پرسوار دیکھ کر حیران نہ ہواگر تو بھی خلوصِ دل سے اللہ کے حضور میں اطاعت جھکا دے اوراس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے تو تیرا حکم بھی کوئی نہ ٹالے اس طرح سب تیرے فرمانبردار بن جائیں جوخدا کی اطاعت کرتا ہے دوسرے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی مہک
باغ کے سازوں میں بجتاہے ترانہ تیرا

حل لغات

گیت،گانا،راگ۔کلیوں،کلی کی جمع،غنچے بغیر کھلے ہوئے پھول۔چٹک،کلی کے کھلنے کی آواز۔غزلیں،نظم کی ایک خاص قسم،چہک۔چہکنا،چہچہانا،خوش الحانی میں بولنا۔سازوں،ساز کی جمع،باجا۔بجتا ہے،آواز نکلتی ہے۔ترانا،ایک خاص لَے اور سُر۔

شرح

چمنستان عالم میں غنچوں کے کھلنے کی آوازیں ترنم ونغمہ میں اوربلبلوں کا چہچہانا چمن کی غزل سرائی ہے۔دراصل یہ دونوں چیزیں چمن کے باجے ''مزامیر'' ہیں اوراسی باجوں میں اے عرب کے محبوب ایک خاص سُر اور لَے کے ساتھ ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے جس میں آپ کا ترانہ محبوبیت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ

حسبِ عادت بعض کندمزاج اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے ان اشعار کو مبالغہ پر محمول کریں گے۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اشعار مبنی بر حقیقت ہیں جن کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات سے ملتا ہے

عن ابی امامة الباھلی قال ذکررسول اللہﷺ رجلان احدھما عابد والاخر عالم فقال رسول اللہﷺ فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم ثم قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ وملئکتہ واھل السموت والارض حتی النملة فی جحدھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر. (ترمذی،مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو مردوں کا ذکر ہوا۔ ان میں سے ایک عابد تھا دوسرا عالم تو سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدا تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں اپنے (پانی میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

عن کثیر بن قیس قال کنت جالسا مع ابی الدراء فی مسجد دمشق فجاء ہ رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتک من مدینه الرسول ﷺ لحدیث بلغنی انک تحدثه عن رسول الله ﷺ ماجئت لحاجة قال فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من سلک الله به طریقاً من طرق الجنة وان الملئكة لتضع اجنحتها رضاً لطالب العلم وان العالم یستغفر له من فی السموت ومن فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علیٰ سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوادیناراً ولا درهماً وانما ورثواالعلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر.

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا اے ابو درداء بے شک میں رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیاء کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیاء کرام کا تذکرہ دینار و درہم نہیں ہیں انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

روایات سے عمومی حیثیت مدنظر رکھ کر حیوانات اور اشجار وغیرہ کا علماء کی استغفار وغیرہ ہمارے دلائل میں ہے اور علم کلام میں ثابت ہوگا کہ ان کا ادراک اور کلام مبنی پر حقیقت ہے۔ خلافاً للمعتزلة اہل سنت کے دلائل میں آیاتِ ذیل پیش کی

جاتی ہیں۔

(۱) کل قد علم صلاته وتسبیحه .

ہر ایک نے صلاۃ وتسبیح کو جان لیا (ادراک کیا)

(۲) وان من شئی لا یسبیح محمد ا به ولکن لا تفقهون تسبیهم.

ہر شے تسبیح کہتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔

(۳) یسبیح مافی السموت وما فی الارض.

اللہ تعالیٰ کی تمام تسبیح پڑھتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمینوں میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اوران کا استغفار برائے علماء کرام کیا ہے وہی گیت جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف عالم بلکہ علماءگر اور اولیاء ساز ہیں۔ (فافهم ولاتکن من الوهابین)

حقیقت یہ ہے کہ عام انسان کو اتنا شعور نہیں جتنا جمادات کو محبوبانِ خدا کی خبر ہے احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں۔

(۱) نبی پاک ﷺ کا ستون حنانہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

(۲) شفاء شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی مقدس کا جب باغ سے گزر ہوتا تو درختوں کی ٹہنیاں جھک کر بزبانِ حال عرض کرتیں کہ ہمیں قبول فرمالیں۔

(۳) نبی پاک ﷺ ایک باغ سے گزرے تو کھجور بول پڑی "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" آپ نے اس کا صیحانی نام رکھا۔ (وفاء الوفا وغیرہ)

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

حل لغات

صف، قطار۔ سلامی، تعظیماً جھک کر سلام عرض کرنا، نذرانہ، عقیدت پیش کرنا۔ شاخیں، ٹہنیاں۔ مجرا، ادب واحترام۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے زمین کے درخت جو صف بہ صف کھڑے نظر آتے ہیں آپ کی خدمت

اقدس میں نذرانۂ عقیدت وعظمت پیش کرتے ہیں اور درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر آپ کا ادب واحترام بجالاتی ہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

یہ شعر بھی مذکورہ بالا شعر کی طرح ہے اور ان کے آداب بجالانے میں ان کرامات کی طرف اشارہ ہے جو اولیاء کرام سے ان اشیاء میں صادر ہوتی ہیں۔ فقیر نے ''تصرفات الاکابر فی اربع عناصر'' میں ذکر کر دیا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

آگ کا کام جلانا ہے اور پیدا بھی اسی لئے کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے انبیاء رسل علیٰ نبینا علیہم السلام کا ادب خود سکھایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی بین دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آگ کو فرمایا

ینار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم. (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت ۶۹)

یہی وجہ ہے کہ آج تک آگ نبی اکرم ﷺ اور ان کے سچے وارثین اولیاء کرام بلکہ اسلام کی ہر مقدس شے کی تعظیم وتکریم اور ادب بجالاتی ہے۔ چند مشاہدات پڑھیئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دسترخوان

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے۔ آپ نے انہیں کھانا کھلایا جب وہ کھانا کھا چکے تو سالن وغیرہ کے لگ جانے سے دسترخوان زرد اور میلا ہو گیا آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ اس دسترخوان کو تنور میں ڈال دے۔ حسب ارشاد اس نے دسترخوان کو تنور میں ڈال دیا تنور آگ سے پُر تھا لیکن خدا کی قدرت دسترخوان کو آگ نے گزند نہ پہنچایا بلکہ کچھ دیر کے بعد جب اسے تنور سے نکالا گیا تو صاف وسفید اور میل کچیل سے پاک ہو چکا تھا۔ مہمان حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور عرض کرنے لگے کہ اس دسترخوان میں کون سی خاصیت ہے جس وجہ سے اس پر آگ اثر نہ کر سکی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

گفت زانکہ مصطفیٰ دست ودہاں
بس بمالید اندریں دسترخوان

نبی کریم ﷺ نے بار بار اس دسترخوان سے اپنا منہ مبارک اور دست اقدس پونچھا ہے اس کی برکت سے اس پر آگ اثر انداز ہونے سے عاجز ہے۔ (مثنوی شریف دفتر سوم)

اس کی مزید تشریح فقیر کی کتاب ''صدائے نوی شرح مثنوی'' میں دیکھئے۔

سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روٹیاں

حضور سرورِ عالم ﷺ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اس وقت حضرت خاتونِ جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں ۔ نبی اکرم ﷺ نے ازراہ شفقت ومحبت ارشاد فرمایا کہ بیٹی تو آرام کر تنور میں روٹیاں میں لگاتا ہوں ۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رحمت بھرے ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کرلیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کچھ روٹیاں تنور میں لگائیں خدا کی قدرت باقی سب روٹیاں پک گئیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی لگائی ہوئی روٹیاں جوں کی توں کچی رہیں۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ والی روٹیاں پکتی کیوں نہیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا

اے فاطمہ عجب ندار آں نانہا شرف مساس دست یافت وہرچہ دست ماآں رابساید آتش بآں کار نکند۔

اے فاطمہ تعجب نہ کران روٹیوں نے ہمارے ہاتھ سے چھوئے جانے کا شرف حاصل کیا ہے اور جس چیز کو ہمارا دست کرامت چھوئے اس پر آگ کا اثر نہیں ہو سکتا۔

شیخ المحدثین علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو ذکر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر کعبہ معظّمہ کی بلندی پر نصب کئے ہوئے بتوں کو سرکار ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس لئے نہیں گرایا تھا کہ بتوں نے حسبِ ارشاد قرآنی جہنم میں جلنا ہے اگر آنحضرت ﷺ اپنے دست اقدس سے انہیں گراتے تو ان پر جہنم کی آگ بھی اثر نہ کرسکتی بایں وجہ آپ نے حضرت شیر خدا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ میرے کندھے پر سوار ہو کر تم ان بتوں کو گراؤ۔ (مدارجِ النبوۃ جلد۲، صفحہ ۴۸۶،۸۷)

آگ نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کا ادب کیا

تاریخ کشمیر کی ایک کتاب میں بتایا گیا ہے کہ درگاہ حضرت بل سے نبی پاک ﷺ کا جو موئے مبارک گم ہوا ہے اسے آگ جلانے سے قاصر ہے ۔ یہ کتاب ایک نامور کشمیری مورخ غلام محی الدین صوفی مرحوم نے لکھی ہے جس نے بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے ایک حکمران نے ایک بار موئے اقدس کو آزمائش کے طور پر جلتی آگ میں ڈال دیا جس سے اسے ذرہ بھر گزند نہیں پہنچا تھا۔ مورخ نے مزید بتایا کہ موئے مبارک ۱۶۹۹ء بمطابق ۱۱۱۱ھ کو مدینہ منورہ سے بیجاپور لایا گیا تھا جب کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان پر حکمرانی کرتے تھے۔ (نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۴ء)

فائدہ

موئے مبارک تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا جزو شریف ہیں اس کو گزند پہنچانے سے آگ کیوں نہ قاصر ہو یہ بیچاری تو ایسی چیز کو بھی گزند پہنچانے سے قاصر ہے جسے نبی مکرم ﷺ کے دست کرامت نے صرف مس فرمایا اور اسے جزو بننے کا شرف حاصل نہ ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے واقعات لکھے ہیں۔

ازالہ وہم

ممکن ہے کہ بعض اذہان میں وہم پیدا ہو کہ بات دائرہ امکان میں نہیں تو پھر ہم کیسے مانیں کہ واقعہ ایسا ہوا ہو۔ اس وہم کو یوں زائل کیا جاسکتا ہے کہ یہ معجزہ رسول ﷺ ہے اور معجزہ ہوتا وہی ہے جو دائرہ امکان سے خارج ہو اور معجزہ رہتی دنیا تک قائم و دائم ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک کا ادب

اسی لئے ہم اہل سنت کے معمولات میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کی تعظیم تکریم اور آداب بجالاتے ہیں اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا

والضحیٰ والیل اذا یغشی. (پارہ ۳۰، سورۃ واللیل، آیت ۱)

صاحب روح البیان اس کے تحت فرماتے ہیں کہ الضحیٰ سے کنایہ نور جمال مصطفیٰ ﷺ ہے اللیل سے مراد زلفیں پاک ہیں۔

بوصف رخش والضحیٰ گشت نازل
چو واللیل شد زلف دخال محمد

دوسری جگہ فرمایا

دوچشمی نرگس که مازاغ البصر فوانند
درزلف عنبر ینش راکه واللیل اذیغشی

موئے مبارک کے متعلق نبوی ارشاد

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ اپنے بال ہاتھ مبارک میں لئے ہوئے فرمارہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف پہنچائی یعنی اس کی بے ادبی وتحقیر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی۔ (کنز العمال جلد ٦، صفحہ ٢٧)

اور فرمایا کہ جس نے میرے بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے دُکھایا اللہ تعالیٰ کو اس نے اذیت پہنچائی اس پر اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے برابر لعنت فرمائے گا اور اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ ہوگا۔

دیگر معجزے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال لے کر گھر آئے اور انہیں نہایت تعظیم سے اندر رکھا تھوڑی دیر بعد قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ صدیق اکبر اندر آتے ہیں تب بھی بدستور قرآن پاک کی تلاوت جاری ہے لیکن پڑھنے والا کوئی نظر نہیں آتا تعجب ناک ہو کر ماجرا سناتے ہیں آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ملائکہ میرے بال کی حاضری دے کر قرآن پڑھتے ہیں۔

(جامع المعجزات صفحہ ۲۳)

نمونہ کے طور پر تبرک کے طور پر عرض کیا گیا ہے تا کہ کند مزاج سمجھ جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

حل لغات

نہیں، برائے استفہام اقراری۔ چاند، ماہتاب، مجازاً روشن ضمیر ولی۔ منزل، درجہ، گھر، جلوہ، دیدار، نمائش۔ آئینہ، جس میں زیب و زینت دیکھی جائے، شیشہ، آئینہ کا گھر بمعنی شیش محل وہ مکان جس میں ہر طرف شیشے جڑے ہوئے ہوں مجازاً روشن سینہ۔

شرح

کسی ماہتاب یعنی بلند سے بلند درجہ والا روشن ضمیر ولی ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نور نہ جھلکتا ہو اور کوئی روشن سینہ نہیں جس میں آپ کی روشنی نہ پائی جاتی ہو۔ آپ ہی کا نورِ ولایت دنیا بھر کے اولیاء کاملین کو عطا ہوا ہے جس سے وہ خود روشن ہیں اور دوسروں کو بھی روشن فرماتے ہیں۔

جملہ سلاسلِ اولیاء کے علاوہ آج بطریقۂ اُویسیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جاری ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی فیضِ اُویسیہ کی ایک جھلک ہے بلکہ اب بھی سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دعویٰ آپ کے مزار پر جلی قلم سے لکھا ہے کہ کوئی سالک میرے پاس آئے میں اسے سلوک

کے منازل طے کراؤں گا اور سینکڑوں بندگانِ خدا حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے بہرہ ور ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

حل لغات

گلستان (فارسی) باغ، چمن۔ فصل بہاری، موسم بہار لانے والا، مراد غوثِ پاک۔ نیاز، ضرورت۔ سلسلہ، زنجیر، خاندان۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ موسمِ بہار ہیں اور کوئی چمن یعنی دنیا کا کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کی توجہ کے موسمِ بہار کی ضرورت نہ ہو اور سارے سلسلے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ ان سب میں آپ ہی کا فیض کارفرما ہے۔

چودھویں پندرھویں صدی کے جہلاء صوفی اور پیر

یہ مسلم ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیرانِ پیر ہیں یعنی سب کے مرشد برحق بلکہ ولایت کنندہ ہیں خواہ وہ کسی سلسلہ کا ولی ہو۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی، اُویسی وغیرہ وغیرہ یہ نہیں کہ آپ صرف قادریہ سلسلہ کے سرتاج ہیں اور بس۔ نہیں آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے ولایت کا قلمدان جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو یعنی آپ جب تک کسی کو ولایت عطا نہ فرمائیں وہ ولی نہیں بن سکتا۔ تفصیل فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے چند حوالہ جات یہاں مناسبت کے طور پر پیش کر دوں تاکہ کسی غلط کار کو پھسلانے کا موقع نہ ملے۔

شیخ عمر البزاز علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوں کے سردار ہیں اور اولیاء اللہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۷۷)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجددِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

میرے خیال میں اس مسئلہ میں کسی بھی صاحبِ طریقت کو اختلاف نہ ہوگا سوائے چند متعصبین کے اس طویل بحث کو فقیر سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کے اکتفا کرتا ہے جنہیں جملہ اہل طریقت نے سید الطائفہ مانا ہے۔

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن عالمِ کیف میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے

"قدمه علیٰ رقبتی قدمه علی رقبتی"

اس کا قدم میری گردن پر اس کا قدم میری گردن پر۔

یہ حالت سن کر لوگ حیران ہو گئے۔ عالم کیف کے افاقے کے بعد دریافت کیا تو فرمایا کشفِ باطن کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی میں عارفوں کا تاجدار پیدا ہوگا جو مشیت ایزدی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمائے گا

قدمی هذا رقبتی کل ولی الله

میرا یہ قدم سارے اولیاء کی گردن پر ہے۔

اضطرابِ شوق میں آج ہی اس کی جلالتِ شان کے آگے میری گردن خم ہوگئی اور عالمِ کشف میں یہ الفاظ بے ساختہ میری زبان سے جاری ہوئے۔ (نزہۃ الناظر)

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام

باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حل لغات

راج کرنا، حکومت کرنا۔ خدام، جمع خادم، میاں، مرید اور نام لیوا مراد ہے۔ باج، خراج، محصول۔ نہر، کسی دریا سے نکالی ہوئی شاخ مجازاً فیض حاصل کرنے والا شاگرد۔ دریا، ہمیشہ بہنے والی بڑی نہر، مجازاً فیض دینے والا استاذ کامل۔

شرح

اے سید الاولیاء کون سا ایسا شہر ہے جس میں آپ کے دریا کے خدمت گزار اولیاء کرام حکومت نہیں کرتے اور کون سا ایسا نالہ ہے جس سے آپ کا دریا محصول نہیں حاصل کرتا۔ نہر کے محصول سے مراد ولیوں کا فیض یافتہ اور احسان مند ہونا ہے اور دریا سے مراد خود فیض دینے والے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اسی لئے بالواسطہ اور

بلاواسطہ ہر جگہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "من حیث الولایة" راج ہے اور یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ مبنی برعقیدت ہے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ دنیا کا نظام تین طریقوں سے چل رہا ہے۔

(۱) اہل معرفت (اولیاء) کی نگاہ

(۲) اہل شریعت (علماء) کی خدمتِ خلق سے

(۳) اہل حکومت (شاہانِ اسلام) کی سیاست (اور حضور غوثِ اعظم ان تینوں کے سربراہ ہیں)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین طرے

شیخ موصلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو ان کے اپنے مدرسہ بغداد میں کھڑے دیکھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ بحر و بر کے تمام مشائخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ عبدالقادر ایک بلند تخت پر جلوہ فرما ہیں ہر ولی اللہ کے سر پر عمامہ ہے اور ہر عمامہ ہر ایک ایک طرہ بعض اولیاء اللہ کے دو طرے تھے لیکن شیخ عبدالقادر کے عمامے کے تین طرے تھے۔ میں اس خواب سے حیران تھا جب بیدار ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام کو سرہانے کھڑا دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ ایک طرہ شریعت کا، ایک طریقت کا اور ایک حقیقت کا۔ (زبدۃ الاسرار صفحہ ۵۵)

عقلی کائنات

خالقِ کائنات نے دورِ سابقہ قانون بتایا

وقفینا من بعده الرسل.

یعنی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔

لیکن چونکہ ہمارے آقا محبوبِ خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ مسدود تھا اس لئے شریعت مطہرہ کو تھامنے اور مسلم قومیت کا ازسرِ نو زندہ کرنے کے لئے قدرتِ خداوندی نے ایک ایسے برگزیدہ نفس قدسی کو چھانٹ لیا جس نے دنیا کو پھر اسی شاہراہ مستقیم پر چلا دیا جس پر حضور ﷺ امت کو چھوڑ گئے تھے۔ اپنی نیابت میں حضور غوثِ اعظم کو قطبیت و غوثیت کی سندیں عطاء کر کے اولوالعزمی کی پوشاک امور کمالیت کا تاج سر پر رکھ کر اصلاحِ قوم پر مامور فرما دیا۔ اسی لئے آپ قطب الاقطاب، غوث الاغیاث اور مقتدیٰ اولیاءِ عظام ہی ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ گروہِ انبیاء میں بے مثل و بے نظیر اور سردارِ انبیاء ہیں۔ اسی طرح حضور غوثِ اعظم گروہِ اولیاء میں بے مثل بینظیر سرتاجِ اولیاء ہیں اور "قدمی هذا علیٰ رقبة کل ولی اللہ" آپ کی ہی شان ہے آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر نبی علیہ السلام میں نبوت کے علاوہ ولایت بھی ہے۔ حضور سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہوئی تو ولایت ختم نہ ہوئی صحابہ ثلاثہ

کے بعد ولایت کا باب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ ان کے بعد نیابت ولایت اہل بیت میں منتقل ہوئی جو آخری امام اہل بیت کے بعد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل کر دی گئی سیدنا مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک یہ سلسلہ آپ کے قبضہ میں ہے جسے چاہیں ولایت سے نوازیں جسے چاہیں معزول فرمائیں۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حل لغات

مزرع، کھیت۔ چشت، ایک گاؤں کا نام جہاں سے سلسلہ چشتیہ کی ابتداء ہوا۔ بخارا، ماورئی النہر یعنی ترکستان کے ایک مشہور و معروف شہر کا نام۔ حضرت امام بخاری، صحیح بخاری شریف کے مؤلف امام اسمٰعیل وہیں کے رہنے والے تھے یہاں چاروں سلسلوں میں سے ایک سلسلہ نقشبندی کے بانی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ علیہ الرحمۃ مراد ہیں۔ یہ بزرگ بھی وہیں کے رہنے والی تھی عراق مراد ہے سلسلۂ سہروردیہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین شافعی سہروردی علیہ الرحمۃ سہروردیہ کے رہنے والے تھے جو عراق میں ہے۔ اجمیر، راجپوتانہ کے ایک مشہور شہر کا نام ہے جہاں تبلیغ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے گئے اور وہیں اپنا مرکز بنایا اور وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزارِ مقدس آج تک مرجع خلائق ہے آپ حضرت عثمان ہارونی چشتی علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ خاص تھے۔ کشت، کھیت۔ جھالا، موسلا دھار بارش۔

شرح

چشت اور بخارا اور عراق اور اجمیر شریف وغیرہ جتنی بھی جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے پیدا فرمائے ہیں یہ سب جگہیں اے غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے فیضانِ کرم سے سیراب ہیں۔

چشت

چشتیہ سلسلہ اسی بستی مبارک کے نام سے منسوب ہیں اگر چہ ہمارے ملک ملکِ ہندو پاکستان میں اس کی شہرت حضور غریب نواز سیدنا اجمیری قدس سرہ کی وجہ سے ہوئی اور حضور غریب نواز ہوں یا ان کے شیخ یا ان کے شیخ المشائخ سب نگاہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمور ہیں چنانچہ حضور فرید الملت والدین حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف قدس سرہ سے سوال ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ رقبہ ہیں تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ

اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوگی اور یہ عمر ان کی ابتدائے سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اصحابِ رقبہ ہوں تو عجب نہیں اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہ اصحابِ رقبہ ہوں گے۔

فائدہ

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مراد اصحابِ رقبہ سے یہ ہے کہ غوثِ اعظم کے روبرو سر جھکایا یا غائبانہ (روحانی طور) اور حضرت غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورانِ اعلان کم عمر تھے لیکن ہم کہتے ہیں کہ سر جھکایا ضرور خواہ بعد کو یا اسی کم عمری میں۔ چنانچہ حضرت علامہ فیض احمد صاحب مدظلہ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات وریاضات میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روحانی طور پر جنابِ غوث الاعظم کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی اور عرض کی

"قد ماک علیٰ راسی وعینی"

آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہوکر مجلس میں فرمایا کہ سیدنا غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایتِ ہند سے سرفراز کئے جائیں گے۔

شیخ صنعان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار وتوبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے دریائے علم وعرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات وخوارق ان سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا مگر آں جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامل ہوئے جس پر اسی وقت ان کی ولایت وبصیرت سلب ہوگئی اور تہی دامن ہوجانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخران کے ایک ارادت مند کی عاجزی وخدمت گزاری کے باعث جنابِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متوجہ ہوکر انہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

فائدہ

یہ اشعار دراصل "قدمی ھذہ علی رقاب اولیاء اللہ" کی تفسیر ہیں جنہیں مختلف پہلوں سے بیان کیا

جا رہا ہے۔

قدمی علیٰ رقبۃ الخ کا مفہوم

جنابِ غوثِ اعظم کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم الٰہی کہے گئے تھے مگر وسعت فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں مختلف حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحاب و ائمہ اہل بیت وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''قدم غوث جلی برگردن ہر ولی'' میں ہے۔

اور محبوب ہیں ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

حل لغات

اور، دوسرے کثرت سے۔محبوب، پیارے دوست۔ہاں، بیشک۔پر، لیکن۔سبھی، سب ہی سب کے سب یکساں، برابر مساوی۔یوں تو، اس طرح تو۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے بے شمار پیارے اور دوست ہیں لیکن یقیناً سب برابر اور مساوی نہیں ہیں۔ان کے مقابلے میں آپ کا درجہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ بلند فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے جو پیار و محبت رکھنے والے ہیں وہی محبوبانِ الٰہی ہیں اور جس نے آپ کو نہ چاہا وہ مردودِ بارگاہ الٰہی ہے کیونکہ آپ کو ہی اللہ تعالیٰ نے منبع ولایت اور سید الاولیاء والاقطاب بنایا ہے لہٰذا بڑے سے بڑا بزرگ آپ کے زیر سایۂ عاطفت ہوتا ہے۔

رد غلاۃ

اس شعر میں اس بیوقوف غالی کا رد ہے جس نے حضور نظام الدین اولیاء کو محبوبِ الٰہی کے لقب کی وجہ سے کہہ دیا ہے کہ آپ حضور محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں۔اس کی تشریح و تردید آگے چل کر عرض کرونگا یہاں چندان

محبوبوں کی باتیں پڑھ لیں جو محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے والے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چاہنے سے مراد کسی سے پیار اور محبت خواہ چاہنے والا افضل بھی ہو۔اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کا ہر چاہنے والا محبوب ہے لیکن آپ کی شان نرالی ہے کہ آپ کو سبھی چاہتے۔متعدد کتابوں میں ہے کہ ایک دفعہ ایک راہب جس کا نام سنان تھا آپ کی مجلس میں آیا اور آپ کے دستِ مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا۔اس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا شخص ہوں میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ متقی پرہیز گار متدین متشرع اور افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا میں اس فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے ان عیسائیوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے مگر متردد تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں اسی اثناء میں ہاتف نے پکار کر کہا کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا اس قدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔ (مرأۃ الفیضان از امام یافعی، قلائد الجواہر صفحہ ۸ وغیرہ)

ملائکہ چاہنے والے

منقول ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں جواب دیا کہ میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے لوگوں سے کہتے ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔

ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے ایک فرشتہ سے پوچھا یہ کون لڑکا ہے جس کی اتنی عزت کرتے ہو اس فرشتے نے جواباً کہا یہ ایک ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہوگا راہ طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں دی جارہی ہیں اور بغیر کسی حجاب کے تسکین وقرار عنایت ہورہا ہے اور بغیر کسی حجت کے تقرب مل رہا ہے۔الغرض چالیس سال کی عمر میں میں نے پہچان لیا کہ پوچھنے والا اپنے وقت کا ایک ابدال تھا۔

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت ومنزلت زیادہ ہوگی اور ان کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہوگیا جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہوگا آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے جب کہ آپ کے دائیں طرف شریعت کا سمندر بائیں طرف حقیقت کا سمندر جس میں سے آپ چاہیں فیض یاب ہوں آپ کی نظیر کوئی نہیں ہے۔

وعظ

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے میں قریباً تین بار مجلسِ وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم وحکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ لوگوں پر وجدانی کیفیات طاری ہوجاتی تھیں، بعض اپنے گریبان چاک کرلیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بیہوش ہوجاتے تھے، کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصلِ بحق ہوجاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور ارواحِ طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز دور ونزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے آپ سے بکثرت خوارق وکرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہمعصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طفسونجی اور شیخ عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوثِ اعظم کے مواعظ سنا کرتے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سر مو فرق نہ پایا جاتا۔

فائدہ

حضرت احمد رفاعی قدس سرہ چاہنے والوں میں ہیں تو ان کا مرتبہ کیا ہے۔

تعارف

آپ حضرت غوثِ پاک کے ہمعصر ہیں اور آپ وہی ہیں جن کے لئے رسول اکرم ﷺ نے قبر انور سے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالا تو آپ نے ہزاروں کے مجمع میں سلام کا جواب بھی سنا اور چوما بھی۔

مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ایک بزرگ

ہیں حضرت سید احمد کبیر رفاعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ بہت بڑے اولیاءِ کبار میں سے ہیں مگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر مشہور نہیں ہوئے۔(افاضاتِ الیومیہ جلد ۱صفحہ ۴۰)

امام سیوطی نے فرمایا کہ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر اشعار میں حضور اکرم ﷺ کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے کی خواہش کا اظہار عرض کیا تو عرض کرنے پر

فظهرت له يد النبی ﷺ فقبلها.

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہاتھ مبارک نکالا اور انہوں نے بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا۔

(نزہۃ المجالس جلد ۱صفحہ ۱۵۹،الحاوی للفتاویٰ السیوطی جامع کرامات الاولیاء جلد، صفحہ ۴۹۴،فضائل حج ۲۵۲،۲۵۱،قلائد الجواہر صفحہ ۸۴،حاشیہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۵ وغیرہ وغیرہ)

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہوکر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

حل لغات

سو،ایک سو،مجازاً بے شمار۔فرد،لوگ۔سراپا،سر سے پاؤں تک۔بفراعت،اطمینان و آرام سے۔اوڑھیں،بدن کپڑے سے چھپائیں۔تنگ،چھوٹی۔اترنے کو ہو،اتارے جانے اور استعمال ترک کرنے کے قابل ہو۔نیما،چھوٹا جامہ،کپڑا۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ کا متبرک جامہ جو آپ کو چھوٹا ہوگیا ہو اور اسی سبب سے اتار دینے کے قابل ہو چکا ہو اگر آپ اسے اتار دیں تو آپ کی برکت سے وہ تنگ جامہ سینکڑوں لوگ سر سے پاؤں تک نہایت اطمینان اور آرام سے اوڑھ سکیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ جس مقام سے آپ گزر چکے ہیں اور جو آپ کی عظمت شان کے آگے تنگ ہوگیا ہے اس میں سو اولیاءکرام اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔

مرتبہ غوثِ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب الابرار حضرت بدیع الدین شاہ مدارسی قاضی شہاب الدین جونپوری نقل کرتے ہیں کہ بعد اہل بیت اور صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبہ وراء الوراء سے سوائے ان تینوں ولیوں کے اور کوئی ولی آج تک فائز نہیں ہوا۔

(۱) حضرت خواجہ اُویس قرنی

(۲) حضرت جنید بغدادی

(۳) حضرت بہلول دانا اور وراء الوراء ایک مرتبہ عالی ہے کہ اس سے بلندتر ولایت میں دوسرا درجہ نہیں اور جنابِ محبوبِ سبحانی اس مرتبہ میں مثل شہنشاہ ہیں نہ کوئی آج تک ایسا پیدا ہوا یہ مرتبہ آپ کی ذاتِ اقدس پر ختم ہوگیا۔

(مجموعہ میلاد شریف)

علامه ابن حجر مکی رحمة الله تعالیٰ علیه

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ باب مطلب فی حکم ما اذا قال قائل یعلم الغیب صفحہ ۲۲۲ میں فرمایا

قال الیافعی وروی مسنداً عنه اعنی الشیخ عبدالقادر شیخاً ارسل یقولون له ان لی اربعین سنة فی درکات باب القدرة فما رایتک ثم فقال الشیخ عبدالقادر فی ذلک الوقت لجاعة من اصحابہٖ اذهبوا الیٰ فلان تجدون جماعته فی بعض الطریق ارسلهم الی بکذا فردوهم معکم الیه ثم قولو له یسلم علیک الشیخ عبدالقادر ویقول لک انت فی الدرکات ومن هو فی الحضرة لایری من فی المخدع وانا فی المخدع ادخل واخرج من باب السر حیث لا ترانی بارة ان خرجت لک الخلعة الفلانیة فی الوقت الفلانی علیٰ یدی خرج وهی خلعة الرضا وبامارة خروج التشریف الفلانی فی اللیلة الفلانیة لک یدی خرخ وهو تشریف الفتح وبامارة ان خلع علیک فی الدرکات یمحصر اثنی عشر الف ولی وهی خلعة الولایة وهی فرجیة خصرآء طرازها سورة الاخلاص علیٰ یدی خرجت لک فانتهوا فوجدواجماعة ذلک الشیخ فردوهم ثم اخبروه بما ذکره الشیخ عبدالقادر فقال صدق وهو صاحب الوقت التصرف.

امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے درکات قدرت میں ہوتا ہوں لیکن آپ کو نہیں دیکھا اور اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ

شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو درکات میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ والے کو نہیں دیکھتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع والے کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے میں مخفی دروازہ سے آتا جاتا تھا اس لئے تو نے مجھے نہیں دیکھا اگر تو اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو وہ خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور وہ خلعت رضا تھی اور دوسری بات آپ کی تصدیق کے لئے یہ ہے کہ فلاں رات کو جو فتوحات تم کو ہوئیں وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی اور وہ فتح کا شرف تھا اور تیسری علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار ولی کو خلعت ولایت دی گئی اور وہ سبز خلعت کہ جس کی طرزیں سورۂ اخلاص کی تھیں میرے ہاتھ بھیجی گئی۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام اس شیخ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس شیخ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا بیان کیا اس شیخ نے کہا

صدق و هو صاحب الوقت والتصريف .

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر سلطان الوقت اور صاحبِ تصرف نے سچ فرمایا۔

فائدہ

اس مضمون سے ثابت ہوا کہ ولایت کا ہر مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اور ان کے ہاتھوں نصیب ہوتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اولیاء کو اس کا علم بھی نہ ہوتا ہو جیسے مذکور ہوا اور اس میں کسی سلسلہ کی کوئی قید نہیں۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے جیسے کہ گزرا۔

امام شعرانی قدس سرہ

نے الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے کہ ''قطابۃ کے لئے ۱۴ عالم کی حکومت ہوتی ہے دنیا و آخرت کا عالم ایک ہے''

اور لکھا ہے کہ

وهذا لا مر لايعرفه من التصف بالقطبية.

یہ وہ جانتا ہے جو قطبیت سے موصوف ہوتا ہے

اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مرتبہ مسلم ہے۔

مولانا عبدالرحمن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سے پوچھا گیا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ ''قدمی علیٰ رقبة كل ولی'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام امت کے اولیاء سے افضل ہیں حالانکہ دیگر سلاسل میں بھی غوث و قطب ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب

دیا کہ ہر ولی کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہ حضرت پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہیں چونکہ خاتم الانبیاء افضل الانبیاء علیہ السلام ہیں اسی لئے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تمام اولیائے امت سے افضل ہوئے۔

برکۃ المصطفیٰ فی الھند شیخ المحدثین
سیدنا شاہ عبدالحق محدث دھلوی قدس سرہ العزیز

شیخ محقق قدس سرہ نے لکھا ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لئے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین و متاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود و عدول کی مثبت زیادہ راجح ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیاءِ وقت نے تائید کی۔

(انوار الرحمٰن لتنویر الجنان، زبدۃ الآثار صفحہ ۴۳)

نیز فرمایا

اگر دیگراں قطب انداد قطب الاقطاب است واگر ایشاں سلاطین او سلطان السلاطین۔ محی الدین که دین اسلا م زنده گردانید وملت کفر ارابمیرانید که الشیخ یحییٰ ویمیت زهے مرتبه که ایجادِ دین ازحی وقیوم است واحیازوے۔ غوث الثقلین آنراگوند که جن وانس همه بوے پناه جوئند۔ من بیکس نیز پناه بوئے جسته ام وبردرگاه افتاده مراجز عنایت اوکس نیست وبغیر لطف اوفریادرس نے۔(اخبار الاخیار صفحہ ۳۱۵)

اگر دوسرے قطب ہیں تو حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب ہیں اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو حضور شہنشاہ ہیں (بادشاہوں کے بادشاہ) آپ کا لقب مبارک محی الدین ہے کیونکہ آپ نے دینِ اسلام کو زندہ کیا ہے اور ملتِ کفر کی بیخکنی کی ہے کیونکہ شیخ (کامل) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سبحان اللہ کیا شان ہے کہ دین کے موجد اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہیں اور زندہ کرنے والے لیکن وہی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بخشی سیدنا غوثِ اعظم کو غوث الثقلین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جن وانسان آپ سے پناہ چاہتے ہیں اور میں انہیں کی بارگاہ میں پڑا ہوں آپ کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں۔

ازالہ وہم شرک

یہ مجاز ہے جیسے مولوی قاسم نانوتوی نے کرمِ احمدی سے استغاثہ کیا ہے

مدد کرائے کرمِ احمدی کہ نہیں تیرے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمیہ)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حل لغات

جھکنا، مجازاًتواضع کرنا۔ سر بچھ جانا، سر زمین پر رکھ دینا۔ دل ٹوٹ گئے (ترجمہ از ڈکشنری) کشف ساق، یعنی تجلی الٰہی کا یہ ظہور نہیں تھا بلکہ یہ تو آپ کے قدمِ پاک کا جلوہ تھا۔

شرح

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص تجلی فرمائے گا اور سارے اہل ایمان اس تجلی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے مگر منافق و کافر سجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے غوثِ پاک آپ کے قدمِ پاک کو دیکھ کر بہت سے اولیائے کرام یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ تجلی الٰہی ہے سجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہو جائینگے حالانکہ تجلی الٰہی نہ تھی بلکہ قدمِ پاک غوث الثقلین کا کرشمہ تھا۔

کشف ساق

یہ تو قیامت میں ہی ہوگا لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہر نور الٰہی ہیں اس لئے آپ نے بحکم خداوندی جب قدم کی جھلک دکھائی کہ جس سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا تو بعض اولیاء نے سمجھا کشف ساق ہوا اسی لئے سجدہ ریز ہو گئے۔

حاشیہ حدائق میں ہے

انه لم يكن الا جلوة العبد لا تجلى المعبود كما قسجداهل الجنة حسين يرون نور داء عثمان رضى الله تعالىٰ عنه عند تحوله من بيت الى بيت زعماً منهم انه قد تجلى ربهم تبارك وتعالىٰ كماورد في الحديث.

وہ نہ ہوگا مگر جلوۂ عبد نہ کہ تجلی حق یا ایسے ہے جیسے اہل جنت سجدہ میں گر جائیں گے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر

کا نور دیکھیں گے جب وہ جنت کے ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے لوگوں کا خیال ہوگا کہ یہ ان کے رب کی تجلی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

تاجِ فرقِ عرفاء کس کے قدم کو کہئے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حل لغات

تاج، بادشاہی، ٹولی۔ فرق، سر۔ عرفاء، عارف کی جمع، خدا شناس، اللہ والے لوگ۔ جسے، جس کو۔ باج، خراج ٹیکس۔ وہ پاؤں ہے کس کا، وہ کس کا پاؤں ہے یہ سوال ہے۔ تیرا، یہ سوال مذکور کا جواب ہے۔

شرح

حضرت شیخ موسیٰ زری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا نہایت ہی ادکرتے تھے آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء وسید العارفین ہیں اس لئے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشادِ گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن کے مرشد ہیں بلکہ آپ بعض ملائکہ کے بھی پیر ہیں جیسا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشادِ گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن وملائکہ ہیں۔

رجال الغیب نے مژدہ سنایا

ایک روز ایک شخص جسے میں اس وقت نہ جانتا تھا ہم پر گزرا۔ جب اس نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا تو ان میں سے ایک سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ جواب ملا کہ

سیکون له شان عظیم هذا یعطی فلا یصنع ویمکن فلا یحجب ویقرب فلا یمکربه.

(زبدۃ الآثار صفحہ ۴۱)

یعنی اس کی بڑی شان ہوگی اسے عطاء کیا جائے اسے قادر کردیا جائے گا اور محروم نہ رکھا جائے گا اسے مقرب بنایا جائے گا اور اس کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔

فائدہ

یہ حوالہ بتاتا ہے کہ رجال الغیب نے بچپن سے ہی تسلیم کرلیا تھا کہ آپ غوث الاغواث ہیں۔

ملائکہ خدام تھے

دس برس کی عمر میں آپ اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کی عمر میں اپنے شہر میں گھر سے نکلتا اور مدرسے سے جایا کرتا پس میں فرشتوں کو اپنے پیچھے چلتے دیکھتا جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سنتا کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو کہ بیٹھ جائے۔

ازالہ وہم

معتزلہ فرقہ سے متاثر ہوکر کوئی اسے مبالغہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام عام ملائکہ عظام سے افضل ہیں اور معتزلہ تو ملائکہ پر نبوت کی فضیلت کے بھی منکر ہیں اہل سنت کے دلائل میں ایک دلیل "علم آدم الاسماء" ہے اسی قاعدہ پر اولیاء کرام کو عام ملائکہ عظام سے افضل مانا گیا۔ تفصیل علمِ کلام میں ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی شہرت آسمان و زمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء الاعلیٰ میں آپ کا لقب اشہب ہے آپ قطبِ وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کریگا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۷۶)

تصدیق الملائکہ

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹ میں ہے کہ جب سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "قدمی ھذا رقبۃ کل ولی اللہ" میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے تو ملائکہ کرام نے جواباً فرمایا "صدقت یا عبداللہ" اے اللہ کے بندے آپ نے سچ فرمایا۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

حل لغات

سکر، نشہ کی حالت شراب وغیرہ کا نشہ جس سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اولیاء کرام پر ایک حالت گزرتی ہے جس کو سکر کہتے ہیں۔ خضر، ایک بڑے باعظمت پیغمبر جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

شرح

اے مرتبِ علیا والے آقا! آپ کی عظمت کو وہ لوگ کیا سمجھیں جو اپنے ظاہری علوم وفنون کے نشے میں رہتے ہیں

اور تجلیاتِ الٰہی کی کثرت کی وجہ سے مدہوشی کے عالم میں یہ حالت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب طرف کی کمی اور تجلی کی زیادتی ہوتی ہے۔

حضرت خضر جو کہ ہمیشہ سہو میں رہتے ہیں اور حالت سکر کبھی ان پر طاری نہیں ہوتی اسی لئے اُن سے آپ کا مرتبہ معلوم کیا جائے کہ کتنا بڑا ہے ہاں جب علم ظاہری کا نشہ اتر جائے تو پھر معلوم ہو گا کہ کتنا رفیع المنزلت ہیں مثلاً ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

منکرین غوثِ اعظم

آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدت العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو۔ ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ و گذاشت نہیں کیا لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو الفرج عبد الرحمٰن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا۔ علمِ حدیث، علمِ تاریخ اور علمِ ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس منتظم فی تاریخ الامم تلیقح فھوم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ سے باہر ہیں۔
بعض مورخین کا قول ہے کہ ابن جوزی نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے یہ حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہلائیں تو غسل کے لئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ بچ رہا۔

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا اور باب الحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے اس لئے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اسرار کو خلافِ ظاہر شریعت جان کر ان کا رد کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق

میں سخت وسست اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ وصوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوفِ دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہلِ معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب " قواعد الطريقة في الجمع بين الشريعة و الحقيقة" سید احمد زدنی کی تصنیفات سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل ذکر اپنے رسالہ "مدح البحرین" میں کیا ہے علاوہ ازیں عبداللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منحرف رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل وکمالات کا اقرار کیا۔

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گزرا جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء ومشائخِ عصر ابن الجوزی کو غوثِ اعظم کی خدمت میں لے گئے اور معافی مانگی آپ نے معاف فرما دیا۔

علامہ ابن جوزی کا رجوع

قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ ابوالعباس ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثِ اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے قاری نے ایک آیت پڑھی۔ آپ نے وجوہ بیان کرنے شروع فرمائے ابوالعباس ابن جوزی سے پھر وجہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے وہ اثبات میں جواب دیتے گئے۔

اس کے بعد آپ نے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابوالعباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعتِ علم پر نہایت متعجب ہوکر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرح رجوع کرتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا۔

خوش اعتقادی

پھر اسی محدث ابن جوزی قدس سرہ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کہا کرتے

لامرید الشیخ اسعد من مرید الغوث.

حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے کوئی مرید بڑھ کر خوش بخت نہیں۔

ازالۂ وہم

مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ وکراماتِ اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقتِ حال پر پردہ ڈال کر دھوکہ دے دیتے ہیں مثلاً انہیں ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ عبارت انکارِ اولیاء میں پیش کریں گے جو آپ کی رجوع الی الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل کی ہوں گی اسی سے عوام اہلِ اسلام آگاہ رہیں۔

اگر کوئی دھوکہ کرے بھی اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی انکار کرنے والے کا اپنا انجام برباد ہوگا۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض

اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

حل لغات

چھوٹا ہی چاہیں، کم درجہ کا ہی چاہتے ہیں۔ کہ، برائے تعلیل کیونکہ۔ زیر، نیچے۔ حضیض، پستی۔ اوج، بلندی، عروج۔ ستارا، اوج پر ہونا مجاز اً بلند نصیبہ والا ہونا۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم نارسا رکھنے والے مخالف تو آپ کو ہر طرح کم مرتبہ والا ہی کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود پستی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں حالانہ آپ اتنے بڑے نصیب والے ہیں کہ قسمت کے ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ترین مقام پر آپ کا ستارا چمک رہا ہے۔

غوثِ اعظم بڑے نصیب والے

حضرت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوثِ پاک نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں میرے مکان پر تشریف لائے اور خوش ہو کر مجھ سے فرمایا اے نور العین ادھر آئیں میں فوراً آپ کے پاس گیا نہایت محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو تخت پر بٹھایا اور شفقت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور پیراہن مبارک جو پہنی تھی اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا

هذا خلعة الغوثية على الاقطاب والابدال والاوتاد.

اور بعد عطائے خلعت غوثیت مجھ کو رخصت فرمایا اور تشریف لے گئے مرتبہ غوثیت یہ ہے۔ رسالۃ الاولیاء میں سید ہاشم علوی بیجاپوری تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی ملک کا منصب ولایت پر منصوب ہوتا ہے تو پہلے بحکم خداوند عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے آپ اس کو جناب غوث الاعظم کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ اس کو اگر لائق ولایت کے دیکھتے ہیں تو نام اس کا دفتر ولایت میں درج کرتے ہیں اور یہی دستور آپ کے عہد غوثیت سے ہے۔ (تفریح الخاطر، مناقب غوثیہ، ترغیب الناظر)

ولادتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت

آپ کے والد ماجد ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مع صحابہ کرام و اولیائے عظام تشریف لائے ہیں اور فرمار ہے ہیں

یابا صالح اعطاک اللہ تعالیٰ ابنا صالحاً وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ شانہ وسیکون لہ شان عالی فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء ورسل. (مناقب غوثیہ)

اے ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح عطا فرمایا ہے وہ بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے میرا اور اللہ عزوجل کا محبوب ہے۔

اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ ایسا ہوگا جیسے میرا مرتبہ جملہ انبیاء و مرسلین میں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء — چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

روحِ رواں یہاں تو وہاں اشکِ حور تھا

فائدہ

یہ بشارت بتاتی ہے کہ باستثناء صحابہ و اہل بیت باقی تمام اولیاء کرام سے افضل ہیں۔

ولادت کی کرامت

آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی۔ لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب میں پیدا ہوئے سب کے سب ولی کامل نکلے یہ بھی آپ کی ولادت کی برکت تھی۔ (مناقبِ غوثیہ)

فائدہ

یہ عطیہ بتاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے ہی اولیاء کرام پر ولایت کا عطیہ ہوگا نیز اس سے رسول اکرم ﷺ کی کمالِ اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی ولادت کے دن تمام عالم دنیا میں بچے ہی بچے پیدا ہوئے۔

مرتبۂ محبوبیت

یہ خصوصی مرتبہ صرف اور صرف اولیاء کرام میں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا۔ چنانچہ ایک بزرگ سید محمد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحر العالی میں لکھا ہے کہ

ان سلطان الاولیاء السید عبدالقادر گیلانی فی مقام المحبوبیة له شهرة عظیمة وغیره من المحبوبین لیس کذلک

اس کے بعد لکھا کہ

واشتهار محبوبیة الغوث الاعظم کاشتهار محبوبیة حبیب الله سیدنا محمد ﷺ لکونه علےٰ قدمه. (تفریح الخاطر)

سلطان الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامِ محبوبیت میں ہیں آپ کو بہت بڑی شہرت حاصل ہے ہاں دوسرے محبوبوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت کی شہرت حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم ﷺ جیسی شہرت ہے۔

فائدہ

اس میں کسی کو انکار نہیں ہوسکتا جہاں اسلام نے قدم جمایا وہیں پر نبی کریم ﷺ کے دیوانے مستانے پائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیاز مند بھی۔

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سکر نکالا تیرا

حل لغات

احوال، حال کی جمع، حالات۔ کرتا ہے قیاس، سوچتا ہے، خیال کرتا ہے، اندازہ کرتا ہے۔ نشے والوں نے، ظاہری

علوم وفنون والے۔ بھلا، اچھا، یہ کلمہ طنزاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی عجیب وغریب کے لئے جاتے ہیں۔ سکر، نشہ، مدہوشی ۔ نکالا، بنایا، بیان کیا۔ تیرا، آپ کی اور آپ کی عظمت ومنزلت کے لئے۔

شرح

جو انسان اپنے علم وفن کے نشے میں چور ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ بلکہ باجود آپ کے سردارِ اولیاء ہونے کے اسے غوثِ پاک آپ کی ذاتِ گرامی کے حالاتِ مبارکہ کو خود اپنے ہی حالات وکوائف پر قیاس کر کے حکم لگاتا ہے کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے ایک مجبور انسان تھے اور غوث الاعظم کی باتوں کو سکر پر محمول کیا حالانکہ یہ باتیں آپ نے حالتِ ہوش میں فرمائی ہیں۔ علم وفن کے نشہ والوں نے اپنے ہی جیسا ظاہری علم وفضل والا تصور کیا حالانکہ آپ ظاہری علم وفضل کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی علم وفضل اور مئے قربتِ الٰہی سے بھی سرشار تھے مگر ان ظاہر بین لوگوں نے اس طرح آپ کے سارے فضائل و مناقب کو بہت برے انداز میں بیان کیا جو ان لوگوں کی کم عقلی و کج فہمی اور رلاعلمی کی کھلی دلیل ہے۔

سکر کا اشارہ

یہ شعر ان منکرین کے رد میں ہے جو کہتے ہیں کہ ''قدمی علیٰ رقبة کل ولی اللہ'' جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو سکر کی حالت تھی اس کی تفصیل وتحقیق تو ہم نے ''قدم غوثِ جلی برگردن ہر ولی'' میں لکھ دی ہے یہاں بقدرِ ضرورت عرض ہے کہ ''قدمی علیٰ رقبة کل ولی اللہ'' بفضلہٖ تعالیٰ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ صحو (ہوش) میں فرمائی ہیں اور اسی طرح مامور من اللہ ہے۔

مامور من اللہ

چند شواہد پیش کروں کہ ''قدمی ھذہ علیٰ رقبة کل ولی اللہ'' کہنے پر مامور من اللہ تھے۔

(۱) سیدنا محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا

وانا عبدالقادر فالظاھر من حالہ انہ کان مامور بالتصرف الخ. (فتوحاتِ مکیہ باب الثلاثین)

بہرحال عبدالقادر آپ کے ظاہری حال سے یہ ہے کہ آپ تصرف پر مامور تھے۔

فائدہ

اس عبارت میں تصرف کے عموم میں ہمارا مذکورہ بالا دعویٰ بھی شامل ہے۔

(۲) نیز فرمایا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ ''اولیاء کبار سے ہر ایک زمانہ میں ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ اسے ماسویٰ اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، کبیر الدعویٰ الحق ہوتا ہے جو کہتا ہے حق کہتا ہے اور اس کا ہر ایک حق

ہوتا ہے''

اورفرمایا

کان صاحب هذا لمقام امامنا وشیخنا عبدالقادر الجیلی بغداد کانت له الصولة والاستطالة بحق علی الخلق کان کبیر الشان اخباره مشهوره . (فتوحاتِ مکیہ باب ۷۳)

اس مرتبہ ومقام کا مالک ہمارا پیشوا اور ہمارا شیخ غوثِ صمدانی جیلانی ہے جن کی شوکت اورا ستطالت مخلوق پر بالحق تھی اعلیٰ شان تھی ان کے علومراتب کے اخبار مشہور ہیں۔

(۴) بعض اولیاءکبیرالشان صاحبِ ناز ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا

ومنهم من یقام فی الادلال کعبدالقادر الجیلی بغداد سید وقته...............

اور بعض اولیاءوہ ہیں جو مقامِ ناز میں ہوتے ہیں جیسے سید عبدالقادر جیلانی بغدادی جو اپنے وقت کے........

وصل چهارم

درمنافحت اعداء واستعانت از آقارضی الله تعالیٰ عنه

یعنی دشمنوں کے دفاع اور آقا یعنی غوثِ اعظم سے مدد حاصل کرنے کے بیان میں

منقبت۴

الامان قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا

مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حل لغات

الامان، خدا کی پناہ۔قہر، غضب، ناراضگی وخفگی۔غوث، فریاد کو پہنچنے والا، حضورسیدنا شاہ بغدادرضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صفاتی اسم۔تیکھا، (ہندی لفظ) بمعنی تیز ومؤثر اور زہرملا۔چین سے سوتا نہیں، یعنی آرام سے نہیں سوتا۔

شرح

اے حضورغوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے غیظ وغضب سے خدا کی پناہ۔آپ کا غیظ وغضب جس پر اتر آئے تو پھر وہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ وہ تو اتنا سخت ہے کہ جس پر اترے اسے کبھی آرام وچین نصیب نہیں ہوتا بلکہ قبر میں بھی وہ ہمیشہ پریشان اور بے چین رہتا ہے۔دائمی عذابِ خداوندی میں گرفتار رہنا ہے کیونکہ آپ جلالِ خداوندی کے مظہر بھی ہیں ابتداء

تو یہ ہوتا تھا کہ جو بھی آپ کا بلاوضو نام لیتا تو فوراً کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو جاتا۔ بعد کو خلقِ خدا پر رحم فرماتے ہوئے تخفیف کردی گئی چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر القادر الاربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب تفریح الخاطر صفحہ ۳۴،۳۵ میں لکھتے ہیں کہ غوثِ اعظم حزر الیمانی (یعنی حزر م تضوی وسیف اللہ ....) کا ورد کیا کرتے تھے اور اس کثرت ورد کی وجہ سے آپ پر ابتدائی حالت میں جلالیت کا غلبہ ایسا تھا جیسی منکروں کی گردن مارنے والی تلوار اور دشمنوں کے جگر کو پہنچنے والا تیر۔ اسی لئے منکرین و جاحدین میں سے جن نے بھی آپ کا نامِ مبارک بغیر وضو کے لیا اس کی گردن سیف اللہ سے ماری گئی۔ پس مکاشفہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا تم خود ہی سیف بن چکے ہو اب اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں اس پر کچھ عرصہ آپ نے ورد ترک کردیا۔ پھر حضور ﷺ کے اشارہ سے ورد شروع کردیا۔ اس کی تفصیل ''تفریح الخاطر'' میں ملاحظہ ہو۔

حکایت

ایک بزرگ نے محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلائیں تو آپ نے فرمایا مراقبہ کرو۔ اس نے مراقبہ میں عرش کے نیچے ایک تلوار لٹکی ہوئی دیکھی جس پر مکھیاں اپنے آپ کو گراتی ہیں اور دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو آپ نے اسے آنکھ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا مکھیاں اس تلوار سے جنگ کرتی ہیں اور اس سے انہیں یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والے میرا نام ہر حال میں ادب و احترام سے لیتے ہیں اور ہر حال میں عفو اور مغفرت کا دامن مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور مخالفین منکرین بوجہ بے ادبی ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر نشانہ پر لگا ہوا ہے اور گھوڑا زین سے کسا ہوا ہے اور میں اللہ کی بڑھتی ہوئی آگ ہوں تمام اہلِ بغداد کی سفارش پر آپ نے اس حالتِ جلالی کو اہلِ عناد سے اُٹھالیا۔

واقعات

اسی دور میں چند واقعات بطورِ کرامات نمودار ہوئے۔ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ خلقِ خدا کا کثیر مجمع تھا پانی برسنے لگا لوگ بھاگنے لگے آپ نے آسمان کی طرف انگلی ہلائی اور فرمایا میں ملاتا ہوں تو جدا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر ٹھہر جا فوراً پانی موقوف ہوگیا۔

کرامت

ایک بار گھر میں بچھو نکلا آپ نے فرمایا اے موذی مر جا فوراً مر گیا۔ آپ ڈرے اور آبدیدہ ہوئے خادم کو بلا کر اپنا

پیراہن دیا اور فرمایا اس کو بیچ کر صدقہ کر دو اور بہت دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کرامت

ایک بار حضرت غوثِ پاک کتاب دیکھ رہے تھے چوہے نے چھت سے مٹی گرائی آپ نے اس کی طرف جو نظر اُٹھا کر دیکھا فوراً مر کر گر پڑا۔ دراصل آپ کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے عطا فرمایا کہ آپ نے اللہ کے نام کی عزت کی۔ چنانچہ ''تفریح الخاطر'' میں ہے کہ جب یہ حالتِ جلالی مشہور ہوئی تو اس وقت آپ کا نامِ مبارک بے وضو موت کے خوف سے کوئی نہ لیتا تھا۔ بغداد کے اولیاءِ کرام نے آپ کی بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور لوگوں پر رحم فرمائیے اور اس سختی کو معاف فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا لیکن حق تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو نے میرے نام کی عزت کی ہے ہم تیرے نام کی عزت کریں گے جو عزت کرتا ہے معزز بن جاتا ہے اگر چہ یہ سختی اُٹھالی گئی کہ آپ کے بلاوضو نام لینے سے فوراً تباہی آجاتی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جو آپ کا اسم شریف وضو کے بغیر لیتا ہے وہ تنگدستی اور مفلسی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو آپ کے نام کی نذر مانے اسے ضرور ادا کر دینا چاہیے تا کہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے جو جمعرات کو حلوا پکا کر اور فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روحِ مبارک کو پہنچائے اور فقراء میں تقسیم کرے اور آپ سے کسی امر میں مدد طلب کرے تو آپ اس کی مدد فرما دیں گے اور جو بعض وقت اپنے مال میں سے کچھ طعام پر ختم شریف پڑھ کر آپ کو ثواب پہنچاتا رہے اس کی دینوی مشکلات حل ہو جائیں گی جو آپ کا نامِ مبارک اخلاص کے نام کے ساتھ باوضو لے تو وہ تمام دن خوش و خرم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ مٹا دے گا۔

(تفریح الخاطر)

خود فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ونحن لمن قد ساعنا سم قاتل

فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

اور جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے سم قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کر لے۔

اسی لئے آپ کے مخصوص مریدین آپ کی بارگاہ میں حاضری کا قصد فرماتے تو اپنے مریدوں کو غسل کی تلقین فرماتے نیز آپ مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ الربانی کی خدمتِ اقدس میں مؤدب رہا کرو اور یہ سوچ کر زیارت کا قصد کیا کرو کہ ہم ایک ایسے شیخ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری دے رہے ہیں جن کی غلامی اور چاکری پر مشائخ کو ناز ہے۔ یاد رہے کہ حضرت علی ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولین عشاق سے ہیں اور

بہت بڑے باکمال گزرے ہیں تا حال آپ کی کرامات کے اثرات جانوروں تک موثر ہیں۔ دارالشکوہ برادر بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ وہ صاحبِ تصرف بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کرتا اور اس کے سامنے آپ کا نامِ مبارک لے لیا جاتا تو شیر اُلٹے پاؤں لوٹ جاتا۔ (سفینۃ الاولیاء)

آپ غوثِ اعظم کے ہاں آنے سے پہلے پاک وصاف اور باوضو بلکہ غسل کر کے حاضری دیتے۔ شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا جس نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اذیت پہنچائی تو وہ اذیت اس کی ذات اور اس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی۔ چنانچہ علامہ محمد بن یحیٰی حلبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کا مشاہدہ بچشم خود کیا ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نائب حماہ (جو کہ نصوح کے نام سے پکارا جاتا تھا) نے آپ کی اولادِ پاک میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو سخت اذیت پہنچائی۔ اسے عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے اس کی جڑیں کاٹ دیں کہ

"وقطع ذریع ولم یبق منهم احد" اس کی اولاد سے کوئی بھی نہ رہا اور یہ آیت اس پر صادق آئی

فهل تریٰ لهم من باقية. (قلائدالجواہر صفحہ ۵٦)

کیا تمہیں ان میں سے کسی کا نشان باقی رہا۔

ابن یونس وزیر ناصرالدین نے سیدنا غوثِ اعظم کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت وتکلیف پہنچائی یہاں تک اس نے بغداد سے بھی شہر بدر کر دیا۔ اللہ تعالٰی نے اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا اور خود

مات اقبح موته. (قلائدالجواہر صفحہ ۵٦)

قبیح ترین موت مرا۔

انجامِ برباد

ویسے تو ہر ولی کے بے ادب اور گستاخ کا انجام برباد ہوتا ہے جیسے حدیث شریف کا فیصلہ ہے۔ خصوصیت سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گستاخوں کا انجام برباد آنکھوں سے دیکھے گئے۔ ہمارے دور میں مولوی غلام خان (پاکستان) اپنے وقت کا تمام گستاخوں میں نمبر اول تھا۔ اس کی تقریر اور تحریر نبوت اور ولایت کی گستاخی اور بے ادبی پر مبنی ہوتی ہے آخری تقریر دبئی (عرب ممالک میں ہوئی) عینی گواہ شاہد ہیں کہ اس نے جونہی گستاخانہ رویہ اختیار کیا تو غضبِ الٰہی ایسا جوش میں آیا کہ اسٹیج پر عذابِ الٰہی نے آگھیرا یہاں تک کہ ہسپتال پہنچتے ہی شکل تبدیل ہوگئی۔ اس کی ہیبت ناک شکل دیکھنے والوں کی حالت غیر ہو جاتی اسی لئے چہرہ کو چھپا دیا گیا اور دبئی سے پاکستان بھیجنے والے ڈاکٹروں نے چہرہ دیکھنے کی ممانعت کر دی بالآخر اسے ڈھکے چھپے چہرے سے دفنایا گیا۔

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے تیغا تیرا

حل لغات

بادلوں، بادل کی جمع ابر، گھٹ۔ کڑکتی، سخت، مہیب اور خوف ناک آواز کرتی ہوئی۔ بجلی، برق بادلوں سے دکھائی جانے والی چمک۔ ڈھالیں، اس پر جو لوہے کا گول چپٹا بنا ہوتا ہے جس پر چمڑا یا کوئی اور نہایت مضبوط چیز چڑھائی جاتی ہے جنگجو لوگ تلوار سے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چھنٹ جاتی ہے، کٹ جاتی ہے۔ اُٹھتا ہے، بلند ہوتا ہے۔ تیغا (فارسی) چھوٹی اور چوڑی تلوار۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مخالف اور دشمن و حاسد لوگ گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور سراپا تاریکی ہیں اور آپ چمکتی ہوئی برق کی طرح ہیں جو سینکڑوں میں گھرے بادلوں کے آر پار ہو جاتی ہے۔ نادان اور بزدل دشمن آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور علم و عرفان اور فضل و کمال کو روکنا چاہتا ہے مگر ذرا بھی ہوش نہیں کہ آخر وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کی کیفیت تو یہ ہے کہ جب آپ کی تلوار اُٹھ جاتی ہے تو ڈھالیں وار برداشت نہیں کر پاتیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بیکار ہو جاتی ہیں اور مدمقابل کے بچاؤ کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مریدنی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن کسی کام سے پہاڑ کی طرف گئی تو اس کا عاشق بھی اسی غار کی طرف ہولیا اور اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کا ارادہ کیا جب عورت نے دیکھا کہ کوئی نجات کی امید نہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا

الغیاث یا غوث اعظم الغیاث یا غوث الثقلین الغیاث یا شیخ محی الدین الغیاث

یاسیدی عبدالقادر.

اُس وقت آپ مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا وہ فاسق کے مراد پانے سے پہلے پہنچ گئیں اور سر پر پڑنے لگیں حتی کہ وہ مر گیا پھر وہ عورت انہیں اُٹھا کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔

فضلائے دیوبند

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا اہل سنت کا کوئی اور بزرگ ان کی کرامات بالخصوص امداد کے متعلق تو سن

کرفضلائے دیوبند کافتویٰ جوش میں آجاتا ہےاوران کے اکابر کی بات ہوتو عین اسلام ۔ایک واقعہ ملاحظہ ہو

حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ ایک دن حضرت غوثِ اعظم سات اولیاءاللہ کے درمیان بیٹھے تھے ناگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت وتوجہ ٔ باطنی سے اسے غرق ہونے سے بچالیا۔(شمائم امدادیہ)

اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے جمال الاولیاء میں محمد بن عبداللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ متوسلین میں سے کسی کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا ان صاحب نے اُٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے متوسلین میں سے بعض کا جہاز پھٹ گیا تھا اس نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اپنا کپڑا لگادیا حتی کہ ان لوگوں نے اس پھٹن کو درست کرلیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہوگیا۔

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حل لغات

عکس، پرتو، مدمقابل۔دیکھ کے منہ،صورت دیکھ کر۔بپھر جاتا ہے،غضب ناک ہوجاتا ہے۔چار آئینہ،ایک قسم کا زرہ بکتر،بنیان کی سی لوہے کی قمیض جو میدانِ جنگ میں بڑے بڑے پہلوان تلوار اور نیزا کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے پہن لیتے ہیں۔بل،طاقت۔نیزا،بھالا۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے مقابلہ کرنے والا اگر مدمقابل آجاتا ہے تو اس کی صورت دیکھ کر آپ کا تندوتیز نیزہ بہت زیادہ تیز ہوجاتا ہے اور مدمقابل خواہ پورا لوہے میں منڈھا کیوں نہ ہو آپ کا نیزہ جب چلتا ہے تو پھر مضبوط سے مضبوط زرہ بکتر کے بس کی بات نہیں رہتی اس سے آر پار ہوکر جسم کے اندر پیوست ہوجاتا ہے اور مدمقابل ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجاتا ہے اسی لئے حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو جن چمٹ جائے تو اس کے کان میں یا حضرت الشیخ قطب العالم محی الحق والدین السید عبدالقادر الگیلانی پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ دفع ہوجائے گا۔اگر کفار کا اسلامی لشکر اسلامی ملک پر چڑھ آئے یا کسی کو راہزنوں کا خوف لاحق ہو تو زمین سے سیاہ مٹی لے کر اس پر غوثِ اعظم کا نامِ مبارک پڑھ کر دم کرے اور وہ مٹی اس کی طرف پھینکے جیسا کہ محبوبِ سبحانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا

جو شخص ایسا کرے گا یہ مٹی دشمنوں کی آنکھوں میں ڈال کر تو اللہ تعالیٰ ان کو اندھا کر دے گا اور ان پر قہر و غضب نازل فرمائے گا اور فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ حضور غوثِ اعظم کا توسل کرے گا اللہ اسے اس تکلیف سے نجات دے گا اور وہ عجز سے خلاصی پائے گا اور اسے خوشی حاصل ہوگی اور جس نے آپ سے خرقۂ خلافت پہنا وہ دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پانے کے علاوہ مراتب عالیہ کو بھی پہنچ گیا کیونکہ آپ نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حق میں خاص طور پر دعا مانگی ہے اور آپ قطبِ عالم ہیں اور آپ کی دعا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے۔

بیکسا نرا کس اگر جوئی تو در دنیا و دیں

ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں

اگر تم کسی ایسی برگزیدہ ہستی کے متلاشی ہو جو دنیا اور عقبیٰ میں غریبوں اور لاوارثوں کا یار و مددگار ہے تو یقین جان لو وہ سرداروں کے سرتاج حضور سیدنا میران محی الدین قدس سرہ کی ذاتِ مبارک ہے۔

صلائے عام

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مریدین کے لئے صلائے عام فرمایا۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ مصر)

انا لمریدی حافظ مایخافه واحرصه من کل شر و فتنة

میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

توسل بنا فی کل هول و شدة اغیثک فی الاشیاء طربهمتی

مجھ سے توسل کرو ہر ہول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

مریدی اذا ماکان شرقا و مغربا اغثه اذا ماسار فی ای بلدة

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں بھی ہو شرق میں یا مغرب میں۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲، ۲۳ مطبوعہ مصر)

مریدی لا تخف واش فانی عزوم قاتل عندالقتالی

میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

کوہ سرکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں "بھول کے" اوچھا تیرا

حل لغات

کوہ (فارسی) پہاڑ، مجازاً دیو پیکر بہادر۔ سرکھ (ہندی لفظ ہے) مقابلہ ۔ وار (ہندی لفظ ہے) ٹھوکر، حملہ ۔ دو پر کالے، دوٹکڑے۔ ہاتھ پڑتا ہی نہیں، دراصل یہ عبارت یوں ہے، ہاتھ اوچھا پڑتا ہی نہیں۔ وار غلط نہیں ہوتا بھرپور نشانہ پر جا لگتا ہے۔ بھول کے (اردو) نادانستگی میں، غیرارادی طور پر، یونہی۔

شرح

اے غوث الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مقابلے کے لئے اگر چہ کوئی پہاڑ ہی جیسا کیوں نہ آجائے آپ کا صرف ایک ہی وار اس کے دوٹکڑے ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ آپ یونہی غیرارادی طور پر بھی اپنے ہاتھوں کو اُٹھا دیتے ہیں تو وہ بھی خطا نہیں کرتا اور اسے ہزاروں لوگوں نے آزمایا۔ فقیر یہاں ایک قصہ حوالہ قلم کرتا ہے

حکایت

صاحبِ تفریح الخاطر نے مندرج فرمایا ہے کہ بغداد کے علماء میں سے ایک عالم فاضل نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد شاگردوں کے ساتھ قبرستان کی طرف فاتحہ خوانی کے لئے نکلے۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اس کو اپنے عصا سے قتل کرڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے ایک لمبے گردغبار نے ڈھانپ لیا تو اچانک نظروں سے غائب ہوگیا۔ یہ دیکھ کر شاگرد حیران ہوگئے کچھ دیر بعد دیکھا کہ استاد صاحب ایک عمدہ لباس پہنے آرہے ہیں آگے بڑھ کر استقبال کیا اور احوال اور لباس کے متعلق دریافت کیا۔ استاد صاحب فرمانے لگے جب مجھ پر غبار چھایا تو جن مجھے پکڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے پھر دریا میں مجھے غوطہ دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لئے تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان مقتول پڑا ہے جس کا سرزخمی ہے اور جسم پر خون بہہ رہا ہے میرے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون ہے۔ جنوں نے کہا یہی قاتل ہے نیز اس نے میری طرف غصہ کی حالت میں دیکھا اور کہا اے شہر کے استاد تو نے اس نوجوان کو ناحق قتل کیوں کیا ہے۔ میں نے انکار کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا آپ کے خادموں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کے ہاتھ کا خون سے لتھڑا ہوا عصا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے دیکھا تو عصا کو واقعی خون لگا ہوا تھا۔ مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے کہا اس سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے۔ بادشاہ کہنے لگا اے جاہل وہ سانپ یہی میرا بیٹا ہے یہ سنتے ہی ہکا بکا رہ گیا۔ پھر

قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے تم اس کے قتل کا حکم دے دو قاضی نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ بادشاہ نے تلوار کھینچ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو میں نے اپنے دل سے اپنے شیخ استاد حضرت غوثِ اعظم کی طرف ملتجی ہوا اور مدد طلب کی فوراً ایک نورانی مرد نمودار ہوا اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو یہ تو حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا مرید ہے اگر وہ اس کے سبب تم پر عتاب فرمائیں تو تم کیا جواب دو گے۔ آپ کا نام سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے نیچے پھینک دی اور مجھے کہا اے شہری استاد میں نے حضرت غوث الاعظم کے ادب و تعظیم کی خاطر تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لئے بخشش کی دعا مانگو۔ پھر اُس نے مجھے یہ خلعت پہنا کر جنات کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں لے کر گئے تھے وہ مجھے اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است

دراصل صحیح النسب از طرفین است

وہ عالی مرتبہ بادشاہ جو جن وانس کے فریادرس ہیں بلحاظ حسب ونسب نجیب الطرفین ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے

چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حل لغات

اس پہ، ایسی صورت میں۔ قہر، ظلم، آفت۔ چند، تھوڑے سے۔ گھٹا دیں، کم کر دیں۔ کہیں، کسی طرف، کسی جگہ۔ پایہ، مرتبہ، بلندی قدر۔

شرح

اے محبوبِ ربانی، غوثِ صمدانی! یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا وار کبھی خالی نہیں جاتا ایسی صورت میں بھی آپ کے کچھ دشمن یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح موقعہ ہاتھ لگے اور وہ آپ کا بلند مرتبہ کم کر دیں حالانکہ ان کی یہ حرکتیں ان کے لئے ایک دن آفت و مصیبت بن کر ان کے گلے پڑ جائیں گی۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی دور میں نقد سزا مل جاتی تھی لیکن بعد کو باشارہ حبیبِ خدا ﷺ نے اسے ترک کرا دیا۔ چنانچہ تفریح الخاطر میں ہے کہ شروع شروع میں آپ پر جلالیت کا بہت غلبہ تھا اس غلبہ کی حالت یہ تھی کہ جو شخص آپ کا نام بے وضو لیتا اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا اور وہ مر جاتا تو حضرت محبوبِ سبحانی،

قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرمار ہے ہیں کہ بیٹا اس حالت کو چھوڑ دو کیونکہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ میرا اور میرے رب تعالیٰ کا نام بھی بغیر ادب کے ذکر کیا کریں گے آپ نے نبی پاک ،شہ لولاک ﷺ کی اُمت پر رحم کھا کر اس حالت کو ترک کر دیا۔ (جیسا کہ گزرا)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حل لغات

عقل ہوتی (اردو) ان کو اگر عقل ہوتی ، کچھ علم وفہم ہوتا تو (اردو) یقیناً لڑائی (اردو) مقابلہ، جنگ و جدال۔ گھٹائیں (اردو) مرتبہ،کم کریں۔منظور (عربی) پسند۔بڑھانا (اردو) مرتبہ دینا،عظمت عطا کرنا۔

شرح

اے غوث الاعظم سیدالاولیاء آپ کو تو خود اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے آپ کو درجہ محبوبیت پر فائز فرمایا ہے یہ نادان مخالف لوگ کچھ بھی احساس وفہم رکھتے تو آپ کی عزت وعظمت کو کبھی کم کرنے کے لئے بیان نہ کرتے پھرتے۔آپ کی تنقیص دراصل رب تعالیٰ سے جنگ ہے اس لئے کہ آپ کو عزت بخشنے والا رب تعالیٰ ہی ہے۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

من عاذی لی ولیا فقد اذنته بالحرب. (بخاری شریف)

جس نے میرے ولی کو تکلیف پہونچائی بے شک میں نے اس سے اعلانِ جنگ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اعلانِ جنگ کے دو معانی ہیں۔

(۱) اس کی دولتِ ایمان چھین لیتا ہے اس لئے روض الریاحین میں قاعدہ لکھا ہے کہ جو کسی ولی اللہ سے گستاخی کرتا ہے تو اس کا خاتمہ خراب ہوتا ہے اس پر ہزاروں واقعات شاہد ہیں ہمارے دور میں مولوی غلام خاں (راولپنڈی) کا حال سب کو معلوم ہے۔اخبارات میں اس کے متعلق اشارے کنائے سے اس کا حال شائع ہوا۔ جہاں مرادوہاں سے عینی شاہدوں کے خطوط پاکستان میں پہونچے۔تفصیل فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' میں دیکھئے۔

ایک جدید واقعہ اخبار ملاحظہ ہو۔

(۲) دنیا میں کسی طرح کی سزا میں مبتلا کر دینا اس پر ہزاروں کتابوں اور اخباروں میں چھپے اور شائع ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۷ء کے اخبار نوائے وقت کے جمعہ میگزین ۳۱ اکتوبر میں ایک واقعہ شائع ہوا کہ دھپ کا یہ واقعہ بقول لطیف ہمالیہ والا ۶۰، ۱۹۵۹ء میں میکلوڈ روڈ پر لاہور ہوٹل کے آس پاس ہی کہیں پیش آیا بقول لطیف ہمالیہ والا کے عید کا دن تھا اور وہ چند دوست مل کر باغِ جناح کی سیر کے لئے گھر سے نکلے ابھی وہ اپنے گھروں سے چند قدم ہی دور گئے تھے کہ ایک نیم برہنہ فقیر ان کے سامنے آگیا۔ یہ فقیر ان جوانوں کے لئے کوئی اجنبی یا ناموس شخصیت نہ تھا اس کو وہ پہلے ہی اس علاقے میں اِدھر اُدھر گھومتے دیکھ چکے تھے انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ اپنے آپ میں گم یہ فقیر کسی سے بولتا ہے نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے کوئی سروکار نہ رکھے ہوئے ہے۔ ادھر وہ خود اہل دنیا کے لئے ایک نظر انداز شدہ شے تھی نہ وہ کسی سے تعرض کرتا تھا نہ کوئی اس سے لیکن نہ جانے عید کے دن کی خوشی کا اثر تھا یا انواع واقسام کے کھانوں پر خوری کا خمار کا۔ نتیجہ کہ لطیف کے شوخ دوست نے آگے بڑھ کر اس فقیر کے سر پر ایک ''دھپ'' جمایا (بتایا تھا نہ کہ چپت یا تھپڑا گر سر پر لگائی جائے تو وہ دھپ کہلاتا ہے) بس جناب یہ دھپ لگانا ہی اس نوجوان کے لئے قیامت کا پیغام بن گیا۔ فقیر نے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ اس نوجوان پر ڈالی کچھ نہ کہا کچھ نہ بولا کوئی دنیا دار تھوڑا ہی تھا کہ احتجاج کرتا یا اول فول بکتا۔ بس اس نے تو جو کرنا تھا کر دیا اور پھر اپنی راہ لی مگر نوجوان اپنی راہ بھول بیٹھا اور کیسے نہ بھولتا اسے کچھ نظر آتا کچھ دکھائی دیتا تو وہ راہ بھی دیکھتا اس نے سمجھا کہ اس کا وہم ہے لہٰذا پہلے تو اس نے جلدی جلدی آنکھوں کو ملا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کوشش سے کیا ہو سکتا تھا آنکھوں میں بصارت رہ گئی ہوتی تو اسے کچھ نظر بھی آتا...... اور پھر اچانک ہی اس پر انتہائی خوفناک حقیقت کا انکشاف ہوا یعنی کہ وہ اندھا ہو چکا ہے۔ فقیر کو دھپ جمانے کے نتیجے میں اس جسارت کی سزا میں اس کی بینائی اس سے چھن گئی ہے اور پھر وہ جو ابھی ایک دو لمحے پہلے نشہ شباب میں بدمست چلبلا ہٹ اور شوخی کی تصویر بنا ہوا تھا انتہائی بے بسی کے عالم میں چیخا۔

ہائے او میں اندھا ہو گیا او مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا مجھے بچاؤ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ لطیف اور اس کے دیگر دوست جو اسے پہلے ہی پریشانی کے عالم میں آنکھوں کو ملتے اور رگڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ اس کی چیخ و پکار پر ہکے بکے رہ گئے ایک لمحہ کے لئے تو خود ان کی بھی دنیا اندھیری ہو گئی اور جب وہ سنبھلے تو کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ اب کریں تو کیا کریں البتہ اتنی سمجھ ان سب کو آ گئی تھی کہ یہ سب کچھ اس ''دھپ'' کا کیا دھرا ہے جوان کے ایک لمحے پہلے کے شوخ دوست نے حال مست فقیر کے سر پر رسید کیا ہے۔ بہر حال بیچارگی اور پریشانی کے عالم میں اپنے دوست کو پکڑ کر اس کے گھر لائے گھر والوں کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو وہاں بھی ایک کہرام مچ گیا ''اندھے پن'' کے چارہ کی سوچنے لگے سب کے جی میں یہی آیا

کہ اب چارہ سازی بھی وہیں سے ہوگی جہاں سے درد ہے چنانچہ اب سب نے مل کر اس فقیر کی تلاش شروع کی بصد مشکل کہیں وہ ملا تو ان لوگوں نے جوان کو اس کے قدموں میں ڈال دیا۔فقیر حالِ مست کے دل میں قہر کے بجائے محبت کے جذبات پیدا ہوئے اس نے ایک پیار بھری نظر اس جوان پر ڈالی جو عجز و انکساری کی تصویر بنا اس کے قدموں پر پڑا اپنی گستاخی کی معافی مانگ رہا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ بینا ہو چکا تھا اس کی آنکھوں کی روشنی اسے واپس مل گئی تھی وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے چیخ اُٹھا ''اوہ میں سجا کھا ہو گیا آں، اومینوں نظر آن لگ پیا اے''

دوست اور گھر والے خوشی سے اس کی بلائیں لینے لگے اور مارے مسرت کے ایک دوسرے کے گلے ملنے لگے۔ فوری اور بے پناہ مسرت کے ان لمحات میں کچھ دیر کے لئے سب لوگ فقیر کے وجود سے غافل ہو گئے اور جب ان کو فقیر کا خیال آیا تو وہ اس وقت تک جا چکا تھا سب نے مل کر اسے بہتیرا تلاش کیا مگر اس نے ملنا تھا نہ ملا اور ملتا بھی کیوں ''بے نامی'' و ''بے نشانی'' کے یہ تمنائی خدا مست فقیر وہاں کہاں ٹھہرتے ہیں ۔ جہاں یہ ایک دفعہ ''ظاہر'' ہو جائیں کہ یہ شیوہ تو دنیا داروں اور شعبدہ بازوں کا ہوسکتا ہے مگر اللہ والوں کا نہیں اور وہ تو اللہ والا تھا....... سو پھر اس علاقے میں وہ کبھی نظر نہ آیا مگر نتیجہ اس تمام ماجرے سے یہی نکلا کہ زنہار جو کسی کو حقیر جان کر دھپ جماؤ یا ستاؤ کہ کیا پتہ۔

دریں گرد سوارے باشد

ایک اور گستاخ

مولوی سلطان محمود دیوبندی وہابی وضع کھٹیالہ شیخ ضلع گجرات نے بائیس برس دہلی میں درسِ حدیث پڑھایا آخر عمر میں گھر پر مدرسہ کھولا ۔ ایک مرتبہ حدیث شریف پڑھ رہا تھا جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں آگے پیچھے برابر دیکھتا ہوں'' گستاخانہ لہجہ میں کہا کیا آپ کے .... (معاذ اللہ) اس گستاخی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں کے بعد گلی کوچوں میں مارا مارا پھرتا رہتا جب مرا تو شکل بگڑ گئی اس لئے ایامِ مرضِ الموت میں اس کے ورثاء اس کا چہرہ نہیں دیکھنے دیتے تھے شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی ورثاء نے رات کو اندھیرے میں دفنایا لیکن صبح کو سارے گورستان میں عفونت پھیل گئی۔عفونت کو ختم کرنے کے لئے مزدوروں کے ذریعے ایک سو بورے مٹی کے ڈالے گئے مزدور عفونت کی وجہ سے بیمار پڑ گئے جنہیں کافی علاج معالجہ کے بعد آرام ہوا۔ (قلمی مسودہ صاحبزادہ عبدالجلیل نانگٹ شریف، ضلع گجرات)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

حل لغات

ورفعنا لک ذکرک،قرآن مجید کی آیت کا جملہ ہے پارہ ۳۰ سورۂ الم نشرح اس کا معنی ہے اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (اعلیٰ حضرت) اس سے مراد جناب رسولِ دو جہاں ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ سایہ، مشہور لفظ ہے بمعنی پرچھائیں،نقشِ قدم۔ بول بالا ،اونچی بات۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان میں "**ورفعنا لک ذکرک**" فرمایا اور آپ کا ذکر اونچا کیا اور چونکہ حضرت غوثِ پاک قدم بقدم متبع رسول اللہ ﷺ ہیں اس لئے "**ورفعنا لک ذکرک**" کا یہ سایہ ان پر بھی پڑتا ہے اس لئے حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كل ولی له قدم وانی علیٰ قدم النبی بدر الكمال.

اور ہر نبی ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہوں جو کمالات کے بدرِ کامل ہیں۔

ایک مرتبہ محبوبِ سبحانی ،غوثِ صمدانی ،قطبِ ربانی قدس سرہ النورانی حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور پر چالیس دن تک کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے رہے۔

ذنوبی کموج البحر بل ھی اکثر
کمثل الجبال الشتم بل ھی اکبر
ولکنھا عندالکریم اذا عفا
جناح من البعوض بل ھی اصغر

میرے گناہ سمندر کی موجوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں بلند پہاڑوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب کریم بخشنے لگے تو یہ مچھر کے پر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔

دوسری بار جب حاضر ہوئے تو گنبدِ خضریٰ کے سامنے یہ اشعار پڑھے

فی حالة البعد روحی کنت ارسلھا
تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذه نوبة الاسباح قد حضرت
فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

حالتِ بعد میں اپنی روح کو (آپ کی خدمت میں) بھیجا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں سو اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔

پس اسی وقت نبی کریم ﷺ کا دستِ رحمت ظاہر ہوا آپ نے مصافحہ فرمایا اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا۔

اسی قسم کا واقعہ سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مشہور ہے اور قبر انور سے نقد جواب پانے والوں کی فہرست طویل مثلاً سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا جلال الدین بخاری اوچی اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حل لغات

مٹ گئے، نیست و نابود ہو گئے، تباہ و برباد ہو گئے۔ اعداء، جمع عدو کی دشمن، مخالف، حاسد۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا، نہ ختم ہوا اور نہ ختم ہوگا۔ چرچا، شہرت، تذکرہ۔

شرح

اے شہرت دوام والے آقا آپ کی شہرت اور تذکرہ کے مخالف اور آپ کے دشمن پہلے بھی پیدا ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے دشمنی اور مخالفت میں مر کر دفن ہو گئے اسی طرح اب بھی فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے اور آئندہ بھی ان کا یہی حشر ہوگا اور سب کے سب گمنامی کے دبیز پردے میں چھپ جائیں گے مگر آپ کی شہرت اور تذکرے دشمنوں کی مخالفتوں کے باوجود نہ پہلے کبھی ختم ہوئے اور نہ کبھی ختم ہوں گے۔

غلطی کا ازالہ

یہ دونوں اشعار عوام بلکہ بہت سے واعظین حضور سرورِ عالم ﷺ کے لئے پڑھتے ہیں۔ اگر چہ یہ دونوں اشعار نبی پاک ﷺ کے لئے بالاصالۃ ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں اور اس کی تشریح فقیر نے سابقہ اوراق میں لکھی ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حل لغات

گھٹائے سے، مرتبہ کم کرنے سے۔ نہ گھٹا ہے نہ گھٹے، نہ پہلے کبھی بے قدر رہوا نہ اب۔ بڑھائے، بلند مرتبہ کرے۔

شرح

اے محبوبِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو تو آپ کا عزت دینے والا اللہ تعالیٰ بلندی درجات عطا فرماتا ہے کوئی مخالف اور کوئی دشمن آج تک آپ کے بلند درجات کو نہ کم کر سکا ہے اور نہ کبھی کم کر سکے۔

صدیاں گزر گئیں مخالفین نے بھی طرح طرح کے حیلوں سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مٹانا چاہا لیکن قدرت نے ہر دور میں آپ کے نام کو روشن فرمایا۔ آزما کر دیکھئے جہاں اسلام ہے وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی چرچا ہے۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صاحبِ سلسلہ کے محسن ہیں اور محسن کے احسان کا چرچا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اہل سنت اپنا وجود منوانا چاہتے وہاں محافلِ گیارہویں منعقد کر کے مخالفین پر غلبہ پاتے ہیں۔ اسی لئے تمام ممالک جہاں مسلمان ہیں اپنے محسن کی محافل قائم کرتے ہیں فقیر انگلینڈ جا کر حیران رہ گیا ہے غیروں کے ملک خدا ورسول ﷺ کے اذکار کے ساتھ گیارہویں کے بھی خوب چرچے دیکھے۔

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

حل لغات

سم، زہر۔ قاتل، جان لیوا، مار ڈالنے والا۔ انکار، نہ ماننا، اقرار کی ضد۔ منکر، انکار کرنے والا۔ فضل، فضیلت۔ حضور، حاضر ہونے والا، اردو میں کلمۂ ادب واحترام ہے جو بڑے آدمی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ آہ، کلمۂ تاسف۔ لکھا، تقدیر وقسمت۔

شرح

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مخالفین کا فضائل غوثیہ سے انکار کرنا ان کے لئے جان لیوا زہر کی طرح ہے اس لئے کہ خدائے منعم کے انعام واکرام سے انکار ہے۔ اے مخالف مجھے تیری بدقسمتی پر بڑا افسوس ہے اس لئے کہ تیری قسمت میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا منکر ہونا درج ہو چکا ہے جو بدبختی کی واضح دلیل ہے فرمایا غوثِ پاک رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے

تکذیبکم سم قاتل لا دیا نکم وسبب لذھاب دینا کم واخراکم.

تمہاری تکذیب تمہاری دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا وآخرت کی بربادی کا موجب ہے۔ (حاشیہ حدائق)

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی "آہ" کلیجا تیرا

حل لغات

سیاف، تلوار کا دھنی۔ خنجر، کٹار ایک قسم کا چھرا۔ باک، خوف۔ چیر کر، کھول کر، چاک کر کے۔ آہ (افسوس کا کلمہ) کلیجا، کلیجہ، دل۔

شرح

میرے تلوار کے دھنی کی کٹار سے اے مخالفت کرنے والے ظاہری طور پر تو محسوس ہوتا ہے کہ تجھے ذرا بھی خوف نہیں لیکن اگر چیر کر دیکھا جائے تو مارے دہشت کے تیرا کلیجہ پھٹا پڑتا ہے۔

خود فرمایا

انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال.

سیاف اور قتال احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔

اعدائے اولیاء کو ہم نے آزمایا ہے کہ انہیں ہر ولی سے دشمنی کے باوجود جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے ہیں جل بھن جاتے ہیں پھر وہ اگر اسی حالت میں یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی میں مرتے ہیں تو حرام موت مرتے ہیں۔ مصرعہ اول میں مخالف اولیاء کی عادت بتائی گئی ہے کہ بظاہر وہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کے نیاز مند ہیں اگر کوئی ان میں گستاخ ہے تو ڈھٹائی سے کہہ اُٹھتا ہے کہ اگر اولیاء اللہ بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو کرلیں وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن یہ تو صرف ان کی زبانی بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی ان کا دل چیر کر دیکھے یعنی ان کے اندرونی راز سے آگاہ ہو جائے تو اسے پتہ چلے گا کہ انہیں اولیاء اللہ سے کتنا بغض وعداوت ہے جیسا کہ مصرعہ ثانی میں فرمایا تجربہ شاہد ہے ناظرین دشمنانِ اولیاء کے طریقۂ کار کو خود دیکھ رہے ہیں کہ وہ زبانی طور پر کیسے اولیاء اللہ سے محبت و عقیدت کا دم بھرتے ہیں لیکن جب بھی بس چلتا ہے تو ان سے دشمنی کے نہ صرف اظہار بلکہ ان کے خلاف کوئی کسر نہیں

چھوڑتے۔

ابن زہرہ سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زُہرا تیرا

حل لغات

ابن،لڑکا۔زہرہ،حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک۔ابن زہرہ،حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکے،مجازاً غوثِ پاک اس لئے کہ وہ حسنی وحسینی ہیں۔زہر،کینہ،بغض۔بل بے،کلمہ استعجاب،واہ رے۔او،ندابرائے تحقیر۔منکر،انکار کرنے والا۔بے باک،نڈر۔زہرا،پتا،ہمت۔

شرح

حضورغوثِ پاک سے جوابن فاطمہ زہرا ہیں اے مخالف تیرے دل میں کینہ وبغض بھرا ہے۔اے منکر بے خوف مجھے تیری ہمت وجرأت پر سخت تعجب ہے۔

تعجب اس لئے ہے کہ حضورغوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات وفیوض وبرکات اظہر من الشّمس ہیں لیکن منکر محروم ہیں یہ ایسے ہے جیسے کفار ومشرکین نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزات دیکھے اور نہ مانے تو ان پر بھی تعجب کیا گیا۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑجائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حل لغات

باز،ایک مشہور شکاری پرندہ۔اشہب،سفید۔بازِاشہب،مقاماتِ الوہیت میں بلند پروازی کرنے والا جس طرح شاہین فضاؤں میں پرواز کرتا ہے یہ لقب ہے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔آنکھیں پھرنی،بیزار ہونا۔دیکھ، خبردار،دھیان کر۔اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا،طوطا مشہور پالا جانے والا پرندہ،طوطا اُڑجانا بمعنی حواس باختہ ہوجانا۔ ایمان کا طوطا اُڑجانا،ایمان جاتا رہنا،بے ایمان ہوجانا۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف کے منکرو! حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری و فرمانبرداری سے بیزاری محسوس کرنا ایمان جاتے رہنےاور بے ایمان ہو جانے کے مترادف ہیں خبردار ہوشیار یہ تیری بے بیزاری کہیں تیرے بے ایمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے تو تو اس وقت کہیں کا نہ رہ جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کے لئے

"اذنة بالحرب" (بخاری شریف)

ولی کے دشمن سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اور روض الریاحین میں ہے کہ اعلانِ جنگ سے مراد ہے کہ ولی اللہ کے دشمن خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا اور بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کو ہم نے مرتے دیکھا اور سنا کہ وہ بُری سے بُری موت سے مرے۔

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شجرا تیرا

حل لغات

شاخ، درخت کی ٹہنی۔ جڑ، اصل۔ فکر، میں ہے، تدبیر میں ہے۔ نیچا نہ دکھا دے، شرمندہ نہ کرے۔ شجرا، دراصل شجرہ ہے "درخت" اور اصطلاح صوفیہ میں سلسلۂ بیعت۔

شرح

سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کے بعد حضرت غوثِ پاک کی کرامات وعظمت کا منکر ہو کر جڑ کاٹنے کی تدبیر کر رہا ہے تیرا اس سلسلہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کہیں تجھے ذلیل وخوار نہ کر دے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں قادری کہلوا کر وہابیت کے اثرات سے اولیاء کرام کے شان میں بیہودہ بکواسیں کرتے ہیں ان کا حال ان اعدائے اولیاء جیسا ہوتا ہے کہ ان کا بھی خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا۔

قاعدہ

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب روض الریاحین میں قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ جسے کسی ولی کامل سے بغض ہو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ (نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ)

حق سے بدہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

حل لغات

حق، حق تعالیٰ۔ بد، بُرا۔ زمانہ کا بھلا بنتا ہے، لوگوں کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہے۔ ارے، حقارت ونفرت کا لفظ۔ معما، پوشیدہ اور پیچیدہ بات، پہیلی اور چیستاں۔

شرح

حضرت غوثِ پاک کی مذمت کر کے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے اگر چہ بظاہر تو عوام کا خیر خواہ بن جاتا ہے۔ ارے اونڈر میں تیری پہیلی خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں ہم نے تجربہ کیا ہے کہ یہ اعدائے اولیاء بالخصوص دشمنانِ غوث الوریٰ لوگوں کے بظاہر خیر خواہ بنتے ہیں کہ توحید کا درس دیتے اور شرک سے بچاتے ہیں لیکن اصلی مقصد یہی ہے کہ غوثِ اعظم اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لیوا ان کی دامِ تزویر میں آجائیں ان بستر بندوں کو دیکھ لیجئے کہ رات دن دردر کے دھکے کھاتے پھرتے عوام کو دین کی باتیں سکھانے کے رنگ میں کس طرح بدمذہب بناتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان کے معما کو حل فرمایا ہے اور ان کے طفیل ان کے غلام خوب سمجھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دور میں صلح کلیت کا مرض بڑھ رہا ہے کہ وہ بھی ان مکاروں کے مکر و فریب کو خوب جانتے ہیں لیکن نامعلوم کس لالچ اور طمع اور کس خوف سے ان مکاروں کی مکاریوں پر نہ صرف پردہ ڈالتے بلکہ ان کی طرف داری کر کے الٹا اپنوں سے کٹ رہے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین)

سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روبہ دنیا تیرا

حل لغات

سگِ در، دروازے کا کتا۔ بکھرتا ہے، منتشر ہوتا ہے، برباد ہوتا ہے۔ روبہ، لومڑی۔

شرح

آپ کا سگِ در یعنی مرید ہو کر آپ کو غلط نگاہ سے دیکھے تو فوراً برباد ہو جاتا ہے۔

حاشیہ پر لکھا کہ "ارشارہ بقصة صنعانی" اس کا قصہ مشہور ہے اور فقیر نے اوراقِ گذشتہ میں ان کا واقعہ تفصیل

سے لکھ دیا ہے۔

قصہ مذکورہ کے علاوہ ہر دور میں یہ تجربہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ والوں سے بغض کی شامت لے ڈوبتی ہے بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت کے نتیجہ میں وہ شخص نہ دنیا کا رہتا ہے اور نہ آخرت کا۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حل لغات

غرض، خلاصہ کلام۔ خاطر، دل۔

شرح

خلاصۂ کلام یہ کہ دنیا میں رہ کر پھسلنے کا خطرہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

یصبح مومناً یمسی کافراً. (اوکما قال)

صبح کو مومن ہوتا ہے تو شام کو کافر۔

یعنی ابتدائی دور اہل ایمان میں پھر کوئی بُری صحبت ملی یا کوئی ایسا جھٹکا لگا کہ وہ کافر ہوگیا ہزاروں مثالیں دورِ حاضر میں آنکھوں کے سامنے ہیں کہ بہت سے اچھے خاندانی لوگ بد مذہب مرزائی ،شیعہ، وہابی بن کر مرے۔ اسی لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعائیہ کلمہ فرمایا

شالا مول سلامت نیواں رہ وچ لڑوں چور۔

خدا کرے دامن سلامت لے کر دنیا سے جاؤں کیونکہ راستہ میں چور لڑتے ہیں۔

ڈاکہ ڈال کر ایمان کی پونجی چھین لیتے ہیں بالخصوص دورِ حاضرہ کا حال زبوں تر ہے کہ ہر بد مذہب اپنے ظاہری اسباب کی قوت سے عوام کو گمراہ کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور سنی مذہب اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے عوام کو پوری طرح سنبھال نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے بد مذہبی پھیلتی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو بد مذہبی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کا علاج بتایا کہ اگر کسی کو ایمان بچانا ہے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑے آپ کا نام لیوا بن جائے اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ بھی ایمان پہ ہوگا اور کل قیامت میں غوثِ اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی امان میں ہو گا اس کی تفصیل فقیر ابتداء میں عرض کر چکا ہے۔

خاطر پہ قبضہ تیرا

اس جملہ سے مخالفین تو جل بھن جاتے بلکہ شرک کا فتویٰ جاری کرتے ہیں لیکن جنہیں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ہے ان کے لئے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کافی ہے۔ آپ بہجۃ الاسرار میں سے امام احمد رضا قدس سرہ اس مسئلہ کو رسالہ فقہ شہنشاہ میں بیان فرمایا۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عرفات میں ۶۲۳ھ میں دو بزرگ بیٹھے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرنے لگے حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حقیقت سنائی پھر دوسرے بزرگ گویا ہوئے۔ فرمایا

وانا ایضاً کنت جالساً بین یدیہ فی خلوتہ فضرب بیدہ فی صدری فاشرق فی قلبی نور علی قدر مرأۃ الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الآن فی زیادۃ من ذلک النور. (فقہ شہنشاہ صفحہ ۱۸، ۱۹)

یونہی میں بھی حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور کی خلوت میں حاضر تھا حضور نے دستِ مبارک میرے سینے پر مارا ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اُٹھا اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

اور حضرت بشر بن محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بارہ بزرگ حضور غوثِ اعظم کے حضور حاضر ہوئے آپ نے فرمایا

لیطلب کل منکم حاجۃ اعطیھا لہ .

تم میں ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں۔

اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دینوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو بہجۃ الاسرار شریف میں مفصل مذکور ہیں اور ان بارہ بزرگوں کے اسماء بھی ان کی حاجاتِ طلبی پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک ط وما کان عطاء ربک محظورا.

(پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۲۰)

ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

راوی فرماتے ہیں بخدا جس نے جو مانگا تھا پایا میں نے بھی ایک مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ وارداتِ

قلبی میں مجھے تمیز ہو کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ نہیں یہی راوی ان دوسرے رفقاء کی مرادیں بیان کر کے اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ

واما ان فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذلک فوجدت فی الوقت العاجل نورافی صدری وانا الی الآن افرق بین موارد الحق والباطل وامیز بہ بین احوال الھدی والضلال وکنت قبل ذلک شدید القلق لا لتباسھا علی.

اورمیری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضورغوثِ اعظم کے سامنے حاضر تھا آپ نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھافوراًایک نورمیرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کرلیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل یہ حالِ ہدایت ہے اور یہ گمراہی اوراس سے قبل مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت رہا کرتا تھا۔

شھاب سھروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا حال

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ اپنا حال بتاتے ہیں کہ جوانی میں مجھے علم کلام کا بہت بڑا شغف تھا اس مسئلہ پر کتابیں ازبر حفظ کرلی تھیں اوراس میں خوب ماہر ہوگیا تھا۔

میرے عم مکرم و پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے راہ میں مجھ سے فرمایا اے عمر (حضرت شیخ شہاب سہروردی کا اسم گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ کی طرف سے دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت ہو۔ جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا یہ میرا بھتیجا علم کلام (جس کے مضامین دہریت کی طرف لیجاتے تھے) میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں نہیں مانتا حضور نے مجھ سے فرمایا اے عمر تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں کتاب۔

فمریدہ علیٰ صدری فواللہ مانزعھا وانا احفظ تلک الکتب لفظۃ والسانی اللہ جمیع مسائلھا ولکن وقراللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت بین یدیہ وان الطق بالحکمۃ وقال لی یا عمر انت آخر المشھورین بالعراق قال وکان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق والمتصرف فی الوجود علی التحقیق . (بہجۃ الاسرار از فقہ شہنشاہ)

حضور نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ یاد نہ رہا اوران

کے تمام مطالب اللہ نے مجھے بھلا دیئے ہاں اللہ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا تو میں حضور کے پاس سے حکمت الٰہیہ کا گویا ہو کر اُٹھا اور حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ملکِ عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا اس کے بعد شیخ سہروردی نے فرمایا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔

فائدہ

دلوں پر قبضہ کا بڑھ کر حوالہ اور کیا چاہیے کہ شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل سے تمام مطالب علم کلام مٹا کر اس کے عوض علم لدنی اور اسرار و رموز سے دل کو پُر فرما دیا۔

شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراف

شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے بغداد میں چلہ بٹھایا تھا چالیسویں روز میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کروہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے ابل رہے ہیں دن ختم کر کے میں خلوت سے نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو دیکھا تھا عرض کروں میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تم نے جو دیکھا حق ہے اور اس جیسے کتنے ہی یعنی صرف اتنے جواہر نہیں جو تم نے دیکھے اتنے اتنے اور بہت ہیں یہ وہ جواہر ہیں جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ (شہنشاہ فقہ صفحہ ۱۹)

سوفقہاء کے علوم سلب

اسی بہجۃ الاسرار شریف میں ہے کہ جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہہ (فقاہت میں) سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ انواعِ علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کریں تاکہ انہیں جواب دینے سے بند کر دیں کہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضورِ اقدس کی مجلسِ وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت مجلس مبارک میں موجود تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ گئے۔ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینۂ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی۔

خدا چاہے اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر گزر کیا۔ جس کے سینہ پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے

لگتا ہے پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے کر کے منبر اقدس پر گئے اور اپنا سر حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اُٹھا جس سے میں سمجھا کہ بغداد ہل گیا حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے یونہیں ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوئی میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا کیا حال ہوا تھا بولے

لما جلسنا فقدنا جميع مانعرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الیٰ صدره رجع الیٰ كل مناما نزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيأنا هاله وذكر فيها اجوبة لانعرفها.

جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا ہمیں اپنے وہ مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلا دیئے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں پھر ایک آن میں عطاء فرما دیں۔ (فقہ شہنشاہ صفحہ ۵۴ از بہجۃ الاسرار)

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیرومرشد کا ادب کیا

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر اور عم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسۂ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا تو فرمایا

ولا اتادب مع من صرفه مالكي في دخالي وفي قلوب الاولياء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها. (فقہ شہنشاہ)

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے میرے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب واحوال پر تصرف بخشا ہے چاہیں روک لیں چاہے چھوڑ دیں۔

فائدہ

دیکھئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

دلوں پر قبضه کا نمونه

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ عارف اکمل سید عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر تو ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور لوگ معاً تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف دولت قرب نصیب تھی یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم اور ارشاد کیا اے عمر تمہیں نے تو اس کی خواہش کی تھی

اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی و ان شئت اقبلت بهاالی.

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

شارحِ مشکوۃ صاحب مرقاۃ کا حواله

احناف اور جملہ اہل ملت کا مجدد حضرت علامہ مصنف تصانیف کثیرہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی عارف باللہ سیدی نور الملت والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف صفحہ ۴۶۸ میں اس حدیث کو لا کر ارشادِ اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں

ندانسته که دلهائے مرد م بدست من است اگر خواهم دلهائے ایشاں راز خود بگردانم واگرخواهم روی درخودکنم.

تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اگر میں چاہوں تو ان کے قلوب اپنے سے ہٹا دوں چاہوں اپنی طرف متوجہ کر دوں۔

مصنف ممدوح مذکور کا دوسرا حواله

یہی سلطانِ العلماء حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتابِ مذکور میں لکھا کہ ابو صالح مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو صالح سفر کر کے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھے تعلیم فقر فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں

نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندہ نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھے تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا اے ابو صالح ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی کعبہ پھر مغرب کی طرف اشارہ فرمایا ادھر دیکھ میں نے دیکھا تو میرا مرشد ابو مدین نظر آیا فرمایا کدھر جانا ہے کعبہ کو یا پیرو مرشد کے پاس۔ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس فرمایا ایک قدم جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا میں نے عرض کی جس طرح آیا تھا فرمایا یہ افضل ہے اس کے بعد فرمایا اے ابو صالح اپنے لوحِ دل کو عین اللہ کے ساتھ بالکل صاف کرلے میں نے عرض کی میرے آقا آپ اپنی مدد سے یہ صفت مجھے عطاء فرمائیں۔ یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی۔

قلوب خلائق آئینہ دار

بہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۱۹۴ میں ہے کہ

كان شيخنا الشيخ محى الدين عبدالقادر رضى الله تعالىٰ عنه اذا تكلم عن يقين لاشك فيه انما انطق فانطق واعطى وافرق واومر فافعل والعهدة على من امرنى والديه على العاقله تكذيبكم لى سم ساعة لاديانكم وسبب لذهاب ديناكم واخرى كم انا سياف انا قتال ويحذركم الله نفسه لولالجام الشريعة على لسانى لا خبر تكم بما تاكلون وماتدخرون فى بيوتكم انتم بين دى كالقوارير نرى مافى بطونكم وظواهر كم لولابحام ابحكم على لسانى لنطق صاع يوسف بما فيه لكن العلم مستجير بذيل العالم كيلا يبدى مكنونه. (فقہ شہنشاہ صفحہ ۳۹)

یعنی حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماہوں جس میں اصلاً شک نہیں۔ میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھ کو عطاء کرتے ہیں تو میں تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں اور ذمہ داری اس کی ہے جس نے مجھے حکم دیا اور خون بہا مددگاروں پر تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کرے اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے میں تیغ زن ہوں میں سخت کش ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی میں تمہیں بتاتا جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو تم سب میرے سامنے شیشہ کی طرح ہو تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی یوسف (علیہ السلام) کا پیانہ بول اُٹھتا کہ اس میں کیا ہے مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔

صاحبِ کلام خود شارح

امام اہل سنت، مجدد دِین وملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ دلائل لکھ کر فرماتے ہیں

سگ کوئے قادری غفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا کہ

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدۂ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلوب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کے لئے یہ مصرعہ تھا جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے

رنج اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں

آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

اور یہ اس آیۃ کریمہ کا اتباع ہے کہ

ولوشاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلاتکونن من الجاھلین.

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع کرتا تو نادان نہ بن۔

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے

جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حل لغات

للکار (مونث) نعرہ، ہانک، پکار، دھمکانا، ہوشیار کرنا۔ چمکار، اسم چمکارنا، دلاسا دینا، گھوڑے کی پیٹھ ٹھونکنا، منہ سے پیار کی آواز نکالنا۔ ہرپھر کے، ناچار مجبور ہو کر۔

شرح

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے للکاریں کہ آجا اگر مقابلہ کرنا ہے تو وہ آپ کی للکار کی تاب نہ لا کر بے بس

ہوکر واپس ہو جائے اور جسے آپ دلاسہ دے دیں اور پیارے اپنے پاس بلائیں تو لاچار اور مجبور ہوکر آپ کی درگاہ پر ہی حاضری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حکم نافذ تیرا خامہ تیرا سیف تیری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

حل لغات

نافذ، جاری۔ خامہ، قلم۔ سیف، تلوار۔ دم میں، اسی وقت۔ دور، زمانہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرا ہی حکم جاری ہے قلم تیرا چلتا ہے تلوار تیری ہے کام کرتی ہے ایک ہی میں آپ جو چاہے کر سکتے ہیں کیونکہ اے شاہا تیرا ہی دور ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ تا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی دنیا کے قطب ہیں آپ کے احکام جاری رہیں گے فلہٰذا عرض ہے کہ ہمارے حال پہ رحم فرمانا۔

دل پہ کندہ ہوترا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

حل لغات

کندہ ہوا، کھدا ہوا، نقش کیا ہوا۔ کہ، تا کہ۔ دُزد، چور۔ رجیم، راندہ ہوا، دھتکارہوا۔ الٹے ہی پاؤں پھرے، فوری واپس ہو جائے۔ طغریٰ، شاہی مہر۔

شرح

اے کاش آپ کا نامِ مبارک میرے قلب پر کھدیا جائے تا کہ وہ راندۂ درگاہ یعنی شیطانِ لعین آپ کی شاہی مہر دیکھ کر فوراً ہی واپس چلا جایا کرے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے میں شیطان مردود کے شر سے محفوظ ہو جاؤں کیونکہ قاعدہ ہے کہ شیطان اولیاءِ کرام کی پناہ گاہوں پر حملہ نہیں کرتے ہیں وہاں سے شیطان کوسوں دور بھاگتا ہے اسی لئے کسی کامل ولی اللہ سے بیعت ضروری ہے کیونکہ مشائخ کرام فرماتے ہیں

من لاشیخ له فشیخه الشیطان.

جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہو۔

اس قول کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ومن یضلل فلن تجدلہ ولیامرشداً. (پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

لیکن اس میں شرط ہے کہ مرشد کامل ہو اور ناقص کا حال شیخ سعدی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ

آنکہ خود گم است کرا رھبری کند

جو خود گمراہ وہ دوسرے کو خاک رہبری کرے گا۔

دورِ حاضرہ میں مرشد کامل کالعنقاء ہے۔ ہاں رسمیوں کی بہتات ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ کم از کم پیر و مرشد بننے والے میں چار شرائط ضروری ہیں۔ وہ چار شرائط یہ ہیں

(۱) حضور ﷺ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اُویسیہ متصل ہو۔ یہ شرط پیر و مرشد کے سلسلہ جو اپنے مریدوں کو مطبوعہ دیتے ہیں جیسے یہی ہمارا مطبوعہ سلسلہ عزیزوں پیر بھائیوں کو حاضر ہے یا اس سے سلسلہ کے متعلق زبانی طور پر تسلی کر لے۔

(۲) شیخ سنی العقیدہ ہو اگر کسی بدعقیدہ کے ہاتھ لگ جاؤ گے تو وہ سیدھا شیطان تک پہنچائے گا۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ آج کل بہت بڑے بے دینوں بالخصوص وہابی دیوبندی ٹولہ نے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے مکار، چالباز بظاہر شریعت کے پابند اور عجیب وغریب طریقت کے شعبدے دکھا کر اپنے دامِ تزویر میں پھنساتے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ کہلوانے میں بھی بڑے استاذ ہوتے ہیں ان کی پہچان سخت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر رنگ و روپ دھار لیتے ہیں چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی سب کچھ بن جاتے ہیں۔

(۳) عالم ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو یعنی پیر و مرشد دینی علوم سے واقفیت کے بعد شرعی امور کا پابند اور عامل ہو۔ آج یہ بیماری بھی وبائی ہے کہ اکثر پیر و مرشد بننے والے علم سے کورے اور فسق و فجور سے بھرپور جسے بھی کسی بزرگ کی اولاد ہونے کا شرف ملا ہے وہی پیر مغاں ہے خواہ وہ شرعی علم و عمل صالح سے نہ صرف کوسوں دور بلکہ ابلیس کا دایاں ہاتھ ہو۔

ہوشیار

اے اپنی نجاتِ اخروی اور دین کے شغف رکھنے والے بھائیوں مذہبی بہروپیوں کی بیعت ہرگز نہ کرو کیونکہ

آنکه خود گم است کرا رهبری کند

جوخود گمراہ دوسرے کی کیا رہبری کریگا۔

نزع میں گور میں میزان پہ سرپل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلیٰ تیرا

حل لغات

نزع، جان کنی۔ گور،قبر۔میزان،ترازو،پل،دریا یا دوسرے پانی کےاوپر سےایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے کاراستہ مجازاً پل صراط جوبال سے زیادہ باریک اورتلوار سے زیادہ تیز ہوگاوہ پل جہنم پر بچھایا جائے گا جس سے ہر نیکوکار وبدکارکوگزرناپڑے گا۔سرِ پل،پل کاشروع حصہ۔معلیٰ،بلند۔

شرح

اے میرے غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ حالتِ نزع اور قبر میں اورمیزانِ عمل پر پلصراط پر کہیں بھی آپ کا مقدس دامن میرے ہاتھ نہ چھوٹے اور یہ مسلم اُصول ہے کہ موت کاوقت یا قبر کی کالی رات یا پلصراط اللہ والوں کی برکت سے ہے ہی منزلیں آساں ہوں گی (نزع کی سختی سب کومعلوم ہے) شیطان کاحملہ بھی اُس وقت سخت ہوتا ہے۔حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کاواقعہ مشہور ہے انہیں بھی حملہ شیطانی سے بچاؤ نصیب ہواتو حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کرم سے اس طرح کے کئی واقعات تاریخ اسلام میں ہیں اورقبر میں بھی غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی مریدین کونجات ملی اورسیدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ودیگراکابرعلماءمشائخ نے لکھاحوالہ جات گزر چکے ہیں۔

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

حل لغات

محشر،قیامت۔ جاں سوزِقیامت،تکلیف دہ۔ پلا،دامن۔

شرح

یومِ قیامت کی دھوپ جب کہ سورج سوا نیزہ پر ہوگا بہت بڑی آفت ہے لیکن اے غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے گھبراہٹ نہیں بلکہ میں پُرسکون ہوں اس لئے کہ میرے سر پر آپ کا دامنِ رافت ورحمت سایہ فگن ہے۔

میدانِ حشر کی تفصیلات دیکھئے کہ اس وقت کتنی پریشانی ہوگی وہاں اپنے بھی بیگانے بن جائیں گے، ماں باپ بہن بھائی جانی جگر دوست دشمن ہوں گے لیکن قرآن کا فیصلہ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق صحیح ہوگا تو بیڑا پار

کماقال الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدوالا المتقین. (پارہ ۲۵،سورہ الزخرف، آیت ٦٧)

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

حدیث شریف میں ہے

المرء مع احب. (بخاری شریف)

جسے جس سے محبت ہے وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے
کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

حل لغات

بہجت، خوشی ومسرت، رونق وشادابی۔ سر، سر بہجۃ الاسرار ایک کتاب کا نام جو سوانح غوث پاک پر مشتمل ہے اور بڑی قابل اعتماد ہے۔ فلک، آسمان۔ وار، مثل طرح۔

شرح

اے غوثِ پاک! جس پر آپ کے دستِ اقدس کا سایۂ مبارک ہے دراصل خوشی وشادابی اسی سر کو ہے جیسا کہ کتاب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سارے مریدین ومعتقدین آسمان نیلگوں کی طرح حضور غوثِ پاک کے ہاتھوں کے سایہ کے نیچے ہیں۔ خود حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان یدی علیٰ مریدی کالسماء علی الارض.

بیشک میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر۔

تعارف بهجة الاسرار رحمة الله تعالىٰ عليه اور اس کے مصنف

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر کرامات اور کمالات کا بیان اسی کتاب سے ماخوذ ہیں اسی لئے مخالف اس

کتاب اوراس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوضعیف اورغیر مستند کہنے کی عادت رکھتے ہوں۔فقیر یہاں کتاب اوراس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف اورتوثیق ضروری سمجھتا ہے۔

(۱)امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اجل سید العلماء،شیخ القراء،امام الوفاء،نورالملۃ والدین ابوالحسن بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز دوواسطہ سے امام جلیل الشان شیخ القراء ابوالخیر شمس الدین محمد محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف حصن حصین کے استاذ ہیں۔

فائدہ

ابن الجزری الصیدرکوتو مخالفین نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی تصانیف کے حوالہ جات کومستند قرار دیتے اورانہیں اسلام کاایک ستون مانتے ہیں لیکن افسوس کہ ان کے استاذ الاستاذ سے ضد ہے صرف اس لئے کہ وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ آپ کے کمالات وکرامات کی اپنی تصنیف ہٰذا کے ذریعہ خوب ترویج واشاعت فرمائی۔وجزاہ اللہ خیرا لجزاء

(۲)امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا متشدد وناقد صاحبِ میزان الاعتدال ان کی مجلسِ مبارک میں حاضر ہوئے اورکتاب طبقاتِ القراءمیں ان کی مدح وستائش کی اوران کوامامِ یکتا لکھا۔چنانچہ ملاحظہ ہو

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاواحد المقری نورالدین شیخ المقراء بالا یار المصریہ.

علی بن جریر لخمی شطنوفی یکتاامام استاذ القراءنورالدین شیخ القراءیارمصر(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

فائدہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا ناقد کہ جن کی تنقید سے بڑے بڑے محدثین وائمہ وفقہاءنہ بچ سکےوہ ہمارے ممدوح کی تنقید کے بجائے ان کے مداح ہیں لیکن ہمارے دور کے ناقدین نہیں جہلاءہیں یا ظالم ضدی ہیں مجھے اپنے دور کے قاریوں (گستاخانِ نبوت وولایت) پرتعجب ہے کہ ایک طرف اس شیخ القراءہمارے ممدوح کے علم کے ویزہ چین ہیں کہ ان کے علم (فن) قراءۃ سے انہیں معمولی ساحصہ ملا کہ جس کی بدولت بین الاقوامی قاری ہونے پرفخر کرتے ہیں دوسری طرف اس سرچشمہ پرشرک وغیرہ کافتویٰ داغتے ہیں۔

ھیں عجب لوگ کھانے غرانے والے

(۳)حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرأۃ الجنان میں اس

جناب کومناقبِ جلیلہ سے یاد فرمایا کہ "کما قال روی الشیخ ۔الخ" یعنی علی یوسف نورالدین ابوالحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے بلادِ مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں ۶۴۴ھ میں پیداء ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدرِ تعلیم پر جلوس فرمایا ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو اس کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی۔ روزِ شنبہ وقتِ ظہر وفات پائی اور روزِ یک شنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہی۔

(۴) امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حسن المحاضرہ باخبار مصر والقاہرہ میں فرمایا

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الا وحد نور الدین ابو الحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکاثر علیہ الطلبۃ.

یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نورالدین امامِ یکتا بین اور بلادِ مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسندِ تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت ووفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(۵) امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ

لہ الید الطولیٰ فی علم التفسیر.

علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولیٰ حاصل تھا۔

(۶) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے زبدۃ الاسرار میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الا جل الفقیہ العالم المقرئ الا وحد البارع نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسطتان وھو داخل فی بشارۃ قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رای من رانی.

یعنی امام اجل فقیہہ عالم مدرس قرأت یکتا عجب صاحب کمال نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی ان میں اور حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پرنور سرکارِ غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

فائدہ

ان امامِ اجل یکتانے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالتِ شان کے ایسے مداح ہوئے اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدنِ الانوار شریف میں کہ امام اجل وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے ۔امامِ اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تشریح کی اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا"این کتاب بهجة الاسرار کتابے عظیم و شریف و مشهور است" اورزبدۃ الآثار شریف اوراس کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی۔ان کے علاوہ دیگر محققین نے بھی ہمارے ممدوح کی تعریف وتوصیف اور آپ کی تصنیف بہجۃ الاسرار کی توثیق فرمائی اور اسے ملفوظات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہی درجۂ صحت بتایا جیسے کتبِ احادیث میں صحیح بخاری کودرجہ حاصل ہے لیکن تعصب اور ضد اور ولایت دشمنی سے اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ کتاب غیر معتبر ہےتو ہمارا اس کے لئے وہی جواب ہے جو اہلِ اسلام ہنود اور دیگر منکرینِ اسلام کو دیتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن غیر مستند کتاب ہے۔(معاذاللہ)

اے رضا چیست غم ار جملہ جہاں دشمن تست

کردہ ام مامن خود قبلۂ حاجاتے را

حل لغات

یہ دونوں مصرعے فارسی ہیں۔اے،حرفِ ندا۔رضا،اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا تخلص۔چیست،کیا ہے، کیوں ہے"برائے انکاری"غم،رنج وملال۔ار،مخفف ہے اگر کا۔جملہ،تمام۔جہاں،دنیا۔دشمن تست،تیرا دشمن۔کردہ ام، بنالیا ہے میں نے۔مامن،ٹھکانا۔خود،اپنا۔قبلۂ حاجاتے،ایک شخص حاجت وضرورت پوری کرنے والا۔را،کو۔

شرح

اے رضا تمام دنیا اگر تیری دشمن ہو جائے تو بھی کوئی رنج وغم نہیں میں نے تو اپنا ٹھکانا ایک ایسی ذات کو بنالیا ہے جو اپنے سب عقیدت مندوں کی باذنہٖ تعالیٰ وعطاءحاجت روائی فرماتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اہل سنت کے لئے دارین کی فلاح کا ایک بہترین طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ونسبت مضبوط کی جائے اس کے بعد پھر دنیا میں کسی دشمن کا خطرہ نہ آخرت کا غم۔امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بتائے ہوئے نسخے پر فقیر نے بہاولپور کی زندگی میں عمل کیا تو الحمدللہ اپنوں بلکہ بیگانوں نے

بھی اعتراف کیا کہ اسے کون چکھے جسے خدا رکھے وسیلۂ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حاجت روائی کا بہترین نسخہ ہے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار فرمایا ہے

مریدی لا تخف واش　　　فانی عزوم قاتل عندالقتال

اے میرے مرید دشمن سے خوف نہ کر اس لئے کہ میں ہی اس کے مقابلہ کے لئے تیری طرف سے کافی ہوں۔

امداد و استمداد

مقبولانِ خدا انبیائے عظام و اولیائے کرام کو مظہرِ عنوانِ الٰہی جان کر ان سے مدد مانگنا ان کے دربار میں فریاد کرنا مشکل کے وقت ان کی یاد کرنا شرعاً بلاشبہ جائز ہے۔ صحابہ کرام سے آج تک بزرگانِ دین مشائخ عظام اسی طور پر استمداد و استعانت کرتے آئے ہیں۔ انوار الانتباہ میں امام بخاری کی الادب المفرد سے منقول ہے

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ خدرت رجہ فقیل لہ ذکر اجب الناس الیک فصاح یامحمداہ فانتشرت .

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا پاؤں سو گیا تو کسی نے ان سے کہا آپ ان کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با آوازِ بلند کہا یا محمداہ تو فوراً پاؤں کھل گیا۔

اور حضرت امام خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء میں فرمایا ہے

ھذا مما تعاھدہ اھل مصیبۃ .

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی اعتباری سورۂ انشقت میں فرمایا

وبعضی از خواص اولیاء راکہ تکمیل دارشاد بنی نوع خود گرد ایندہ اندور ینجالت ھم تصرف در دنیا وادہ واستغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مدارك آنہا مانع توجہ بایں سمعت نمی گردد واویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہاینما یندو اربابِ حاجات ومطالب مشکلات خود از ائہامے طلبندمی یابند .

یعنی بعض خواص اولیاء کرام وہ بعد وصال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں اُویسی حضرات ان اولیائے عظام سے کمالات حاصل کرتے ہیں اور حاجت مند لوگ ان اولیاء سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور پا لیتے ہیں۔

امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا

من یستمد فی حایۃ یستمد بعد مماتہ. (لمعات علی شرح مشکوٰۃ)

نعت شریف

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا

خاکی تو وہ آدم جداعلیٰ ہے ہمارا

حل لغات

خاک،مٹی۔ماویٰ،ٹھکانا۔خاکی،مٹی کا بناہوا۔آدم،وہ پہلا انسان جس سے نسلِ انسانی جاری ہوئی،ابوالبشر۔جد، دادا۔اعلیٰ،بالائی اوپر والا۔

شرح

ہم سب انسان مٹی کے ہیں اور مٹی ہی آخرکار ہمارا ٹھکانہ ہے(جس کی دلیل یہ ہے کہ) آدم علیہ السلام جو ہمارے جداعلیٰ ہیں اور جن سے انسانی وجود روئے زمین پر آیا وہ مٹی ہی کے بنے ہوئے تھے۔یہ تمام مضمون قرآنی میں مصرح ہے۔

قرآنی آیات

(۱)هو الذی خلقکم من تراب. (پارہ۲۴،سورۃالمومن،آیت ۶۷)

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

(۲)خلق الانسان من صلصال کالفخار. (پارہ۲۷،سورۃالرحمٰن،آیت۱۴)

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

(۳)منها خلقنکم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ. (پارہ۱۶،سورۃطہٰ،آیت ۵۵)

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

(۴)خلقتنی من نار و خلقته من طین. (پارہ۲۳،سورۃص،آیت ۷۶)

تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

شانِ درود

کسی صاحبِ دل نے اپنے شیخ ومرشد کامل کے متعلق کسی مولوی کی نسبت میں کہا

چہ نسبت خاك را بعالم پاك

خاک(مولوی صاحب)کوعالم پاک(ولی کامل)سے کیا نسبت

اس پر کسی طعنہ زن نے طعنہ مارا کہ عالم دین کو خاک کیوں کہہ دیا اس کے رد میں فرمایا کہ خاک بھی تو کوئی معمولی شے نہیں اس سے نفرت کیوں چند امثلہ قائم فرمائیں ان میں ایک یہی ہے کہ ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہم ان کی اولاد ہیں۔

ہاں اس خاک کو کیمیا بنانا یا پھر جہنم کا ایندھن بنانا انسان کے اپنے اختیار میں۔ اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں

یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

حل لغات

خاک کرے (اردو) مٹی بنادے، مارڈالے۔ طلب، تلاش، آرزو، جستجو۔ سرکار، آقا، والی۔ تمغا، سرکاری مہر، ٹھپہ (میڈل) عزت کا نشان جیسے آج کل مشہور ہے۔

شرح

بارگاہِ رب العالمین میں تمنا اور یہ دعا کی جارہی ہے کہ خداوند قدوس جل جلالہ اپنی راہ طلب میں ہمیں غبار بنادے (یعنی مٹی بن جائیں تو اُٹھ کر مدینہ پاک پہنچ جائیں) کیونکہ یہی تو ہماری عظمت وشرافت کی نشانی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ان خلقنھم من طین لازب. (پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۱۱)

بے شک ہم نے ان کو چپکتی مٹی بنایا۔

پھر فرمایا

ولقد کرمنا بنی آدم. (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۰)

اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اسی پچھلی آیت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان باوجودیکہ مٹی کا پتلا ہے لیکن عزت یوں ملی کہ اس کی .... سے ملکوت وقدس عاجز ہیں۔ یہی علم العقائد کا مسلم قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جملہ ملائکہ کرام سے افضل ہیں۔ (فلاناً للمعتزلۃ) اور

جملہ اولیاءِ کرام سوائے مخصوص ملائکہ کے باقی تمام فرشتوں سے افضل ہیں عوام تو کالانعام ہیں ان کی بات نہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ "قربان" دل شیدا ہے ہمارا

حل لغات

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم، جہاں چلتے پھرتے تھے۔ سید عالم، جہاں کے سردار یہ لقب خاص ہے آقا و مولیٰ جنابِ محمد رسول اللہ کا۔ قربان، نچھاور۔ دل شیدا، عاشق دل، دیوانہ قلب۔

شرح

جس سرزمین یعنی مدینہ طیبہ پر سید عالم قدم رکھتے تھے اس زمین پر ہمارا دل قربان ہے کیونکہ حضور جس زمین پر خرامِ ناز فرماتے تھے اس کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ خدا اس سرزمین کی قسم یاد فرماتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لا اقسم بھذا البلدo وانت حل بھذا البلد. (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱،۲)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

یہ تو ہوا شہر جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی ویسے بھی علماءِ کرام کا اتفاق ہے کہ جہاں حضور ﷺ آرام فرما ہیں وہ کعبہ و بیت المعمور اور عرشِ معلیٰ جملہ کائنات کے ہر مقام سے افضل ہے۔

فائدہ

حضور نبی پاک ﷺ کے بارے میں جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۰ میں ہے

فاین ماحل ببقعة اضاء ت تلک البقعة بنوری.

جہاں بھی حضور سرورِ عالم ﷺ نے قدمِ مبارک رکھا وہ جگہ آپ کے قدموں کے صدقے بقعۂ نور بن گئی۔

حضرت عارف رومی فرماتے ہیں

اھل نور دبیھت نور و بلدنور   جائیکه آمد محمد (ﷺ) کرد نور

آپ کے اہلِ نور اور گھر نور شہر بلکہ جس جگہ بھی آپ تشریف لائے اسے بھی نور بنا دیا۔

ختم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمین سے

سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

حل لغات

خم، جھک گئی اور ٹیڑھی ۔پشتِ فلک، آسمان کی پیٹھ ۔طعن، طنز اور نیزہ مارنا، آواز کسنا۔ سن، خبردار، توجہ سے سن۔

شرح

زمین کے طنز سے آسمان کی کمر ٹیڑھی ہوگئی۔ انسان کہیں بھی ہو اپنے سر کے اوپر نظر کرے گا تو آسمان بالکل سیدھا دکھائی دے گا اور کنارۂ آسمان پر نظر ڈالے گا تو کمان کی سی کجی اور ٹیڑھا پن محسوس کرے گا آسمان کو اپنی بلندیوں پر فخر تھا لیکن جب زمین نے اس پر طعنہ مارا کہ سن ہم پر حضور نبی کریم ﷺ کا وہ مدینہ ہے جس کی مثل تیرے پاس نہیں تو آسمان کی پشت مارے شرم کے جھک گئی۔

فضائلِ مدینہ

مدینہ منورہ حضور کا دارالہجرۃ ہے جو روئے زمین میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے اور سرکار کا محبوب ترین شہر ہے۔

سرکار نے یثرب (مصائب کی جگہ) سے مدینہ طیبہ بنا دیا۔

احادیث مبارکہ

قال رسول الله ﷺ امرت بقرية تاكل القرى يقولون يثرب وهى المدينة تنفى الناس كما ينفى الكير خبث الحديد.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے قریہ (شہر) میں ہجرت کر کے جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام قریوں پر غالب ہو جائے گا۔ اسے لوگ یثرب (مصائب وآلام کی جگہ) کہتے ہیں حالانکہ وہ (میری پاکیزہ ذات کی وجہ سے) مدینہ ہو گیا ہے لوگوں کو پاک کر دیتا ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

مزید فضائلِ مدینہ کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں پڑھیے۔

مژدۂ بہار اے زائر مدینہ

نجدی کی حکومت کو مدینہ پاک کے فیوضات سے اس کے مشیروں نے محروم رکھا اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ مدینہ پاک کو فی نفسہٖ کوئی فضیلت نہیں سوائے اس کے اس میں مسجد نبوی ہے اور بس فلہٰذا مدینہ پاک کو آنے والا صرف اور صرف مسجد نبوی میں جانے کی نیت کرے۔ اگر اس نے بلاواسطہ مسجد نبوی کے براہ راست مدینہ منورہ کا یا اس کے مکین رحمۃ للعلمین ﷺ کے ہاں حاضری کا یا آپ کے مزارِ اقدس کی نیت کی تو مشرک اور بدعتی متصور ہوگا اسی لئے ان کے چھوٹے

بڑے اسی عقیدہ کے نہ صرف پابند بلکہ دوسروں کو بھی اسی عقیدہ پر مجبور کرتے ہیں بلکہ موسمِ حج میں تو ہر زبان میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے رسائل وغیرہ شائع ہوتے ہیں جن میں عقیدہ مذکورہ پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت سے عقیدہ کوسوں دور ہے یہاں فقیران کا رد نہیں لکھ رہا۔ محبوبِ مدینہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں صرف چند فضائل برائے حاضری بارگاہ رسول ﷺ عرض کردوں۔

تمام اکابرین صالحین کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری مستحب بلکہ آپ کی شفاعت کے حصول کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

گو اس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول خاص واقعہ کے بارے میں ہے لیکن اصول یہ ہے کہ خاص واقعہ کے بجائے عام الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے یعنی ہر وہ شخص یقیناً اللہ بزرگ و برتر کی رحمت اور بخشش سے بہرہ مند ہوتا ہے جسے حاضری جیسی بڑی سعادت حاصل ہو کہ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله.

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۰)

گو اس آیۂ مبارکہ میں زیارتِ نبوی کی تصریح نہیں بلکہ اللہ اور اس کے محبوب کی طرف ہجرت کا ذکر ہے لیکن یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضری خصوصاً دور سے سفر کر کے آنا اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت ہی تو ہے۔

بہت سی احادیث مبارکہ بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول انور ﷺ نے فرمایا

من زار قبری وجبت له شفاعتی. (بیہقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر

حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔'' (طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے سنا جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔ (بیہقی)

دار قطنی و طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔

ایک مومن کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سرورِ کائنات ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت ہے اس مبارک دربارِ رسالت ﷺ کی برکتوں اور فضیلتوں کا ذکر کیا جائے سر کے بل بھی جائیں تو مشتاقانِ دید اپنی آنکھوں کی پیاس نہیں بجھا سکتے۔ وہ سرزمین جہاں نبی رحمت ﷺ کے قدم مبارک پڑے وہ گلیاں جن سے نبی کریم ﷺ گزرے وہ خطۂ پاک جہاں آپ نے قیام فرمایا اس کی زیارت ایک مومن کے دل کی معراج ہے وہ گلیاں جن کو بڑے بڑے اولیاء نے اپنی پلکوں سے صاف کیا ہو وہ گلیاں جہاں علماء و صلحاء و اولیاء باادب ہو کر ننگے پاؤں چلے ہوں اس زمین کا چپہ چپہ مبارک و افضل ہے۔ یہ وہ در ہے جہاں سے منگتوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹنا پڑتا، جہاں شاہ و گدا، امیر و غریب، لاچار و خوشحال سب مرادیں لے کر جاتے ہیں اور اپنے دامن خوشیوں سے بھر کر لے آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس در سے وہ کچھ بھی ملتا ہے جو مقدر میں نہ لکھا ہو مقدر کا لکھا تو مل ہی جاتا ہے یہ اسی در کا کمال ہے کہ وہ کچھ بھی دے ڈالتے ہیں جو مقدر میں نہ لکھا ہو۔ چنانچہ اس درِ اقدس کی حاضری ہر مسلمان کی دلی آرزو اور اس کی زندگی کی اعلیٰ ترین خواہش بن جاتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون o

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران، آیت ۱۶۹)

فائدہ

جب شہداء کی حیات ثابت ہے تو انبیاء مرسلین کی حیات بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی اور عقلاً بھی ان کی حیات ثابت ہے گو بظاہر قبور میں ان کے اجسامِ ارواح سے خالی ہیں مگر ان کی مثال اس طرح ہے کہ مثلاً گہری نیند سونے والا کائنات کے عجائبات موجود پاتا ہے اور ایسے ایسے اسرار پر آگاہی پالیتا ہے جو اس کے لئے نافع ہوں اور بیدار ہونے کے بعد

دوسروں سے بیان کرتا ہے۔

پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے امتی نماز میں یا نماز کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں درود وسلام عرض کرر ہے ہوتے ہیں اور ان کا وہ درود وسلام آپ کی خدمتِ اقدس میں مقرر پہنچ رہا ہوتا ہے اور آپ ﷺ درود پڑھنے والے کے لئے دعا اور سلام عرض کرنے والے کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

بلال درِ رسول پر

یہ واقعہ جس کی سند نہایت جید ہے یہ ثابت کرنے کو کافی ہے کہ درِ رسول ﷺ کی حاضری کس قدر افضل ہے۔

ابن عساکر نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کو فتح فرمایا تو اسوقت حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکِ شام میں دریا کے مقام پر رہائش پذیر تھے انہی دنوں میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ما هذه الجفوة يا بلال. اما ان لک ان نزورني؟

اے بلال یہ کیا بے وفائی ہے کیا تیرا ملاقات کے لئے آنے کو جی نہیں چاہتا؟

ہجر وفراق کی حالت میں تڑپتے ہوئے جاگے۔ سواری پر سوار ہو کر شہر مدینہ پہنچے جب آپ کی قبر کی زیارت کی

فجعل يبكى عنده ومرغ وجهه عليه.

تو بار بار رو پڑتے اور چہرے کو بار بار قبر انور پر رکھتے۔

اتنے میں حسنین کریمین تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بغل میں لے کر چوما ان دونوں نے آپ سے کہا ہم وہی اذان آپ سے سننا چاہتے ہیں جو آپ ہمارے جد امجد کو سنایا کرتے تھے اور ہاتھ پکڑ کر اذان کی جگہ کھڑا کر دیا۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان شروع کی تو مدینہ منورہ میں ایک زلزلہ شروع ہو گیا جیسے جیسے اذان پڑھتے جاتے زلزلہ بڑھتا جاتا جب آپ "اشهدان محمد رسول الله" پر پہنچے تو پردہ دار خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ یوں لگتا ہے گویا قیامت برپا ہو گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ دوبارہ حیاتِ ظاہری میں تشریف لے آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس دن سے بڑھ کر اہلِ مدینہ کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا ۔ چنانچہ درِ اقدس کی حاضری کی دلیل میں یہ واقعہ نہایت قوی ہے۔

محروم کی سزا

دربارِ رسالت میں حاضری کے ترک کے متعلق علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکِ زیارت کو بار بار متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

من حج ولم یزرنی فقد جفانی.

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

اسی طرح یحییٰ بن الحسینی نعمان بن شبل کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الفضل المدینی انہوں نے جابر انہوں نے محمد بن علی انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت کی

من زار قبری بعد موتی فکا فما زارنی فی حیاتی و من لم یزرنی فقد جفانی.

جس نے بعد از وصال میری قبر انور کی زیارت کی گویا اس نے میری ظاہری حیات میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

علامہ شیخ احمد الحضر اوی لکھتے ہیں شیخ مفتی جمال المکی نے ہم سے بیان فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنھوں نے استطاعت کے باوجود آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر نہ دی۔

فاورثھم اللہ عزوجل بذلک ظلمۃ محسوسۃ ظھرت علی وجوھم وفترۃ عن الخیرات قطعھم عن عبادۃ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وشغلتھم بالدنیا الی ان ماتوا علی ذالک وکثیدین غلبت علیھم مظالم الناس الی ان منحوا امنھا قبرا.

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی تاریکی میں مبتلا فرمادیا جو ان کے چہروں سے عیاں تھی انہیں خیرات وحسنات سے اس طرح دور کردیا کہ عبادتِ الٰہی ان سے ترک ہوگئی۔ دنیا میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ موت آگئی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر لوگوں کے مظالم غالب آگئے پھر وہ قبر تک جاری رہے۔

انتباہ

غور فرمایئے تارکینِ زیارت کس طرح دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل ورسوا ہوتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ زیارت سے فیض یاب ہونے والے کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں اور تارکین شرمندہ۔

مقصدِ زیارت

شیخ احمد المعروف القشاشی لکھتے ہیں کہ زیارت سے مراد شرعاً یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری مسجد نبوی شہر مدینہ کی

زیارت اس میں قیام، آپ کی خدمت میں سلام، حصولِ اسلام، شفاعت کے لئے آپ کا بارگاہِ الٰہی میں توسل تا کہ زائر کو اس بات کی خوشخبری حاصل ہو جائے کہ اس کا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو گا یہی زیارت ہے۔

امام ابن حجر مکی کے بقول زیارت کے لئے وہی شرائط ہیں جو حج کے لئے استطاعت کی شرائط ہیں جب صاحبِ استطاعت نے آپ کی طرف سفر کیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اپنی یا جس نے بھیجا ہے اس کی ذات کی بخشش کی درخواست کی تو وہ زائر قرار پائے گا اور یہی وہ زیارت ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے خود رسولِ رحمت، نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ کا ارشادِ گرامی

من زار قبری وجبت له شفاعتی

زیارت کی اہمیت اور فوائد میں سب سے قابلِ غور ہے۔

چنانچہ اگر خلوصِ دل سے زائر زیارت کو جائے گا تو یقیناً رسول اللہ ﷺ اسے انعام و اکرام سے نوازیں گے اس کے درجات بلند ہوں گے اور یقیناً ان لوگوں میں اس کی شمولیت ہو جائے گی جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

پھر زیارتِ نبوی ﷺ کے فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود زائر کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ سرکارِ ابد ارقرار، مالک و مختار ﷺ کا دربارِ دُر باراب بھی اس طرح سجا ہوا ہے جیسے چودہ سو سال پہلے سجا رہتا تھا جہاں بن مانگے ہر شے ملتی ہے جب حاضرِ حضور ہو کر مانگا جائے تو رحمتِ کائنات ﷺ عطائے کریمانہ محروم نہیں فرماتے۔

حکایت

سیدنا ابن الجلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور مجھ پر دو ایک فاقے گزرے تو میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی

انا ضیفک یا رسول اللہ ﷺ

یعنی میں آپ کا مہمان ہوں۔

پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو سرکارِ مدینہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں خواب میں ہی کھانے لگا ابھی آدھی ہی ختم کی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی جب کہ آدھی ہاتھ میں موجود تھی۔

(رحمت کائنات صفحہ ۱۱۴)

سچ ہے

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان وگدا سب کو سرکار کھلاتے ہیں

اس قسم کے ہزاروں واقعات ومشاہدات اب بھی ہورہے ہیں۔تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''ندائے یارسول اللہ'' کا مطالعہ فرمائیے۔

چکر بازوں کے چکر

ایک لاکھ اور پچاس ہزار ثواب یا نبی علیہ السلام زندہ بھی ہیں یا نہیں (معاذ اللہ) ودیگر چکر بازیاں سابق دور کے گستاخوں کو بھی لے ڈوبیں آج بھی اگر کوئی ڈوبتا ہے تو.................

حکایت

عارف باللہ حضرت علامہ نبہانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ایک آدمی نے پیغام دیا کہ سرکار کو عرض کرنا کہ روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کی بڑی تمنا ہے لیکن چونکہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی ہیں اس لئے میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ جب یہ بزرگ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو یاد آنے کے باوجود اس شخص کا پیغام سرکار کی بارگاہ میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے لیکن جب مدینہ منورہ سے رخصتی کا وقت آیا تو سرکار علیہ السلام نے ان کو اپنی زیارت سے مشرف کرکے فرمایا تو نے مجھے اس شخص کا پیغام نہیں پہنچایا لیکن میرا پیغام اس کو ضرور پہنچا دینا کہ تحقیق اللہ عزوجل اور میں خود اس شخص سے بیزار ہوں جوان (ابوبکر وعمر) سے بیزار ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

نوٹ

اس جیسے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام'' پڑھئے۔

فائدہ

اس مصرعہ میں اختلاف کو دور فرمایا جو مشہور ہے کہ زمین افضل ہے یا آسمان۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس اختلاف کو ایک مصرعہ میں حل فرمایا جو بعض شعراء مناظرہ کے طور پر منظوم مشہور ہے۔

زمین و آسمان کا مناظرہ

مالکِ کائنات نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا پھر ان کا آپس میں ایک دوسرے سے مناظرہ ہوا۔

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ و خورشید درخشاں ہیں

زمین بولی کہ مجھ میں لعل ہیں گلہائے خنداں ہیں

فلک بولا زمین سے مجھ میں انوارِ الٰہی ہیں

زمین بولی فلک سے مجھ میں اسرارِ الٰہی ہیں

فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی

زمین سن کر یہ بولی مجھ میں پھولوں کی لڑی ہوگی

فلک بولا گھٹا اُٹھ کر میری تجھ کو گھٹادے گی

زمین بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی

فلک بولاابلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو

زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو

فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے

زمین بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں غنچوں میں نگہت ہے

فلک بولاا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے

زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہونگے

زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوٹے اور پھل ہونگے

فلک بولا ستاروں سے مزین میرا سینہ ہے

زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے مکہ ، مدینہ ہے

فلک بولا کہ مجھ پر کرسی و عرشِ اعلیٰ ہوں گے

زمین بولی کہ مجھ پر اولیاء و انبیاء ہوں گے

آمنہ کا چاند ارضِ بطحا کے افق پر طلوع ہوا تو زمین نے مسرت میں ڈوب کر اپنا سرا ونچا کر لیا اور آسمان کو مخاطب کر کے کہا کہ اے آسمان اب میں تجھ سے بہر صورت بہتر ہوں کیونکہ مجھ پر سید عالمﷺ جلوہ فرما ہیں وہ روح دو عالم جن کے صدقے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کُل کائنات کی تخلیق کی۔ یہ سن کر آسمان نے اعترافِ عجز کرتے ہوئے سر کو جھکا دیا۔

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا

جو حیدر کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

حل لغات

شہنشاہ، سب سے بڑا بادشاہ، یہ دراصل شاہانِ شاہ تھا مخفف کردیا گیا۔اس لفظ میں اضافت مقلوبی ہے کیونکہ اضافت سے پہلے یہ دراصل شاہ شاہان ہے۔حیدر، شیر، یہ لقب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا جوان کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رکھا تھا۔کرار، دشمن پر تابڑتوڑ حملہ کرنے والا، بہادر۔مولیٰ، آقا، ناصر، مددگار، محبوب۔

شرح

حضور پُرنور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت ابوتراب کا لقب عطا فرمایا تھا جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوکر مسجد نبوی میں لیٹ گئے تھے تو ان کی پشت مبارکہ پر خاک لگ گئی تھی۔حضور سرورِ عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار و محبت سے فرمایا

قم یا اباتراب

مٹی والا

فرما کر آپ کو اُٹھایا یہ مٹی کو بہت بڑا اشرف ہوا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوتراب سے بہت خوش ہوا کرتے تھے یہی ابوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مٹی والے) ہم سب کے آقا و مددگار ہیں۔

ازالۂ وھم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولیٰ شیعی شعار نہیں یہ وہابیہ کا وہم ہے الحمدللہ وہ ہمارے (اہل سنت) بلکہ سب کے آقا و مولیٰ ہیں کوئی باغی ہوکر آپ کا مولیٰ ہونا نہیں مانتا تو اس کی بدقسمتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے تصریح فرمائی ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ.

جس کا میں مولیٰ ہوں اسی کے حضرت علی مولیٰ ہیں۔

لیکن اس سے خلافت بلافصل کا استدلال بھی جاہلانہ حرکت ہے اس لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء و رسل علی نبینا و علیہم السلام کے مولیٰ تو نہیں ہوسکتے کیونکہ غیر نبی نبی کا آقا و مولیٰ کیسا۔اس معنی پر حدیث مخصوص عنہ البعض ٹھہری۔ دوسرا یہ کہ یہ حدیث سنداً صحیح نہیں جس حدیث کی سند صحیح نہ ہو اس سے عقائد کا استدلال نہیں البتہ فضائل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اس حد تک جو صاحبِ فضیلت کے لائق ہو۔اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب ثلاثہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ثابت نہ ہوئے بلکہ انبیاء ورسل اور اصحابِ ثلاثہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ماسوا آپ واقعی ہم سب کے آقا ومولیٰ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تیسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مولیٰ اپنے عموم پر ہوتو مولیٰ بمعنی محبوب ہے اور حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ کائنات کے محبوب ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خلقِ خدا کے ہر فرد کے محبوب ہیں سوائے کفار ومشرکین اور منافقین اور خوارج ونواسب کے۔

چوتھا یہ کہ مولیٰ اٹھارہ معنوں میں آتا ہے تو ایک معنی متعین کرنا ترجیح بلامرجح ہے۔

پانچویں یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ پر منکریں کے چند بیجا اعتراضات کے جواب میں فرمائے تاکہ اعدائے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معمولی شخصیت نہ سمجھیں بلکہ انہیں یقین تو ہو کہ حبیبِ کبریا ﷺ ان کے طرفدار ہیں۔

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

حل لغات

اے مدعیو، بترکیب اردو، اے دعویٰ کرنے والو، اے مخالفو۔ خاک (فارسی) مٹی۔ تم خاک نہ سمجھے (اردو) بالکل نہ سمجھ سکے۔ اس خاک میں (اردو) اس زمین میں۔ مدفون (عربی) دفن کیا ہوا۔ شہ بطحا (فارسی) مکہ کے بادشاہ۔

شرح

اے مخالفو! تم مٹی کی عظمت کو بالکل نہ سمجھ سکے حالانکہ اس کی بہت بڑی عظمت ہے اس لئے کہ سید دوعالم شہ بطحا اسی میں مدفون ہیں اور آپ کا مدفن عرش وکرسی، لوح وقلم سے بھی عظیم ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا

ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ.

بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابۃ (طیبہ) عمدہ بنادینے والا رکھا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ لامتل القتل فی سبیل اللہ ماعلی الارض بقعۃ احب الی ان یکون قبری بھا منھا ثلث مرات. (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱)

اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار فرمایا کہ شہادت فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی موت نہیں اور اپنی قبر کے لئے مدینہ منورہ سے زیادہ محبوب روئے زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں۔

افضیلت مدینہ

جن حضرات نے شہر مدینہ کوشہر مکہ سے افضل مانا ہے انہوں نے ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جس شہر میں آپ کی سکونت اور پھر اس میں دائمی آرام گاہ بنائی تو وہ مقام افضل ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ موافق ومخالف سب کو مسلم ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کی آرام گاہ جملہ کائنات یہاں تک کہ عرشِ معلیٰ اور بیت المعمور اور کعبہ معظّمہ سے بھی افضل ہے اسی لئے آپ کا شہر کعبہ و بیت الحرام کو چھوڑ کر شہر مکہ اور جملہ بلاد سے افضل ہے۔اس کے متعلق فقیر نے کتاب ''محبوب مدینہ'' میں مفصل بحث لکھی ہے۔مختلف مذاہب کے ساتھ آخر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہ فیصلہ لکھا کہ

طیبہ نہ سہی مکہ ہی افضل زاہد　　　　ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

یہاں صرف ایک حدیث شریف مع شرح پر اکتفا کرتا ہوں۔مسلم شریف میں ہے

لا یخرج احد رغبة عنها الا اخلف الله فیها خیراً منها الا ان المدینه کالکیر تنقی الخبث لاتقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارها کما ینفی الکیر خبث الحدید.

مدینہ سے روگردانی کر کے جو بھی یہاں سے نکل جاتا ہے تو اللہ اس میں اس کا نعم البدل بہتر اس میں ٹھہراتا ہے۔خبردار مدینہ بھٹی کی طرح پلیدی دور کرتا ہے اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ پاک فسادیوں اور شرارتیوں کو نہ نکال لے جیسے بھٹی لوہے کی زنگ نکالتی ہے۔

فائدہ

اس سے پہلے فصل میں ''تنفی الناس'' کے الفاظ ہیں۔ایک روایت میں ''تنفی الرجال'' ہے اس سے شرارتی لوگ یا ان کی خباثت مراد ہے اسی لئے خبث الرجال کا لفظ بھی مروی ہے۔

(۲) بخاری شریف میں ہے

انها طیبة تنقی الذکوب کما تنقی الکیر خبث الفضة.

یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی وغیرہ میل کو دور کرتی ہے۔

حکایت

(۳) صحیحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے بیعت کی کہ وہ مدینہ میں ٹھہریگا۔دوسرے دن اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اسے تپ لگ گیا اس نے حضور نبی پاک ﷺ سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن

جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

المدینہ کالکیر یخرج جثھا وتنفع.

مدینہ پاک بھٹی کی طرح ہے وہ اپنی میل کو نکال کر باہر پھینکتا ہے اور صاف کرتا ہے۔

فوائد

(۱) یہی معنی ظاہر ہے کہ اس سے خبیث لوگوں کو وعید سنانا ہے۔

(۲) یہ حرف حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس سے مخصوص نہیں جیسا کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

لاتقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارھا.

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مدینہ پاک اپنے شرارتیوں کو دور نہ کرے۔

(۳) دورِ حاضرہ میں یہ معجزہ (مشتمل بر علم غیب) اظہر من الشّمس ہے کہ ہمارے جیسے تو ہر آن تصور میں ہیں

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

اور ایک برادری شب و روز ئی چکر دے کر حاضری مدینہ سے روکتے ہیں اور خود اگر وہاں پہنچ جائیں تو

لایجاورونک فیھا الا قلیلاo ملعونین. (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۱، ۶۲)

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔

پھر مدینہ پاک ان سے خالی کرالیا جائے گا اور وہ وہاں سے نکال دیئے جائیں گے حکم کے مطابق مدینہ پاک سے لاکھ نیکی کی لالچ سے بہت جلد نکل جاتے ہیں۔

موازنہ مدینہ پاک و مکہ شریف

ہمیں حق نہیں کہ ہم مکہ و مدینہ کے درمیان کسی قسم کی تفریق کا اظہار کریں لیکن جب سے نجدی وہابی برسرِ اقتدار ہوئے عوام کے ذہن مدینہ پاک کی ہر فضیلت سے پہلو بچانے کے عادی بنتے جارہے ہیں۔ یہاں صرف ایک نمونہ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آج کل عوام بلکہ بہت سے خواص سمجھنے لگ گئے کہ مدینہ پاک (مسجد نبوی) میں پچاس ہزار اور مکہ معظّمہ (مسجد الحرام) میں ایک لاکھ نیکی اور دعوٰی میں وہی مشہور حدیث حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ اس پر فقیر نے کتاب ''محبوب مدینہ'' میں طویل بحث لکھی ہے۔ اختصاراً یہاں ملاحظہ ہو۔

(۱) پچاس ہزار نیکی مدینہ پاک کے متعلق مسلم اور ایک لاکھ مکہ معظّمہ کی لیکن اس ارشاد کے بعد حضور نبی پاک ﷺ نے دعا فرمائی کہ

اللھم اجعل بالمدینة ضعفی ما جعلت بمکة من البرکة. (متفق علیہ)

اے اللہ مدینہ پاک میں مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکتیں پیدا فرما۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے

اللھم بارک فی مدینتا اللھم اجمع مع البرکة برکتین.

اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔اے اللہ اس کی ایک برکت میں دو برکتیں جمع فرما۔

قاعدہ مسلم ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے اور یہ دعا بھی یقیناً مستجاب ہوئی جس کا مشاہدہ آج حرمین کے زائرین کو نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔دنیوی اور حسی امور یہاں تک کھانے پینے وغیرہ میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں کئی گنا زائد برکات محسوس ہوتی ہیں۔

فائدہ

امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی مدینہ پاک کے لئے دعا یعنی برکات کا سوال نہ صرف اُمورِ دینویہ کے متعلق تھا بلکہ اُمورِ دینیہ کو بھی شامل تھا۔اس معنی پر اب مدینہ پاک کی ایک نیکی اڑھائی لاکھ ہوئی پچاس ہزار دعا مانگنے سے پہلے دو لاکھ مکہ معظّمہ کے ایک لاکھ سے دوگنا دعا سے۔(خلاصہ الوفاء)

نیز اگر صرف وہی پچاس ہزار والی بات بھی ہو تو مکہ معظّمہ کی لاکھ نیکی اور مدینہ کی ایک کا مقابلہ کہاں اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ کبھی تھوڑی شے اپنی برکات کی وجہ سے کثیر شے سے بڑھ جاتی ہے۔(خلاصۃ الوفاء للسمہودی صفحہ ۳۱)

لوگ لاکھ کا نام سن کر پھولے نہیں سماتے یہ نہیں سمجھتے کہ مدینہ کی ایک نیکی ہیرا اور جوہر اور مکہ معظّمہ کی صرف گنتی کا ایک لاکھ۔

نوٹ

نیکی کے عاشق کو یا در ہے کہ مکہ معظّمہ میں ایک نیکی کا لاکھ ملتا ہے تو یہاں کی ایک برائی بھی لاکھ کے برابر ہوتی ہے اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ مکہ معظّمہ سے واپسی پر سودا برابر ہو جائے تو غنیمت ہے ورنہ گھاٹے اور خسارہ کا خطرہ ہے اور مدینہ تو مدینہ ہی ہے یہاں وفادار امتی سے گناہ کا صدور کہاں اگر ہوا بھی تو ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جاتا ہے۔

موازنہ عبادت مکہ ومدینہ

اگر چہ یہ موازنہ بھی نامناسب ہے لیکن نجدی وہابی تاثرات کہ مدینہ پاک کی حاضری کو سمجھایا جارہا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں حج،عمرے،طواف وغیرہ وغیرہ اور کہتے ہیں کہ پہلے تو مدینے کی حاضری ضروری نہیں اگر کچھ ہے تو صرف مسجد

نبوی کی نیت ہو جس میں صرف پچاس ہزار نیکی ملے گی اور بس ۔علامہ سمہودی کی خلاصہ الوفاء اور ملا علی قاری کی المناسک مع شرح کا بیان ملاحظہ ہو۔

مکہ معظّمہ	مدینہ طیبہ
حج	عبادت مسجدِ نبوی میں قربِ رسول اللہ ﷺ بالخصوص ریاض الجنۃ میں
عمرہ	مسجد قبا کا دوگانہ
طواف	مدینہ پاک کی گلیوں میں گھومنا پھرنا روضہ پاک کو چارسو سے نگاہوں میں بسانا
زیارتِ کعبہ	زیارتِ گنبدِ خضراء

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ'' میں ہے۔

فیصلہ اُویسی غفرلہ

ایسے موازنے عشاق کے لئے موزوں نہیں لیکن جہاں نجدیت و وہابیت کے اثرات کا غلبہ ہو وہاں مدینہ طیبہ کے فضائل ایسے طریقہ سے بیان کئے جائیں جن میں مکہ معظّمہ کی تحقیر کا پہلو نہ نکلے۔

دبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم بر حسبِ مدعا و اختلاف فرمودند کہ علماء بفضل مکہ معظمہ عظمھا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال ﷺ انك لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ ولو لا انی اخرجت منك ما خرجت۔بفھم درمندی این فضل مدینۃ الرسول ﷺ جزئی من وجہ است نہ کلی پس نیست نزاعی در فضل ھمہ گر برقع تعارض پس فضلِ مکہ معظمہ در حداواست وفضل مدینہ منورہ در حدا و کرمھا اللہ تعالیٰ تکریماً وتفاضل ھمہ گر بہ فضل کلی در تقابل نمیکند درباب انچہ درواست ۔ تعارض واھانت طرفی از طرفین۔(ماثبت الحق مطبوعہ نوکشور ہند صفحہ ۴۹)

اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن میں نے مدعا کے موافق اختصار کرلیا اور بعض علماء نے مکہ معظّمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو معظم کرے اس دلیل سے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے کعبۃ اللہ بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ سے نہ نکلتا'' میں کسی اہلِ دل کی سمجھ میں مدینہ رسول ﷺ کی یہ فضیلت جزئی من وجہ ہے نہ کلی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب یہ جزئی فضیلت مدینہ

رسول ﷺ کو حاصل ہے نہ کُلی طور پر۔لہٰذا اس فضیلت جزئی من وجہ ہی تعارض فضیلات اٹھ جانے کے سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔پس مکہ معظّمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم اور مقابلہ میں کُلی فضیلت کے ساتھ ایک کو دوسرے پر یہ دردمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین سے ایک طرف کی اہانت نہ ہو۔

برادرانِ اسلام سے اپیل

توحید کے دم بھرنے والے تو مکہ معظّمہ کو بڑھاتے ہیں اور حقیقت یہی ہے انہیں مدینہ پاک سے دلچسپی نہیں لیکن ہمارے سنی مسلمان برادری بھی عشقِ رسول ﷺ میں مکہ معظّمہ میں طنز کرتے نظر آتے ہیں۔کبھی جلال و جمال کے اشاروں سے تو کبھی مکہ والوں کے ایذائے رسول اللہ ﷺ کو سامنے رکھ کر مکہ معظّمہ کی خفت وتحقیر کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں انہیں چاہیے کہ عشقِ رسول ﷺ کا تقاضا پورا کریں کہ دونوں سے یوں محبت ہو کہ مکہ معظّمہ میں بھی آپ کا ڈیرہ سیرہ رہا اور مدینہ طیبہ میں بقایا زندگی بسر فرمائی اور تا حال اسی میں رونق افروز ہیں فلہذا ہمیں دونوں شہر مبارک محبوب ہیں۔

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

حل لغات

معمور،تعمیر کیا ہوا،آباد۔اسی خاک سے،اسی مٹی سے۔شہ کونین،دنیا وآخرت کا بادشاہ یعنی ہمارے نبی پاک ﷺ۔

قبلہ،سمت،توجہ۔

شرح

یعنی مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اس سے حضور ﷺ کا روضہ اقدس بنا ہے اور کعبہ معظّمہ بھی اسی سے تعمیر ہوا ہے۔یاد رہے کہ پتھر بھی جنسِ ارض یعنی مٹی ہی سے ہے اسی لئے یہ کوئی شبہ نہ کرے کہ کعبہ کی تعمیر تو پتھروں سے ہے تو ہم نے اس کا ازالہ عرض کر دیا ہے کہ پتھر بھی مٹی کی جنس ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہو تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد اول باب التیمم کا مطالعہ کیجئے جس میں ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی کی بیشمار قسمیں بیان فرمائی ہیں جن میں پتھر بھی شامل ہیں۔

ہم خاک اُرائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حل لغات

خاک اُرائیں گے، آوارہ پھریں گے، حیران وسرگردان پھرتے رہیں گے۔ مدینہ، شہر، مدینۃ الرسول کا مخفف ہے جب بھی یہ لفظ مطلق (مدینہ) ہو وہاں یہی مدینۃ الرسول (ﷺ) مراد ہوگا۔

شرح

جس سرزمین پر ہمارے پیارے نبی کا پیارا شہر آباد ہے اگر وہ مٹی نہ پائی یعنی اس کی زیارت نہ کی اور وہاں نہ پہنچے تو ساری عمر یونہی حیران وسرگردان رہیں گے۔

فضائل زیارتِ مدینہ پاک

عن النبی ﷺ قال من زارنی کان معی و کان فی جواری یوم القیمة ومن مسکن المدینة و صبر علی بلائها کنت له شهیدا وشفیعاً یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله من الآمنین یوم القیمة.

جس نے میری زیارت کی وہ قیامت میں میرے ساتھ اور میرے قرب میں ہوگا اور جو مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہوگا اور وہاں کی تکالیف پر صبر کرے تو میں قیامت میں اس کا گواہ یا فرمایا شفیع ہوں گا اور جو حرمین کی کسی ایک جگہ میں مرا قیامت میں اللہ اسے تمام مصائب سے مامون ومحفوظ اُٹھائیگا۔

فضیلتِ گنبد خضراء

محدثین کرام کا مذہب ہے کہ شہر مدینہ مکہ کے شہر سے افضل ہے سوائے حرم معلیٰ کے لیکن فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ شہر افضل ہے اس کی تفصیل میں نہیں پڑتے کیونکہ بے ادبی کا شائبہ ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

طیبہ نہ سہی مکہ ہی افضل زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

لیکن اس میں دونوں متفق ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی آرام گاہ کعبہ معظّمہ اور عرشِ معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

المکة افضل منها علی الراجح الامسه الاعضاء الشریفه علیه الصلوٰة و السلام فانه افضل مطلقاً

حتی من الکعبة و العرش الکرسی.

فتوٰی یہ ہے کہ مکہ معظّمہ شہر مدینہ سے افضل ہے مگر اس زمین سے نہیں جس میں مل گئے ہیں اعضائے شریفہ یعنی تربت مبارک آپ کی وہ فضیلت مطلقاً رکھتی ہے یہاں تک کہ کعبۃ اور عرشِ معلٰی اور کرسی سے حضرت کی قبر مبارک افضل ہے۔

یہ قبہ منورہ جو حضرت کا خاص ایوان ہے اور تربت شریف کا سائبان یہ سب زمین عرشِ معلٰی سے افضل ہے۔ اب حدیث شریف جو بخاری و مسلم میں وارد ہوئی ہے صراحتاً ثابت کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے

مابین منبری و قبری روضة من ریاض الجنة.

وہ زمین جو درمیان منبر اور قبر میری کے جس قدر احاطہ وسیع رکھتی ہے یہ ایک باغیچہ ہے جنت کے باغات سے کیونکہ یہ سب زمین احاطہ و دامنِ عرشِ معلٰی میں شمار کی جاتی ہے۔ اب حدیث اور فقہ اس باب میں متفق ہیں اب بتلاؤ کیوں نہ اہل سنت و جماعت کے لئے یہ آستانہ ایونِ محمدی ہے متبرک و جائے ادب قابل الاحترام نہ سمجھا جائے گا بلکہ یہاں کی مٹی چاٹنی بیماروں کے لئے خاکِ شفاء اور مومنین کی چشموں کا سرمہ ہے۔

کسے کہ خاک درس نیست خاک برسر اوست

اب اس گنبد خضریٰ جو کہ نورعلیٰ نور ہے کون دشمن دین حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔

خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے ایوان عالیشان کا خود بخو محافظ ہے پس یہ ایوانِ نبوی مہبط ملائکہ و مورد فرشتگان بے شمار ہیں جیسا کہ حدیث شریف مشکوٰۃ جلد رابع باب الکرامات میں وارد ہوئی ہے

ان کعباً دخل علی عائشه فذکرا علی رسول اللهﷺ فقال کعبه ما من یوم یطلع الانزل سبعون الفاً من الملائکة حتی یحضوبقبر رسول الله ﷺ یضربون باجهنم ویصلون علی رسول اللهﷺ حتی اذا امسئوجوا وهبطوا فصنعوا مثل ذالک حتی اذانشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفاً من الملائکة.

حضرت کعب احبار صحابی حضرت عائشہ کے حجرے میں داخل ہوئے کہ جہاں حضرت عائشہ تشریف رکھتی تھیں بعد وفات حضور ﷺ کے اسی حجرہ شریفہ میں اور صحابی بھی موجود تھے پس ذکر کرنے لگے یہ سب حضور ﷺ کا۔ پس فرمایا کعب نے کہ نہیں طلوع ہوتا ہے کوئی روز مگر یہ کہ نازل ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ اردگرد قبر شریف کے آتے ہیں اور مارتے ہیں بازو اپنے اور درود شریف پڑھتے ہیں ملائکہ آپ پر۔ پس وہ فرشتے دن بھر وہیں رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتگان آسمان پر عروج کر جاتے ہیں اور اترتے ہیں آسمان سے دیگر ستر ہزار فرشتے پھر وہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو زمین

کے فرشتے کررہے ہیں یہاں تک کہ قیامت تک جب قبر آپ کی شق ہوگئی تو بے شمار فرشتے روزانہ قبر پرتشریف لائیں گے۔

پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ روضۂ اقدس کا مرتبہ جو آپ کی آرام گاہ ہے سب سے بڑھ کر ہے اس لئے کہ وہاں اس ایوانِ محمدی میں ہر وقت ستر ہزار فرشتوں کا درود اور اژدہام رہتا ہے کہ ہر طرح سے ملائکہ ادب آداب قبر شریف اور درود شریف آپ پر پڑھتے ہیں تعظیم وتکریم وزیارت کرکے برکت وخوشنودیٔ خداوند حاصل کرتے ہیں اور یہ تا قیامت ہوتا رہے گا۔

خدا حافظ

اس سے ثابت ہوا کہ گنبد خضراء کا محافظ خود خدا تعالیٰ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا سے واضح ہے۔

رسول اللہ ﷺ خود محافظ ہیں

صدیوں پہلے یہ واقعہ روح فرسا ہو چکا ہے جس کی تصدیق ہر دور کے مورخ نے کی یہاں تک کہ اپنی تصانیف میں کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ فخریہ انداز یہ میں بیان کیا۔وہ واقعہ ہے عاشق صادق نورالدین زنگی قدس سرہ کا جسے تفصیل سے آگے ذکر کروں گا۔وہ شہنشاہ نورالدین جن کی حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعریف ومدح میں لکھتے ہیں

نیائد چوبکر بعداز عمر

یعنی اپنے بادشاہ ابوبکر کوتشبیہ دیتے ہیں ساتھ عمر

عمر بن عبدالعزیز کے اور بعض صحابہ میں سے حضرت انس و دیگر صحابہ رسول عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں حیات تھے بلکہ صحابہ کرام تو اس نیک کام کرنے پر عمر بن عبدالعزیز کو شاباش اور آفرین کہہ رہے تھے بعد ترکوں نے وہ زیب وزینت تعمیر بینظیر روضۂ اقدس کرکے پوری طرح سے حفاظت کی ہے نہ کوئی ایسا کرسکتا ہے نہ کریگا۔انہوں نے اپنے آپ کو عرب کے بادشاہ کبھی نہیں کہلایا یہی کہتے رہے کہ ہم خادم الحرمین ہیں ترکوں ہی کی تعمیر سے اس قبہ منورہ کا نام گنبد خضراء رکھا گیا ہے ۔خبردار کوئی مسلمان اہل سنت ہوکر وہابیوں کی صحبت میں آکر کچھ روضہ شریف اور یا اس قبہ نور علی نور کی بے ادبی کر بیٹھے فوراً اس کا ایمان سلب ہوگا اور شفاعت سے محروم ۔وہابی نجدی جو منہ میں آیا کفر بکتے اور یہ تو خود ہی اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں یعنی خوارج کی شاخ ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں تصریح ہے اور فقیر نے ''ابلیس تا دیوبند'' میں اسے تحقیق سے لکھا ہے۔

عقیدۂ مشائخ

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے کلام کی مسلم یا غیر مسلم دین ودنیا میں تقلید کرتے ہیں اور

بالواسطہ حضرت پیرانِ پیر کے مرید ہیں اور خاندانِ قادریہ سہروردیہ کے اماموں میں ہیں آپ حضرت کے محل کی یہ شان اور فضیلت فرماتے ہیں

عرش است مکیں پایه زایوان محمد

جبریل امیں خادم دربانِ محمد

عرش تو رسول اللہ ﷺ کے شاہی کا ایک چھوٹا سا پایہ ہے جبریل امین علیہ السلام تو آپ کے دربان اور خادم ہیں۔

تاریخ گنبد خضراء

گنبد خضراء کا کمرہ وہی بیتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد تعمیر مسجد نبوی کے دوران بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بنایا تھا پھر مدنی زندگی میں یہ کمرہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ بھی یہاں رونق افروز رہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو اسی کمرہ میں دفنایا گیا آپ کے وصال کے بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ میں خود رہتی تھیں دوسرا حصہ زیارت گاہ اہل ایمان رہی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال ۵۷ھ کے بعد جب لوگ کثرت سے قبر اطہر کی خاک اُٹھا اُٹھا کر لے جانے لگے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور زیارت کرنے والوں کے لئے ایک دریچہ کھول دیا گیا مگر بعد میں اس کھڑکی کو بھی مصلحتاً بند کر دینا پڑا۔ (صفحہ ۱۰۲، آئینہ حرم از سفرنامہ دریا آباد)

۱ھ سے لے کر بیت عائشہ پھر مزارِ رسول ۶۷۸ھ تک بغیر قبہ کے تھا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے سب سے پہلی مرتبہ چھوٹا قبہ تعمیر کر دیا۔ (آئینہ حرم صفحہ ۱۰۸)

ظاہر چقمق نے ۸۵۶، ۸۴۱ھ قبہ کی تجدید کی نیئے سرے سے نئی طرز کا قبہ بنایا۔ ۸۸۶ھ میں ملک الاشرف نے موجود قبہ پر بلند ایک اور قبہ سنگ سفید و سنگ کو بنوایا اس طرح اب دوسرا قبہ بھی تیار ہو گیا۔

قبہ نیلگوں

موجودہ دو قبوں پر تیسرا قبہ ۸۹۲ھ سلطان قائتبائی نے بنوایا یہ بڑا قبہ سنگ جس کا رنگ سفید تھا۔ گنبد خضراء ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود عبدالحمید خان ثانی نے نیلگونی کو سبز رنگ چڑھایا (جو تا حال موجود ہے) اندر کے دو قبے مستور ہیں۔

(آئینہ حرم صفحہ ۱۱۰)

سفید گنبد

یہی گنبد خضراء جوادوار سابق میں مختلف اطوار بدلتا رہا قرب قیامت یعنی دجال کے دور میں سفید ہو گیا۔ چنانچہ امام احمد و حاکم کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ منورہ میں آئے گا تو جبل احد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف نگاہ کر کے اپنے ماننے والوں سے کہے گا کہ یہ سفید محل جو تم مدینے میں دیکھ رہے ہو یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے پھر وہ مدینہ پاک ی طرف جانے کا ارادہ کرے گا تو مدینہ پاک کے ہر راستہ کے سرے پر فرشتے دیکھے گا جو ننگی تلواریں لے کر مدینہ پاک کی حفاظت کرر ہے ہیں اس کے بعد جرف میں ڈیرہ ڈالے گا۔ (وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء)

فائدہ

یہ جرف ایک وادی ہے آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ وادی وہی جس کے غربی جانب فہد نے شاہی محل بنایا ہے اسی وادی میں دجال یہودیوں اور اپنے پرستاروں سمیت چند دن قیام کرے گا تو گویا فہد کا یہ شاہی محل دجال کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

تاثرات

الحاج سید وجاہت رسول شاہ صاحب (کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ! امام احمد رضا کے اردو اور فارسی کلام کا مجموعہ دیوانِ ''حدائق بخشش'' کے نام سے موسوم ہے۔ واقعی اس میں بخشش کے ایسے باغ ہیں جن کے پھولوں سے علم و ادب، حقیقت و معرفت اور عشق و محبت کی جانفزا مہک ہمارے ایمان وعقیدہ کو معطر کرتی ہے۔ حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جائیں ہر لفظ سے عشق و محبت پھوٹتا ہوا نظر آئیگا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اسی در پہ مچلتے ہیں اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

آپ کا نعتیہ کلام غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعات، رباعیات غرض تمام اصنافِ چمن کا سدا بہار چمن ہے اس میں تشبیہ واستعارات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت، حسنِ تعلیل، حسنِ تشبیب، حسنِ طلب و حسن تضاد وندرتِ بیان شکوہ الفاظ وغیرہ کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں یعنی امام کا کلام امام الکلام ہے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی امام احمد رضا کی جدت پسند طبیعت اور فکر رسا نے بعض ایسی ایجادات واختراعات کی ہیں کہ وہ امام کے کلام کے علاوہ اور کہیں نہیں ملیں گی۔ نامور محقق اور ادیب حضرت شمس بریلوی صاحب نے حدائق بخشش کے تحقیقی جائزے میں امام صاحب کی ان خوبیوں کو ان کی اولیات میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں سب سے اول تو یہ عرض کروں گا کہ حضرت رضا قدس سرہ اس خصوصیت میں منفرد ہیں کہ آپ نے چار زبانوں میں غزل ارشاد فرمائی۔ آپ کی اس مشہور نعتیہ غزل کا پہلا مصرعہ ہے

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

حضرت رضا بریلوی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے مدحتِ شہ کونین میں محض شاعرانہ تعلی قافی، درریف شوکت الفاظ حسنِ الفاظ وبیان علم وعروض اور صنائع بدائع کی بنیاد پر اشعار نہیں کہے ہیں بلکہ آپ کے ہر نعتیہ شعر میں قرآنِ

حکیم، ارشاداتِ نبوی اور آثار واخبار اور دینی مباحث کے ارشاد کیا ہے اور تلمیحات بکثرت ہیں جن سے حضرت رضا علیہ الرحمۃ کے پائے گئے علم کا اندازہ ہوتا ہے اور شہ کونین ﷺ سے والہانہ عشق کا جوجذبہ آپ کے دل میں موجزن ہے اس کا پتہ بھی چلتا ہے۔ مثلا

لا ملئن جھنم تھا وعدۂ ازلی　　نہ منکرو ں کا عبث بدنصیب ہوتا تھا

ایسا امی کس کے لئے منت کش استاد ہو　　کیا کفایت اس کو اقراء ربک الاکرم نہیں

وہ خدا نے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا　　کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام و بقاء کی قسم

ضرورت اس امر کی تھی کہ حدائقِ بخشش کی شرح کوئی ایسی شخصیت کرے جو علومِ قرآن وحدیث سے نہ صرف پوری طرح واقف ہو بلکہ ان سے شغف بھی رکھتا ہو اس لئے کہ حدائق بخشش کی شرح محض اردو ادب کے کسی شاعر کے اشعار کی شرح نہیں ہے بلکہ بقولِ شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی یہ قرآنی آیات واحادیث وآثار کی شرح ہے۔ یہ بحرالعلوم کے اشعار کی شرح ہے جس نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہوا ہے۔ یہ بات بہت خوش آئند ہے اور اس کی ضرورت بہت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ کوئی باذوق عالم وفاضل شخصیت حدائق بخشش کی شرح کی طرف متوجہ ہو۔ مقامِ مسرت ہے کہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور نے پانچ مجلدات میں حدائق بخشش (حصہ اول ودوم) کی شرح تحریر فرمائی جو مرحلہ وار شائع ہورہی ہے۔

حضرت علامہ اُویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کو غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے شرفِ تلمیذ حاصل ہے۔

ایک طویل عرصہ سے جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں علومِ قرآن و حدیث کا درس دے رہے ہیں۔ صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ اور دیگر کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی ہیں خود امام احمد رضا کی شخصیت کے حوالہ سے کئی مقالے تحریر فرما چکے ہیں۔ خاص کر آپ کا مقالہ "امام احمد رضا اور علم حدیث" عوام وخواص دونوں میں بہت مقبول ہوا پہلی بار مرکزی مجلس لاہور سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔

حضرت نے احقر پر نظر کرم فرماتے ہوئے اپنی عظیم اور اہم شرح کے لئے چند الفاظ تحریر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اپنی شرح کا ایک نمونہ مسودہ کی صورت میں بھیجا جس میں حدائقِ بخشش کے پہلے شعر

واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کی شرح تقریر ۵۰٦ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ علم وعمل اور ذوقِ شعروادب دونوں کے اعتبار سے احقر خود کو اس منصب کا اہل نہیں پاتا کہ امام احمد رضا کے نعتیہ اشعار اور علامہ اُویسی جیسی فاضل شخصیت کی نگارشات پر کچھ بول لکھ سکوں محض تعمیل ارشاد اور حصولِ سعادت کے لئے چند کلمات تحریر کرنے کی ہمت کی۔

حدائقِ بخشش کے اس پہلے شعر کی شرح کے نمونہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ نے شعر کی شرح کے تمام لوازمات کو مدنظر رکھا ہے مشکل الفاظ کے لئے حل لغات کا خاص اہتمام کیا ہے، محاورات اور استعارات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں ضرورت محسوس کی ہے وہاں فوائد بھی بیان کئے گئے ہیں اور قرآنی احادیث واشاروں کی شرح وبسط کے ساتھ تشریح کی گئی۔ اس کے علاوہ قرآنی آیات واحادیث وآثار کے پس منظر میں جو واقعات واحوال پوشیدہ ہیں ان کو قاری کے افادہ کے لئے کھول کر بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی برآمدہ شدت نکات پر غور وفکر کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ احقر کے ناچیز خیال میں اگر اس شرح کی ایڈیٹنگ، پیراگرافنگ جدید نہج پر کی جائے تو اس شرح کی ملکی اور غیر ملکی محققین اور جامعات کے اساتذہ طلباء کے لئے مزید بڑھ جائے گی۔

یقین ہے کہ جس طرح اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کے نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت اور حسنِ معنوی یا صدروی کا نمونہ ہیں اسی طرح اس کی شرح میں بھی الفاظ ومعنی ونثری جملوں اور تراکیب میں بھی حسنِ انتخاب سے کام کیا گیا ہوگا یہ بات ہم سب کے لئے باعثِ فخر ہے کہ ابھی تک کسی زبان کے نعتیہ دیوانوں کی شرح ابھی تک نہیں لکھی گئی۔

نعتیہ شعروادب کی شرح پر جو کچھ لٹریچر ملتا ہے اس میں چند نعتیہ غزلوں یا قصائد اسلامیہ کی شرحوں کے علاوہ اور زیادہ کچھ نہیں ملتا۔

یہ شرف صرف حسانِ الہند حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو حاصل ہے کہ ان کے نعتیہ دیوان کی مکمل شرح لکھی جارہی ہے اور حضرت علامہ اُویسی مدظلہ العالی کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ اُنہوں نے پہلی بار کلامِ رضا کی مکمل شرح فرمائی۔

اس سے قبل حدائقِ بخشش کی شرح کا کام مولانا مفتی ابوالظفر علامہ یسین راز امجدی واعظمی زید مجدہ صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ رضویہ ملیر سعود آباد کراچی نے شروع کی تھی۔ چند نعتوں کے شرح کا مجموعہ "وثائقِ بخشش" مکتبہ امجدیہ دارالعلوم قادریہ رضویہ سعود آباد ملیر کراچی سے ١٩٧٦ء میں شائع ہوا۔

حدائقِ بخشش کے نام سے اس میں حدائقِ بخشش کی ٢٦ نعتوں کی شرح کی گئی ہے لیکن پھر یہ سلسلہ مفتی صاحب اپنی

مصروفیات کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکے لیکن اس شرح میں تفصیل کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے اس کے بعد مرکز تحقیقاتِ اسلامی لاہور سے مفتی محمد خان قادری صاحب نے سلامِ رضا کی شرح ''شرح سلام رضا'' کے نام سے تجویز فرمائی جو اسی ادارہ کی طرف جون ۱۹۹۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کی ضخامت تقریباً ۶۵ صفحات ہیں یہ سلامِ رضا کی پہلی شرح ہے جو اس سے پہلے کسی نے تحریر نہیں کی تھی۔ حال ہی میں راقم مفتی صاحب محترم کو اس اہل و معتبر علمی کارنامہ (شرح سلامِ رضا) پر مبارکباد دینے لاہور ان کے دو کت کدہ پر حاضر ہوا تو انہوں یہ مژدہ سنایا کہ اب وہ حدائقِ بخشش کی شرح کا کام شروع کرر ہے ہیں۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

حضرت علامہ اُویسی صاحب مدظلہ العالی قابلِ مبارکباد ہیں کہ انہوں نے شرح کلامِ رضا لکھ کر نہ صرف اردو نعتیہ ادب میں بلکہ تمام زبانوں کے نعتیہ ادب میں ایک اہم اضافہ کیا ہے۔

احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ کی اس عظیم علمی و دینی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، فیوضاتِ فیضِ رضا سے فیضیاب فرمائے اور ان کی تصنیف کو قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

خادم العلماء والفقراء سید وجاہت رسول قادری عفی عنہ